قرآن و حدیث سے ثابت شدہ عقائد کے بارے میں پر عام فہم کتاب

بہارِ ایمان

17,83

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

قرآن و حدیث سے ثابت شدہ عقائد کے بارے میں عام فہم کتاب

بہارِ ایمان

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006
شبیر برادرز اردو بازار لاہور

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

بہارِ ایمان

85177

ناشر ملک شبیر حسین
سن اشاعت جون 2010ء / رجب 1431ھ
طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور
کمپوزنگ ورڈ زمیکر
سرورق اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور
0345-4653373
قیمت -/200 روپے

شبیر برادرز
اردو بازار ۵ لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہوگا۔

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	☆ حرف آغاز	20
2	☆ مقدمہ	21
3	☆ عقیدہ کی تعریف	21
4	☆ عقائد اعمال سے افضل ہوتے ہیں	21
5	☆ قرآن کی روشنی میں عقیدہ کی اہمیت	21
6	☆ حدیث کی روشنی میں عقیدہ کی اہمیت	21
7	☆ اعتقاد صحیح کے بغیر عمل بیکار ہے	22
8	☆ اعمال کی صحت کا دارومدار عقائد ہیں	22
9	☆ عقائد حقہ کی اشاعت وتبلیغ کا حکم	22
10	☆ عقائد حقہ کے بغیر اعمال برباد ہوجائیں گے	23
11	☆ گمراہ کن عقائد کے حامل لوگوں کی تبلیغ سے پرہیز کریں	24
12	☆ عقائد باطلہ کو رد کرنے کا حکم	24
13	☆ دورِ نبوی ﷺ، دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اب تک محافظ جماعت	25
14	☆ عقائد فاسدہ پھیلانے والے عناصر سے بچیں	25
15	☆ عقیدہ توحید، توحید کا مفہوم	28
16	☆ وحدت، وحدانیت، توحید	29
17	☆ واحد عددی، واحد جنسی	29
18	☆ واحد نوعی	30
19	☆ وجود باری تعالیٰ پر دلیل	31
20	☆ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے	32
21	☆ زیادہ خدا نہ ہونے کا سبب	32

Marfat.com

22	☆ خدا کسی کا محتاج نہیں ہوتا	32
23	☆ عبادت کا حق صرف اللہ کیلئے ہے	32
24	☆ عقیدہ توحید کی مقبولیت کے ارکان	33
25	☆ خالق اور مخلوق کی مشترکہ صفات	33
26	☆ اللہ تعالیٰ بالذات عالم الغیب ہے	36
27	☆ اللہ تعالیٰ بالذات حاضر و ناضر ہے	37
28	☆ اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناضر ہونے اور مخلوق کے حاضر و ناضر ہونے میں فرق	37
29	☆ فرشتوں کا حاضر و ناضر ہونا	37
30	☆ عزرائیل کا بیک وقت مشارق و مغارب میں حاضر و ناضر ہونا	39
31	☆ اللہ کی صفت سمیع و بصیر اور مخلوق کی صفت سمیع و بصیر کا فرق	39
32	☆ اللہ تعالیٰ بالذات خود مختار ہے	40
33	☆ توحید کے پس منظر میں گستاخانہ ہجوم	40
34	☆ شرک	41
35	☆ شرک کا مفہوم	41
36	☆ شرک کی تعریف	41
37	☆ شرک گناہ کبیرہ ہے، شرک ظلم عظیم ہے	42
38	☆ مشرکین کی مذمت	42
39	☆ بتوں کی عبادت کرنے والے	43
40	☆ مشرکین کے کمزور عقیدے	43
41	☆ امت مسلمہ شرک سے پاک ہے	44
42	☆ مسلمانوں پر الزام شرک لگانے والا خود مشرک	45
43	☆ شرک کا فتویٰ مسلمانوں پر لگانے والوں کا حکم	45

Marfat.com

44	☆ مسلمان کو مشرک کہنے کی وجہ سے اپنے ایمان کا جنازہ	46
45	☆ مشرکین کے احمقانہ عقائد	46
46	☆ مشرکین کی بے تکی عقیدت	47
47	☆ مشرکین کا خدا کیلئے اولاد ماننا	47
48	☆ شرک کے پس منظر میں مسلمانوں کے عقائد پر حملہ	48
49	☆ شرکیہ توہمات پھیلانے والے عناصر	48
50	☆ عقیدہ رسالت ﷺ	49
51	☆ نبی اور رسول کی تعریف	49
52	☆ رسول اور نبی میں فرق	49
53	☆ انبیاء کرام، رسولان عظام، کتابوں اور صحائف کی تعداد	50
54	☆ نبی کی شرائط	50
55	☆ نبی علیہ السلام کی خصوصیات	51
56	☆ قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت شامہ، قوت ذائقہ	52
57	☆ قوت لامسہ، قوت مدرکہ، حافظہ، متصرفہ، جاذبہ	53
58	☆ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کی سزا	54
59	☆ کعب بن اشرف کا قتل	54
60	☆ ابن خطل کا قتل	56
61	☆ رسالت و نبوت پر ایمان	57
62	☆ رسول اللہ ﷺ اللہ کا نور ہیں	57
63	☆ نورانیت مصطفے ﷺ کہ آپ کا سایہ نہ تھا	58
64	☆ مقام رسالت و نبوت کو دل کے اخلاص سے قبول کرنا	58
65	☆ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب ہے	58

Marfat.com

66	☆ آپ ﷺ علم غیب کی خبریں بتانے میں بخل نہیں فرماتے	59
67	☆ آنے والے وقت اور موت کا علم	60
68	☆ قبر کے عذاب وثواب کا علم	60
69	☆ جنتی یا دوزخی ہونے کا علم	61
70	☆ کون مؤمن ہوگا کون کافر ہوگا کا علم	62
71	☆ آپ ﷺ پر کائنات کی ہر چیز منکشف ہوگئی	62
72	☆ رسول اللہ ﷺ حاضر وناظر ہیں	63
73	☆ قبر میں رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا	63
74	☆ روز ازل تا جنتیوں ودوزخیوں کے احوال کا علم	65
75	☆ تمام امتوں کے اعمال پر حاضر وناظر	65
76	☆ آپ ﷺ کی حیات، وصال دونوں اُمت کیلئے بہتر	66
77	☆ رسول اللہ ﷺ مختار کل ہیں	66
78	☆ زمین وآسمان کے تمام خزانوں کے مالک آپ ﷺ ہیں	68
79	☆ احکام شرعیہ میں آپ ﷺ کا اختیار	67
80	☆ شرعی گواہی میں آپ ﷺ کا اختیار	68
81	☆ بعض انبیاء کرام کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا	69
82	☆ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والے کا حکم	71
83	☆ بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب	71
84	☆ اپنی آوازوں کو اپنے نبی کی آواز پر بلند نہ کرو	72
85	☆ نبی علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہنا طریقہ کفار ہے	73
86	☆ نبی کریم ﷺ کی مثل تو صحابہ بھی نہیں	73

Marfat.com

87	☆ روضہ رسول ﷺ کو چومنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل	73
88	جنتی پتھر کو بوسہ دینا	74
89	☆ عقیدہ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام	75
90	☆ انبیاء کرام علیہم السلام ہر قسم کی غلطیوں اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں	75
91	☆ عقیدہ شفاعت، شفاعت کا معنی	76
92	☆ شفاعت کی تعریف	76
93	☆ آپ ﷺ سب سے پہلے قیامت کے دن تمام امتوں کی سفارش فرمائیں گے	76
94	☆ مؤمن ایک دوسرے کی سفارش کریں گے	77
95	☆ بچپن میں فوت ہونے والے بچے والدین کی شفاعت کریں گے	77
96	☆ حافظ قرآن بھی سفارش کرے گا	78
97	☆ حجر اسود کی سفارش	78
98	☆ کافروں کی شفاعت نہیں ہوگی	78
99	☆ شفاعت کے پس منظر میں بے عملی	79
100	☆ منکرین شفاعت کے گمراہانہ توہمات	79
101	☆ عقیدہ حیات النبی ﷺ	79
102	☆ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارک صحیح وسلامت رہتے ہیں	79
103	☆ انہیں مردہ نہ کہا جائے	80
104	☆ بعد از وصال قبر انور سے اذان کی آواز	80
105	☆ بارگاہ نبوت ﷺ میں اعمال کا پیش ہونا	81
106	☆ نبی علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا	81
107	☆ نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے سلام کا جواب	81
108	☆ دنیاوی کھانے پینے سے بے نیاز زندگی	82

Marfat.com

109	☆ ہوا سے بے نیاز زندگی	82
110	☆ دل سے بے پرواہ زندگی	82
111	☆ زمان و مکاں سے بے پرواہ زندگی	83
112		
113	☆ آپ ﷺ کا کائنات کو ملاحظہ فرمانا	83
114	☆ بعد از وصال زیارت کی حالت	83
115	☆ ختم نبوت ﷺ	84
116	☆ قرآن سے ختم نبوت ﷺ کا ثبوت	85
117	☆ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر احادیث	86
118	☆ خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام کے اتفاق سے ختم نبوت	86
119	☆ 1974ء کی تحریک ختم نبوت ﷺ	86
120	☆ انبیاء کرام علیہم السلام کا فیض اور حرمین شریفین	87
121	☆ ذات مصطفی ﷺ کو موضوع بحث نہ بنایا جائے	87
122	☆ اللہ کی عطا سے انکار کیوں؟	88
123	☆ اہل بیت وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ	88
124	☆ تمام صحابہ و اہل بیت حق پر تھے	88
125	☆ اہل بیت کی فضیلت	89
126	☆ صحابہ کرام و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی فضیلت	89
127	☆ اہل بیت وصحابہ کو بُرا کہنا کفر ہے	90
128	☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنے والے کا حکم	90
129	☆ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما حق پر تھے	90

Marfat.com

130	☆ اہل بیت کی محبت میں جاہلانہ روایات	90
131	☆ نبی کریم ﷺ کے والدین مؤمن وموحد ہیں	91
132	☆ حافظ قرآن کے والدین کیلئے شرف تاج	93
133	☆ کائنات میں منفرد شان کے والدین	93
134	☆ عقیدہ خلافت راشدہ، خلافت راشدہ کے حق ہونے پر دلیل	94
135	☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت	95
136	☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت	96
137	☆ شیخین کی خلافت کے منکر کا حکم	96
138	☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت	96
139	☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	97
140	☆ تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پاک دامن تھیں	97
141	☆ عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	98
142	☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا کافر ومنافق ہے	98
143	☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت	99
144	☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	99
145	☆ لوح محفوظ اور نوشتہ تقدیر	100
146	☆ کلام الٰہی پر عقیدہ، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا	101
147	☆ مکمل قرآن مجید پر ایمان لانا	101
148	☆ اللہ تعالیٰ کے کلام کی وسعت کا بیان	101
149	☆ قرآن مجید بے مثل ہے	102
150	☆ قرآن مجید نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا ہے	102
151	☆ قرآن پاک کو ہر غلطی سے پاک ماننا	103

Marfat.com

152	☆ قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے	103
153	☆ قرآن میں اپنی طرف سے ذاتی تاویل کرنا	103
154	☆ قرآن مجید کے احکام دائمی و ابدی ہیں	103
155	☆ فرشتوں پر عقیدہ، فرشتوں کا آدم علیہ السلام کی تعظیم کیلئے انہیں سجدہ کرنا	104
156	☆ ابلیس نے سجدے سے انکار کیوں کیا	104
157	☆ کفر کی ابتداء	104
158	☆ تعظیم نبی کا پہلا منکر	105
159	☆ شیطان کی منکرانہ روش	105
160	☆ کافروں کی عالمی سازش	105
161	☆ فرشتے اللہ کی نوری مخلوق ہیں	105
162	☆ فرشتے ہر وقت عبادت میں رہتے ہیں	105
163	☆ فرشتے مؤمنوں کی شفاعت کریں گے	105
164	☆ فرشتوں کا نور ہونے کے باوجود مقرب بندے ہونا	106
165	☆ عقیدہ آخرت،،، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا	106
166	☆ قیامت کے دن پر ایمان لانا	107
167	☆ مقام روح، روح کی تعریف۔	107
168	☆ شہداء کی ارواح	107
169	☆ ارواح کا زندوں کے احوال و اعمال پر مطلع ہونا	108
170	☆ بدکرداروں کی روحیں	108
171	☆ عذاب یا ثواب بدن اور روح دونوں کو ہوگا	109
172	☆ جنت و دوزخ کے متعلق عقیدہ	110
173	☆ مؤمنین کا جنت میں ٹھکانہ اور کافروں و مشرکوں کیلئے دوزخ	110

Marfat.com

174	☆ وفات کے بعد کن لوگوں کو ثواب پہنچتا ہے	110
175	☆ مرنے کے بعد کن لوگوں کو ثواب نہیں پہنچتا	111
176	☆ آخرت سے ناامید ہونے والے لوگ	112
177	☆ نیک لوگوں کے تبرکات کے آداب و تعظیم	112
178	☆ نبی علیہ السلام کی قمیص مبارک کی برکت	112
179	☆ طویل فاصلے سے خوشبو محسوس کرنا	113
180	☆ تبرکات سے شفایاب ہونا	113
181	☆ تبرکات کی وجہ سے فتوحات	114
182	☆ اللہ کے مقربین کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا	114
183	☆ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم، اللہ کی نشانیاں کونسی ہیں؟	114
284	☆ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے	115
185	☆ معمولات اہل سنت و جماعت	115
186	☆ محافل میلاد، عرس، محافل نعت، وغیرہ	115
187	☆ معمولات اہل سنت و جماعت کے پردے میں غیر شرعی رسومات	116
188	☆ یارسول اللہ ﷺ کہنا	116
189	☆ قیام تعظیمی	117
190	☆ رسول اللہ ﷺ کا قیام تعظیمی کرنا	119
191	☆ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دینا	120
192	☆ برکت والے مقامات،، دنیاوی برکتیں، دینی برکتیں	121
193	☆ برکت والی جگہ پر دفن ہونے کی خواہش	134
194	☆ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعا کرنا	135
195	☆ وسیلہ کی تعریف	135

Marfat.com

196	☆ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا	135
197	☆ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا	136
198	☆ نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعا	137
199	☆ اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا	137
200	☆ اللہ کی مدد اور اس کے نیک بندوں کی مدد	137
201	☆ اللہ، رسول اور مؤمنوں کا دوست ہونا	137
202	☆ اللہ مخلوق کے ذریعے مدد فرماتا ہے	138
203	☆ بعد از وصال وسیلہ سے دعا کرنا	138
204	☆ بعد از وصال نبی کریم ﷺ کا مدد فرمانا	138
205	☆ اللہ کی عطا سے نبی کریم ﷺ عطا فرمانے والے ہیں	139
206	☆ نبی کریم ﷺ کی عطا پر راضی نہ ہونے والے منافق ہیں	139
207	☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عطا کا اعلان	140
208	☆ آپ ﷺ اللہ کی عطا تقسیم فرمانے والے ہیں	141
209	☆ بعد از وصال مبارک بھی صحابہ کرام کا برکت حاصل کرنا	141
210	☆ قبروں کی زیارت کرنا	142
211	☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور لفظ ''غوث'' کا استعمال	142
212	☆ مزارات پر گنبد بنانا	143
213	☆ کن لوگوں کی قبروں پر جانا منع ہے	144
214	☆ مسلمانوں کے قبرستان میں قرآن پڑھو	145
215	☆ کن لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنا ہے	145
216	☆ قبر پر اذان دینا اور دعا کرنا	146
217	☆ میت کو کلمہ کی تلقین کرنا	147
218	☆ میت کے حق میں زندہ مسلمانوں کی شفاعت	147

Marfat.com

219	☆ زندہ لوگوں کی گواہی پر جنت یا دوزخ	148
220	☆ قبروں پر پھول چڑھانا	149
221	☆ قبر میں ثواب وعذاب کا علم	150
222	☆ اہل قبور کی زندگی کے احوال کا علم	150
223	☆ تر شاخ کے ذریعے عذاب میں کمی	150
224	☆ اہل قبور کی تعداد کے برابر ثواب	151
225	☆ جمعہ کے دن والدین کی قبر پر جانا	151
226	☆ فوت ہونے والے کے نام کا صدقہ	151
227	☆ ہر سال قبر پر جانا سنت ہے	152
228	☆ قبروں پر چادریں چڑھانا	152
229	☆ مزارات کی تعمیر	153
230	☆ مغالطے کا ازالہ	153
231	☆ نعلین مبارک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ	153
232	☆ انبیاء کرام کی جائے پیدائش برکت والی جگہ ہے	153
233	☆ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد کے تبرکات	155
234	☆ مقام ولایت	155
235	☆ ولی کی تعریف	156
236	☆ حواس خمسہ میں خصوصی عطائے الٰہی	156
237	☆ خوف اور غم کا مطلب	157
238	☆ تخت بلقیس اور ہماری ٹیکنالوجی	157
239	☆ تازہ پھل	158
240	☆ تصرف انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام اور مقام ''کن''	158
241	☆ قبروں والے سنتے ہیں	159

Marfat.com

242	☆ قبروں کو بتوں پر قیاس کرنا	160
243	☆ یارسول اللہ ﷺ کہنا صحابہ کرام کی سنت ہے	160
244	☆ قبروں والوں کو ''یا'' کے ساتھ سلام کہنا	165
245	☆ عورتوں کا قبرستان یا مزارات پر جانا	166
246	☆ میت کی تعظیم کیلئے جنازہ کے پیچھے چلنا	168
247	☆ غائبانہ نماز جنازہ منع ہے	168
248	☆ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا	171
249	☆ قبروں والے سلام کا جواب دیتے ہیں	172
250	☆ قبروں والے زائرین کو پہچانتے ہیں	172
251	☆ قبروں کی تعظیم	172
252	☆ قبروں کو سجدہ کرنا حرام ہے	173
253	☆ تعزیت کرنے کی فضیلت	173
254	☆ قبر پر دعا اور فاتحہ کا ثبوت	173
255	☆ قبر پر فاتحہ کا طریقہ	173
256	☆ مؤمن کی تعظیم اور بیت اللہ	175
257	☆ قل خوانی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل	175
258	☆ عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی پر ثواب	176
259	☆ لفظ میلاد کا ثبوت	176
260	☆ میلاد کی خوشی میں ضیافت کا اہتمام کرنا	177
261	☆ میلاد النبی ﷺ کا یوم عید ہونا	177
262	☆ یوم جمعہ کو عید کہنے کی وجہ	178
263	☆ عید میلاد النبی ﷺ اظہار تشکر کا دن	178
264	☆ فوت ہونے والوں کے اچھے اوصاف بیان کرنا	178

Marfat.com

265	☆ کفن پر کلمہ لکھنا	179
266	☆ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا منع ہے	179
267	☆ مساجد میں آیات لکھوانا	180
268	☆ مساجد میں ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' لکھوانا	180
269	☆ اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا	181
270	☆ صلوٰۃ وسلام کا مطلب	181
271	☆ نام محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا	182
272	☆ سنت آدم علیہ السلام	182
273	☆ سنت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	183
274	☆ شفاعت حلال ہوگئی	183
275	☆ مفتی مکہ کا فتویٰ	183
276	☆ اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں	184
277	☆ اقامت میں ''اللہ اکبر'' کہنے کے ساتھ ہی کھڑا ہونا مکروہ ہے	186
278	☆ اذان واقامت کے کلمات	186
279	☆ تقلید کرنا، تقلید کو معنیٰ، تقلید کی اصطلاحی تعریف	186
280	☆ تقلید کا ثبوت از روئے قرآن	187
281	☆ تقلید کا ثبوت از روئے حدیث	188
282	☆ تقلید اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ سے استدلال	188
283	☆ صحابہ کرام اور تابعین کے بیان کردہ تقلیدی مسائل	188
284	☆ تدفین جنازہ	188
285	☆ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا	190
286	☆ آمین آہستہ آواز سے کہنا	190

Marfat.com

287	☆ رفع یدین منسوخ ہو چکا	191
288	☆ وتر کی رکعتیں تین ہیں	192
289	☆ ایک رکعت وتر پڑھنے کی ممانعت	192
290	☆ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا	192
291	☆ امام کے پیچھے قرأت کرنا منع ہے	193
292	☆ منازعت کیا ہے	194
293	☆ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا	194
294	☆ فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	194
295	☆ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	195
296	☆ دعا کے اول و آخر صلوٰۃ و سلام پڑھنا	196
297	☆ دعا کے اول و آخر درود نہ پڑھنے کی وجہ سے دعا معلق رہتی ہے	196
298	☆ مکمل نماز کے بعد بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا	196
299	☆ نماز جمعہ کے بعد صلوٰۃ و سلام	196
300	☆ بارگاہ رسالت ﷺ میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنے والے کا نام و ولدیت	197
301	☆ بدعت کا مفہوم	198
302	☆ بدعت حسنہ	198
303	☆ بدعت سیئہ	199
304	☆ بدعت کے مفاہیم و اقسام	200
305	☆ بدعت کا گمراہانہ مفہوم	202
306	☆ نام نہاد بدعت کو مٹانے والے	203
307	☆ نماز کی سنتوں اور نوافل کا حکم	203
308	☆ نماز تراویح 20 رکعت ہیں	204
	☆ نماز عید کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا	205
	☆ مصافحہ کرنے کا بیان	205

Marfat.com

309	☆ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں	205
310	☆ دم کرنے کا شرعی حکم	208
311	☆ تعویز دھاگے کا حکم	208
312	☆ بیعت، بیعت کا ثبوت، واحکام	211
313	☆ تصوف کا مفہوم	216
314	☆ تصوف کا معنی وتعریف	216
315	☆ سوادِ اعظم کی اتباع کرو	218
316	☆ امت مسلمہ کے فرقے	219
317	☆ سوادِ اعظم کون ہے۔ اہل سنت وجماعت کی اتباع کرو	220
318	☆ اہل سنت وجماعت کی علامت	220
319	☆ خلفائے راشدین سے اب تک	220
320	☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	221
321	☆ منافقانہ روش بدعقیدہ وگمراہ لوگوں کے معمولات وعلامات	221
322	☆ مساجد میں جمع ہونا جبکہ مقام نبوت ﷺ کا انکار کرنا	222
324	☆ سر منڈوانا اور پنڈلیوں سے نیچے شلوار کا ہونا	223
325	☆ مقام نبوت ورسالت ﷺ کو تسلیم کرنے میں پریشان	224
326	☆ اسلام کے لباس میں	225
327	☆ قرآن کے نام سے ذاتی خواہشات کا پرچار	225
328	☆ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے مخالفت	226
329	☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخالفت	226
330	☆ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے مخالفت	226
331	☆ بدعقیدگی کے بانی نے مکہ ومدینہ کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا	227
332	☆ نجد کی بدبختی خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی	228
333	☆ حرمین شریفین پر شب خون مارنا اور قبضہ کرنا	228

Marfat.com

334	☆ کیا امام کعبہ حق ہونے کی دلیل	229
335	☆ جاہل و گمراہ لوگ دین کے بارے میں فتاویٰ دیں گے	230
336	☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات گرانا	230
337	☆ گستاخ نمازیوں و بدبخت لوگوں کے قتل کا حکم	231
338	☆ بدعقیدہ لوگوں سے حدیث نہ پڑھو	232
339	☆ خارجیوں کے بارے میں شرعی حکم	233
340	☆ بدعقیدہ لوگوں کا قرآن کی آیات کے غلط مفاہیم بیان کرنا	233
341	☆ بدعقیدہ لوگوں کے پاس جانا منع ہے	234
342	☆ علماء حرمین سے مناظرہ	234
343	☆ اسلام کے چھ ارکان کیوں بنائے	235
344	☆ عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم	235
345	☆ عجیب سوال و جواب	235
346	☆ اذان کا ایمان کی راہ سے دور نکل جانا	236
347	☆ فتنہ انکار حدیث	237
348	☆ دور حاضر کے جاہل مبلغین	239
349	☆ معاشرے کے ناسور	239
350	☆ عورتوں کے پھیلائے ہوئے توہمات	241
351	☆ کالا علم اور جاہل نجومیوں کے کفریہ نظریات	242

Marfat.com

352	☆ اولیاءِ کرام کی تعلیمات کو بدنام کرنے والے	244
353	☆ غیرمحرم عورتوں سے میل جول	244
354	☆ عاملین کے سبب ہونے والے نقصانات	245
355	☆ عالم کفر دینی مدارس کے خلاف جبکہ عاملین کے خلاف نہیں	246
356	☆ معاشرتی فساد کے اسباب	246
357	☆ عاملین کے جعلی ہتھکنڈے	247
358	☆ نجومی کے پاس جانے والے کی عبادت کا حکم	248
359	☆ مرزئیوں سے مسلمانوں کے تعلقات کی شرعی حیثیت	248
360	☆ مزارات پر غیر شرعی رسومات	249
361	☆ حفاظت ایمان کے اصول	249
362	☆ عقیدہ توحید کا صحیح فہم	249
363	☆ عقیدہ رسالت ﷺ کا صحیح فہم	249
364	☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسلک کی پاسبانی	250
365	☆ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے سچی عقیدت	251
366	☆ اولیاءِ کرام کی محبت اور ان کے مزارات کا احترام	251
367	☆ اہل حق سے وابستہ	252
368	☆ فتنہ پرور تنظیمات سے پرہیز	252
369	☆ غیر مسلموں کی کفریہ سازشوں سے تحفظ	522
370	☆ روشن خیال تنظیموں سے پرہیز	252
371	☆ صراط مستقیم	254
372	☆ انعام یافتہ لوگ	254
373		255

Marfat.com

حرفِ آغاز

☆ تمام تعریفوں کے لائق صرف وہی ذات ہے جس نے ہمیں سچا عقیدہ عطا فرمایا ہے درحقیقت عقائد صحیحہ اور ہر باطل سے پاک وہ اعتقادات ہیں جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام، ان کے اصحاب اور ان کے متبعین کے ہیں۔ ہمیں امت مسلمہ ہونے کی حیثیت سے اپنے پیارے رسول ﷺ کی طرف سے وہ بیان کردہ سچے عقائد جو قرآن وسنت کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں اپنانے چاہییں۔ جن کی مکمل تصویر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت رضی اللہ عنہم، تابعین، اولیاء کرام، ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اور امت مسلمہ کے دیگر اسلاف کی زندگیوں کے معمولات آج دینی کتابوں میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ تاہم قرآن وسنت کی تعلیمات کا وہ عظیم ذخیرہ دلائل کے سمندروں کے ساتھ اور احادیث کا ذخیرہ ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے بہت بڑا سرمایہ ہے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم انہیں پڑھیں اور ان کو سمجھیں اور ان کے مطابق اپنی زندگی کے فکری رجحان اور عملی رجحان کو ڈھالیں۔

الحمدللہ! یقیناً تمام تعریفوں اور خوبیوں کے لائق صرف ایک ہی ذات، ذات خدا ہے جس نے تمام کائنات میں مخلوق کو کسی نہ کسی طرح کی خوبیوں سے نوازا۔ اور ہر مخلوق میں اس کی استعداد کے مطابق منفرد صلاحیتیں رکھی ہیں۔

ہمارے پاس اسلام واسلاف کی تعلیم بطور امانت ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اس امانت کو اسی طرح آنے والی نسلوں کی طرف منتقل کریں جس طرح ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے ذریعے عطا فرمائی ہے۔

ہر مذہب کی اہمیت کا دارومدار اس کے نظریات وعقائد پر ہوتا ہے یعنی اگر اس مذہب واہل مذہب کے عقائد ونظریات درست ہیں تو وہ مذہب مقبول ہے اور اگر اس مذہب واہل مذہب کے نظریات وعقائد ہی درست نہیں تو وہ مذہب واہل مذہب مردود ہیں۔

Marfat.com

مُقَدِّمَہ

عقیدہ کی تعریف:

لفظ ''عقیدہ'' عقد سے بنا ہے جس کا معنی ہے ''گرہ لگانا، یا گرہ باندھنا ہے۔ اسی طرح عقیدہ کا معنی یہ ہے کہ جس پر پختہ یقین کیا جائے۔ جس کو انسان دین بنائے اور اس پر اعتقاد رکھے۔

(المنجد ص ۶۶۸، دارالاشاعت کراچی)

عقائد اعمال سے افضل ہوتے ہیں:

قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق ہم دلائل کے ساتھ بیان کریں گے کہ عقائد اعمال سے افضل واعلیٰ ہوتے ہیں۔ اگرچہ عقیدہ وعمل دونوں ایک ہی پرواز کیلئے دو بازو ہیں لیکن فضیلت عقائد کو حاصل ہے۔ جبکہ ایمان وعقیدہ کی ترقی عمل سے ہوتی ہے۔

قرآن کی روشنی میں عقیدہ کی اہمیت:

ترجمہ: لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں خوش نما بنادیا اور اس نے تمہارے نزدیک کفر، نافرمانی اور گناہوں کو ناپسندیدہ بنادیا۔ (الحجرات، ۷)

حدیث کی روشنی میں عقیدہ کی اہمیت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور ابھی اس پر عمل نہیں بھی کرتا تو میں اسکی ایک نیکی لکھ لیتا ہوں اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر لیتا ہے تو میں اس کیلئے دس سے لیکر سات سو تک نیکیاں لکھ لیتا ہوں اور جب وہ گناہ کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو اس کو نہیں لکھتا اور اگر اس پر عمل کرے تو ایک گناہ لکھ دیتا ہوں (مسلم ج ا ص ۷۷، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتقاد عمل سے افضل ہوا کیونکہ صرف نیکی کا ارادہ کرنے سے

Marfat.com

بھی نیکی لکھی جاتی ہے جبکہ عمل کیلئے ضروری ہے کہ جب تک فعل بدن نہ ہو اس وقت تک عمل کی نیکی نہیں لکھی جاتی۔

اعتقاد صحیح کے بغیر عمل بیکار ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو سنانے کیلئے کام کرے گا اللہ اسکی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو لوگوں کو دکھانے کیلئے کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں کو دکھائے گا۔ (مسلم ۲،۴۱۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص نے ریاکاری، منافقت یا عقائد فاسدہ کے ساتھ عمل کیا تو اس کا عمل برباد ہو جائے گا۔

اعمال کی صحت کا دارومدار عقائد ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو اپنے نبی (ﷺ) کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور نہ ان کے سامنے بلند آواز سے بولو جیسے ایک دوسرے سے بلند آواز سے بات کرتے ہو، ورنہ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔ (الحجرات،۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی تعظیم نہ کی، یا آپ ﷺ کی بے ادبی کی تو اس کی تمام نمازیں، تبلیغیں، دعوت اسلام، سیرت کے پروگرام، مدارس میں قرآن پڑھانا، چلہ کشی کیلئے تبلیغی دوروں پر جانا وغیرہ اس طرح کے نیک اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے اور یہ اعمال کرنے والا اپنے باطل خیال کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ سمجھتا رہے گا اور اپنی مقبولیت پر ڈٹا رہے گا حالانکہ اس کے تمام اعمال برباد ہو چکے ہوں گے۔ اور اسے اپنے اعمال کی بربادی کا علم بھی نہ ہو گا۔

عقائد حقہ کی اشاعت و تبلیغ کا حکم اعمال سے مقدم:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے (یمن کا حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: تم کچھ اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو تو پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور

85199

Marfat.com

میری رسالت (ﷺ) کی شہادت دینے کی دعوت دینا جب وہ اس کو مان لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ ان کو تسلیم کرلیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو دولت مند لوگوں سے لیکر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی، جب وہ اس کو قبول کرلیں تو تم زکوٰۃ میں ان کا بہترین مال ہرگز نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم، ۲۸، ۶۹۰۶، سنن دارمی، ۳۳۳۴، مؤطا امام مالک، ۱۵۰۳، مسند احمد، ۲۶۲۶۷، ترمذی، ۳۷۴۰)

اس حدیث میں سب سے پہلے عقائد کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے لوگوں کو ایمان وعقیدہ بتایا کہ وہ اللہ کی توحید اور اس کے رسول ﷺ کی رسالت پر ایمان واعتقاد لائیں۔

یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عقائد سے خود ناواقف ہیں اور دوسروں کو نیک اعمال کی دعوت وتبلیغ کرنے میں کوئی دقیقہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جب ان سے عقائد کے بارے میں بات کی جاتی ہے کہ تمہارے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں عقیدے اور اولیاء کرام کی عظمت وشان کے بارے میں عقیدے فاسد وانتہائی غلط ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ان عقائد کو چھوڑو بلکہ اللہ کی بارگاہ میں نیک اعمال بھیجنے کی بات کرو۔ ان نادانوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ اگر عقائد ہی مردود ہوگئے تو اعمال کس کام کے ہوں گے۔ انہیں یادرکھنا چاہیے کہ اگر عقائد کے بغیر اعمال کام آتے تو لاکھوں کی تعداد میں ہندوؤں کی بخشش ہوجاتی کیونکہ ان کافروں کے پاس بڑی تعداد میں اچھے اعمال بھی موجود ہیں۔

عقائد حقہ کے بغیر اعمال برباد ہوجائیں گے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: کفار ہمارے پاس جو بھی اعمال لے کر آئیں گے ہم ان کو (فضا میں) بکھرے غبار کے ذرے بنا دیں گے۔ (الفرقان، ۲۳) جس نے ایمان لانے سے انکار کیا اس کا عمل ضائع کر دیا جائے گا۔ (مائدہ، ۵)

Marfat.com

قرآن کی ان آیات سے معلوم ہوا کہ کافروں کے اچھے اعمال اسی وجہ سے برباد ہو گئے کیونکہ ان کے پاس قرآن وسنت کے مطابق سچا عقیدہ وایمان موجود نہیں ۔لہٰذا ان مسلمانوں کو بھی اس حکم سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جو کہتے ہیں کہ عقیدے کو چھوڑ و، بس نیک اعمال ہی بجا لاؤ۔

گمراہ کن عقائد کے حامل لوگوں کی تبلیغ سے پرہیز کریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جن کو تم نے نہ سنا ہو گا نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور رہنا وہ تم سے دور رہیں کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (صحیح مسلم، ج۱،ص۱۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گمراہ فرقوں کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں کج بحثی اختیار کرتے ہیں۔ (شعب الایمان، ج۷،ص۶۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

مذکورہ حدیث مبارکہ اور دوسری روایت کے مطابق جب کبھی آپ بدعقیدہ لوگوں سے انبیاء کرام علیہم السلام کے تصرفات اور اولیاء کرام کی عظمتوں کے حوالے گفتگو کریں گے تو یہ لوگ کج بحث نظر آئیں گے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی شان وعظمت اور اولیاء کرام کے روحانی تصرفات کو قبول کرنے کی بجائے ادھر اُدھر کی باتیں کریں اور کوشش کریں گے کہ وہ آپ کو اس موضوع سے ہٹا کر کسی اور موضوع کی طرف لے جائیں۔اور اللہ کے مقربین کی عظمتوں کو سلام پیش کرنے کی بجائے کہیں گے کہ اختلافات کو چھوڑو، بس نیک اعمال کرو۔ جب ان لوگوں کو بیان کا موقع ملتا ہے تب یہ لوگ توحید کے پردے میں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی گستاخیاں کرتے ہوئے سیراب ہی نہیں ہوتے۔ (العیاذ باللّٰہ من تلک الخرافات)

عقائد باطلہ کو رد کرنے کا حکم:

قرآن وسنت میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ تم باطل عقائد کی تردید کرو جیسا کہ تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین کے غلط عقیدوں سے خود بھی دور رہو اور دوسروں کو

Marfat.com

بھی ایسے ناپاک عقائد سے محفوظ رکھو۔اسی طرح ہندوؤں کے باطل عقیدے، بتوں کو پوجنے والوں،سورج کی پوجا پاٹ کرنے والوں کے غلط عقیدوں کو رد کر دیا جائے گا اور کوئی بھی مؤمن انہیں صحیح نہیں مانے گا۔

دورِ نبوی ﷺ و دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اب تک کے اسلامی عقائد کی محافظ جماعت:

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو یہ شرف بخشا ہے کہ آج چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اہل سنت و جماعت کے پاس نبی کریم ﷺ کی تعلیمات من وعن موجود ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت،قرآن وسنت کا مکمل تحفظ،حتیٰ کہ احادیث کی روایت کرنے والے راویوں کے حالات تک محفوظ ہیں۔

اسی جماعت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع اور اہل بیت سے سچی عقیدت،بزرگان دین کے نقشِ قدم پر چلنے والی سوچ موجود ہے۔مختلف ادوار میں رافضی اور خارجی گروہوں نے اہل سنت و جماعت کے عقائد پر حملہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں علماء اہل سنت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے باطل عقائد کا رد کرتے ہوئے عقائد حقہ کی حفاظت کی ہے۔برصغیر پاک وہند میں جب اہل سنت و جماعت کے عقائد پر کانگرس نواز لوگوں نے مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کیا تو جمہور اہل سنت علماء نے اور اہل سنت کے امام،امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے خارجیوں کے ناپاک عقائد کو پارہ پارہ کر دیا اور لوگوں کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کیلئے ان کی گستاخانہ عبارات کو نہ صرف برصغیر کے علماء نے بلکہ مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے 37 علماء نے ان عبارات کو کفر قرار دیا۔

عقائد فاسدہ پھیلانے والے عناصر سے بچیں:

جہالت کے بارے یہ بات عام لوگوں میں بھی معروف رہی ہے کہ جہالت ایک لا علاج مرض ہے جاہل دنیا کے کسی بھی شعبہ میں ہو اسکی وجہ سے اس شعبہ میں ہمیشہ نقصان ہی پہنچے گا،اس سے مستقل فائدے امید رکھنا بہت بڑی غلط فہمی ہوگی۔تاہم بدقسمتی سے کچھ لوگ اسلام میں بھی جہالت کی لکیر پر چلتے ہوئے آگئے ہیں ان لوگوں نے نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو نام نہاد تبلیغ کے

Marfat.com

نام سے گمراہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ لوگ در بدر دوسروں کو تبلیغ کرتے پھرتے ہیں حالانکہ یہ خود ایمان کی حقیقت سے بالکل غافل ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی گمراہی کے کنوئیں میں جا گرتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح دور حاضر میں کچھ نام نہاد سکالر حضرات لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں ان میں اکثر حضرات MBB.S ڈاکٹر ہیں اور ڈاکٹر نام کے ساتھ لکھوا کر لوگوں کو پی ، ایچ ، ڈی والی ڈاکٹریٹ کا دھوکا دے رہے ہیں۔ جبکہ ان لوگوں کا شعبہ دینی تعلیم یا اسلامی علوم بالکل نہیں ہے تاہم یہ لوگ اردو کتابیں پڑھ کر لوگوں میں اپنا نام اور کام خوب کما رہے ہیں اور انہیں معلوم تک نہیں کہ عوام گمراہ کر رہے ہیں یا دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس کی مثال جاوید غامدی ، ذاکر نائیک جیسی منحوس مثالیں موجود ہیں۔ کیونکہ ان کا طریقہ تبلیغ تمام اسلاف امت مسلمہ سے جدا ہے اسی وجہ سے ان لوگوں کو رد کر دیا جائے گا۔

عقائد اسلامیہ پر علماء اہل سنت کی نہایت مدلل کتابیں ہیں لیکن ہم نے اس کتاب کو انتہائی اختصار کے ساتھ لکھا ہے بہت زیادہ تفصیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ رضویہ میں ہے جبکہ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کی تفسیر ، ان کی کتاب "جاء الحق" اور عام طور مفتی صاحب کی اکثر کتب میں عقائد کے متعلق بہت زیادہ دلائل موجود ہیں۔

ہم نے اپنی اس کتاب کو اپنے ہی اسلاف کے گراں قدر جواہر پاروں کے مطابق جمع کیا ہے تاہم لوگوں میں عمومی تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ علماء اہل سنت قرآن وسنت کی بجائے اسلاف کی اعتقادی رائے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اسی لئے ہم نے اس کتاب میں قرآن وسنت سے دلائل جمع کر کے ان لوگوں کی اس غلط فہمی کو دور کیا ہے کہ ہم محض شخصیت کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ ہم شخصیت کو اس کی شان وعظمت کے مطابق اور ان کے افکار کو قرآن وسنت کے نظریے کے عین مطابق جان لینے کے بعد ان کی اتباع وپیروی کرتے ہیں۔

ہم نے اس کتاب کا نام "بہارِ ایمان" رکھا ہے کیونکہ کسی بھی مسلمان گھر کا ایسا نہیں جو ایمان کی بہار کا محتاج نہ ہو۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اس کا گھر اور اس کا خاندان ، اس کا محلہ اور اس کا معاشرہ

Marfat.com

ایمان کی بہار سے آنے والی خوشبو سے معطر رہے۔

جہاں تک اس کتاب میں عقائد کے متعلق قرآن وسنت کے دلائل کا بیان ہے تو وہ انتہائی اختصار کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ وہ امت مسلمہ کی اصلاح و بھلائی کیلئے ہیں تا کہ مسلمان اپنے اعمال کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد کا تحفظ بھی کر سکیں اور نت نئے اٹھنے والے فتنوں کا جواب دے سکیں۔

الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا اس تیزی کے ساتھ دنیا کے ہر معاشرے میں پھیل چکا ہے کہ لوگوں کے افکار بڑی تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں اور اس میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں چونکہ میڈیا ہر طرح سے [illegible] برے نظریات کو اچھال رہا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو عقائد و نظریات میں [illegible] شبہات [illegible] ہو جاتے ہیں۔

لہذا مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ علمائے حق جو صحیح معنوں میں قرآن وسنت کے دلائل سے سچے عقائد بیان کرتے ہیں یا ان کی تحریرات عقائد حقہ کی صحیح ترجمان ہیں۔ لوگوں کو اس قسم کی دینی کتابوں سے واسطہ رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ کے صدقے عقائد حقہ کو سمجھنے اور انہیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بدعقیدگی جیسے فتنے اور شر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر کروڑ ہا احسان ہے کہ اس نے ہمیں سچا عقیدہ اور صحیح الاعتقاد مسلمانوں کے گھروں میں پیدا کیا۔

﴿محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ﴾

Marfat.com

عقیدہ توحید

توحید کی کا مفہوم:

لفظ ''توحید'' کا اصلی مادہ۔و۔ح۔د۔ ہے۔اس کا معنی ہے ''ایک'' یا ایک ہونا۔جبکہ شرعی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو ذات، صفات اور افعال میں ایک ماننا توحید کہلاتا ہے۔جبکہ عام سادہ لوح مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس طرح اس کی کوئی مثل نہیں۔اور وہ ہمارا خدا ہے جو ساری کائنات کا حقیقی خالق و مالک ہے۔اس کے سوا ہم کسی کو خدا نہیں مانتے۔

قرآن مجید میں عقیدہ توحید کو یوں بیان کیا گیا ہے:

1۔قُل عنوانِ رسالت ہے اور ''ہُوَ اللّٰہ'' عنوانِ توحید اللہ رب العزت نے سورۂ اخلاص کی ابتداء لفظ قُل سے فرمائی۔لفظِ قُل عنوانِ رسالت ہے جبکہ عنوانِ توحید ہُوَ اللہ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو اللہ کے ہونے کا براہِ راست علم (Direct knowledge) حاصل ہو گیا تو وہ علم وحدانیت ہے، عقیدۂ توحید نہیں۔کیونکہ وہ علم بغیر واسطۂ رسالت کے ہے اور اس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوالہ ہی نہیں تھا لہٰذا وحدانیت کا تصور ایمان تب بنتا ہے جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان لانے میں واسطہ و وسیلہ بنیں۔

2۔وحدت، وحدانیت اور توحید کا مفہوم عقیدۂ توحید کی معرفت کے لئے ایک اہم بات جو ذہن نشین کرنا ضروری ہے اور جسے بہت سے اہلِ علم نے اِس انداز میں بیان نہیں کیا، مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے قرآن مجید، احادیثِ نبوی، ائمۂ کبار، محدثین و متکلمین، اسلاف کی تحقیقات اور مفسرین کی تفاسیر کے مطالعہ کے بعد جو بات راقم کے ذہن میں راسخ ہوئی وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک ہونا توحید نہیں ہے، بلکہ یہ اس کی وحدت ہے۔اس باب میں تین الفاظ اہم ہیں:

وحدت　　وحدانیت　　توحید

اس اجمال کی ضروری تفصیل اِس طرح ہے۔

Marfat.com

وحدت:

وحدت اکائی کو کہتے ہیں اس کا مطلب ہے اللہ کا ایک ہونا اور اللہ تعالیٰ کی وحدت، وحدتِ مطلقہ (Absolute oneness) کہلاتی ہے۔

وحدانیت:

اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا تصور جب نظریہ، فلسفہ اور فکر (Theory, Philosophy & Thought) میں ڈھل جاتا ہے تو اسے وحدانیت سے موسوم کیا جاتا ہے۔

توحید:

توحید، نظریہ اور تصور سے بڑھ کر ایک عقیدہ ہے مگر اس کے باوجود یہ اس وقت تک ایمان نہیں بن سکتا جب تک اس کا حصول واسطۂ رسالت سے نہ ہو۔ واسطۂ رسالت سے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا ہی وہ عقیدہ ہے جو ایمان بنتا ہے اور ہم اسی کو عقیدۂ توحید کہتے ہیں۔

3۔ واحد اور توحید کے درمیان معنوی ربط عربی گرائمر کی رو سے لفظِ توحید باب تفعیل کا مصدر ہے اور اس کے لغوی معنیٰ ایک کرنا کے ہیں۔ اس کا مادۂ اشتقاق وَحْدَۃٌ ہے اور اِسی سے واحد مشتق ہے جس کے معنیٰ ایک کے ہیں۔ ماہرینِ علم الریاضی و علم الاعداد و ہندسہ کے نزدیک نصف الاثنین واحد یعنی دو کے آدھے کو ایک کہتے ہیں۔

واحد کی اقسام واحد کی تین قسمیں ہیں

(۱) واحدِ عددی (۲) واحد جنسی (۳) واحد نوعی

واحد عددی:

الواحد نصف الاثنین یعنی دو کے آدھے کو ایک کہتے ہیں۔

واحد جنسی:

علمائے مناطقہ و فلاسفہ کے نزدیک واحد جنسی اُسے کہتے ہیں جو اپنی جنس کے اعتبار سے ایک ہو مثلاً حیوان ایک جنس ہے اور جسم نامی ایک جنس ہے۔ شیر، گائے، بکری وغیرہ حیوان ہیں اور یہ تمام اپنی خاص جنس کے لحاظ سے واحد ہیں کیونکہ اِن تمام جانوروں میں حیوانیت مشترک جنس

Marfat.com

ہے لہٰذا یہ تمام جانور ایک جنس کے لحاظ سے واحد جنسی ہیں۔

واحد نوعی:

علمائے مناطقہ وفلاسفہ کے نزدیک واحد نوعی وہ ہے جو اپنی نوع کے لحاظ سے ایک ہو مثلاً حیوان کی کئی انواع ہیں۔ کوئی حیوان صاہل یعنی ہنہنانے والا جانور ہے، کوئی حیوان مفترس یعنی چیر نے پھاڑنے والا جانور ہے اور کوئی حیوانِ ناطق جیسے اِنسان۔ اِس لئے اِنسان حیوان ناطق ہونے کی حیثیت سے اپنی نوع کا ایک فرد کہلاتا ہے۔ بیل کو جب واحدِ نوعی کہیں گے تو اُس میں شیر اور بکری وغیرہ شامل نہیں ہوں گے۔ اِس لئے کہ بیل اگرچہ حیوانیت میں دوسرے حیوانات کے ساتھ مشترک ہے مگر وہ اپنی نوع کے اعتبار سے الگ حیثیت رکھتا ہے اِس لئے وہ اپنی نوع کا فرد کہلائے گا۔

خلاصۂ کلام مذکورہ بالا واحد کی تمام تعریفات کے مطابق اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو واحدِ عددی مانے تو مشرک ہوگا کیونکہ اُس نے واحد عددی کی تعریف کے مطابق اللہ تعالیٰ کو دو کا آدھا تسلیم کیا اور اللہ تعالیٰ میں دو کے لحاظ سے وحدت کا مفہوم آیا۔ اگر کوئی اِنسان اللہ تعالیٰ کو واحد جنسی مانے تو تب بھی مشرک کہلائے گا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِس میں اشتراکِ جنس ضروری ہے اور اللہ رب العزت اشتراکِ جنس سے پاک ہے۔ اِسی طرح کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو واحد نوعی مانے تو بھی مشرک ہوگا کیونکہ نوع کے لئے افراد کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا یہ امر متحقق ہوا کہ مذکورہ بالا تمام تعریفات کے مطابق اللہ تعالیٰ کو نہ تو واحد عددی، نہ واحدِ جنسی اور نہ واحد نوعی مان سکتے ہیں کیونکہ اِس سے شرک لازم آتا ہے تو پھر لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کو وہ واحد مانتے ہیں جسے زُبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا ہے اور اس کا اظہار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" میں ہے۔

ذہن نشین کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دوسرے کے اعتبار سے اُس میں مفہوم وحدت آیا ہے۔ پوری اُمت کا متفق علیہ اور مجمع علیہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت نہ واحد عددی ہے نہ واحد جنسی ہے اور نہ واحد نوعی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا معنی یہ

Marfat.com

ہے کہ وہ واحد حقیقی ہے اور اُس کی ذات ازل سے ہی وحدتِ ذاتی سے متصف ہے اور وہ ہر قسم کے اشتراک، اشتباہ، مماثلت، تعدد، تکثر، تجزی، حلول، اتحاد، امکان، حدوث، ترکیب، تحلیل اور تبعیض سے پاک ہے اور اِن تمام عقائدِ حقہ کا اعلان زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لفظ قُلسے کروایا گیا ہے۔ اس واحدِ حقیقی کو اَحَد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

4۔ وحدت اور توحید میں فرق خدا کا ایک ہونا تصورِ وحدت ہے۔ اگر زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کے بغیر اپنی عقل، فہم اور سمجھ سے خدا کو ایک جانا جائے تو یہ تصورِ وحدت ہے اور زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر اللہ تعالیٰ کو ایک مانا جائے تو یہ عقیدہ توحید ہے، اس لئے ارشاد فرمایا گیا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ○

(اے نبی مکرم!) آپ فرما دیجئے وہ اللہ ہے جو یکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان الفاظ سے پیغام دے رہا ہے کہ میرے پیارے نبی ! یوں تو جاننے والے اپنے فہم سے مجھے ایک جانتے رہیں گے لیکن آپ اپنی زبان سے فرما دیں کہ میں ایک ہوں تو ان کا یہ جاننا ان کو ایمان کی نعمت عطا کر دے گا۔ سننے والے آپ کی زبان سے سن کر اور آپ کی بات کو مان کر مجھے ایک مانیں اور ایک جانیں گے تو ان کی وحدت، توحید میں بدل جائے گی۔

(عقیدہ توحید کے سات ارکان)

وجود باری تعالیٰ پر دلیل:

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل، تم میں سے بہت تھوڑے لوگ حق کو ماننے والے ہیں۔ (المومنون، ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو اپنی تخلیق کا انکار کر دے اور یہ کہے کہ میں بنا ہوا ہی نہیں ہوں تو ایسے شخص کو ایک رتی عقل رکھنے والا بھی بے وقوف کہے گا کیونکہ دنیا میں کوئی مخلوق اپنی تخلیق کا انکار نہیں کر سکتی۔ لہذا جب مخلوق کی اپنی تخلیق ثابت ہوئی تو لازمی بات ہے کہ فعل کسی فاعل کے بغیر سرزد ہو ہی نہیں سکتا ہے لہذا یہ ماننا

Marfat.com

ضروری ہوگا کہ یقیناً اس مخلوق کو کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ جب مقام تخلیق اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والی ذات اللہ کے سوا اور کون سی ایسی ذات ہو سکتی ہے جس میں اس طرح مخلوقات کو پیدا کرنے کی قدرت و طاقت و علم حاصل ہو تو ایسی ذات کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔

اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اسکی توحید کی بھی دلیل معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بے مثل ہے:

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کی مثل نہ ہونے کی دلیل درج ذیل ہے۔

لیس کمثلہ شئی۔(الشوریٰ،۱۱)

ترجمہ: اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

اللہ تعالیٰ جسم سے، جوہر سے، عرض سے، غرضیکہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ وہ کس طرح واجب الوجود ہے یہ اسی کی شان ہے وہ اپنی شان کے مطابق واجب الوجود ہے۔

زیادہ خدا نہ ہونے کا سبب:

لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا (الانبیاء،۲۲)

ترجمہ: اگر اللہ کے سوا زمین و آسمان میں اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔

خدا کسی کا محتاج نہیں ہوتا:

عقیدہ توحید میں یہ اعتقاد مسلمانوں کا ہے کہ جس خدا کی الوہیت کا اقرار ہم کرتے ہیں وہ کسی طرح بھی کسی کا محتاج نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

اللہ الصمد،(سورۃ،اخلاص)۔ اللہ بے نیاز ہے۔

قرآن کے اس بیان کردہ عقیدے کی روشنی میں جب دیکھتے ہیں تو صرف ایک ہی ذات کا تعین ہو جاتا ہے جو کسی کا محتاج نہیں۔ باقی جتنے جھوٹے خدا ہیں وہ سب کسی نہ کسی چیز کے محتاج ہیں کوئی کھانے کا محتاج ہے جیسے گائے، کوئی جگہ کا محتاج ہے جیسے پتھر وغیرہ کوئی بننے کا محتاج ہے جیسے بُت، اسی طرح باطل خداؤں میں کسی نہ کسی طرح کی محتاجگی پائی جاتی ہے۔

عبادت کا حق صرف اللہ کیلئے ہے:

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ ،(بنی اسرائیل ،۲۳)

Marfat.com

ترجمہ : اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ اس آیت میں اس حکم کا حصر بیان کر دیا گیا ہے کہ عبادت کا حق صرف اللہ کیلئے ثابت ہے۔

عقیدہ توحید کی مقبولیت کے ارکان:

(۱) رسالت و نبوت ﷺ (۲) آسمانی کتابیں (۳) فرشتوں پر ایمان (۴) قبر و حشر (۵) آخرت، جنت و دوزخ۔

اسلام کے ارکان اور ایمان کے ارکان اور تمام وہ بنیادی عقائد جنہیں ماننا ایمان کے ارکان میں سے ہے ان میں سے ہر ایک کو کماحقہ ماننا ضروری ہے اگر کسی ایک کا بھی انکار کیا تو اس شخص کا عقیدہ توحید بھی قابل قبول نہیں ہو گا۔ حتیٰ کہ وہ کافر ہو کر مرے گا جس طرح مرزئی وقادیانی جو رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں جس کی وجہ سے وہ کافر قرار دیئے گئے ہیں کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے متعلق اس عقیدے کا انکار کیا ہے جس کا ثبوت نص قطعی ہے جس کا منکر کافر ہی کہلاتا ہے۔ اسی طرح نبوت یا شان نبوت کے کسی بھی پہلو کا انکار کرنا کفر ہے اور انکار کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں سے ہو گیا۔ (البقرہ ۳۴)

دراصل یہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کیلئے تھا جب ابلیس نے تعظیم نبی کا انکار کرتے ہوئے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو مقام نبوت، تعظیم کے انکار کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایمان کی توفیق سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ اگر نبی کریم ﷺ کی تعظیم نہ کی تو یہ بدعقیدہ لوگ ایمان سے اسی طرح ہاتھ دھو بیٹھیں گے کہ کبھی بھی انہیں ایمان کی توفیق نصیب نہ ہو گی۔

خالق اور مخلوق کی صفات مشترکہ:

کچھ صفات صاحب صفت یعنی صفت پیدا کرنے والے میں بھی ہوتی ہیں اور دوسروں میں

Marfat.com

بھی (بطورِ عطا) ہوتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے حال اور شان کے مطابق ہوتی ہیں جبکہ دوسروں میں ان کے حسب حال ہوتی ہیں۔ ایسی صفات جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ نہیں ہیں بلکہ مشترک ہیں ان کا مخلوق کے لئے ان کے حسب حال اثبات شرک نہیں ہوگا مثلاً

1۔ اللہ دیکھنے والا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُO

بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے (الاسراء، 1 : 17)

لیکن قرآن مجید میں انسان کو بھی سمیع و بصیر کہا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًاO

پس ہم نے اسے (ترتیب سے) سننے والا (پھر) دیکھنے والا بنایا ہے (الدہر، 2 : 76)

2۔ اللہ کی شان ہے کہ وہ رؤف رحیم ہے، ارشاد فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوفٌ رَّحِيمٌO

بیشک اللہ لوگوں پر بڑی شفقت فرمانے والا مہربان ہے (لبقرہ، 143 : 2)

اور قرآن مجید میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا :

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌO

بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق، بے حد رحم فرمانے والے ہیں (التوبہ، 128 : 9)

3۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌO

بے شک اللہ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے (الحج، 17 : 22)

Marfat.com

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرمایا :

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًاO

پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے (النساء، 41 : 4)

فرمایا : اے محبوب ! قیامت کا وہ کیا منظر ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک شہید اٹھائیں گے اور اس کی شہادت اس کی امت تک محدود ہوگی لیکن جب تمام محدود شہادتوں والے شہید (گواہ) ایک ایک کر کے گزر جائیں گے تو پھر آخر میں محبوب تجھے سب گواہوں پر ایسا گواہ بنائیں گے کہ کائنات کی ہر شئے اوّل سے آخر تک تیری شہادت پر موقوف ہوگی، اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا :

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا.

اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم پر گواہ ہو۔ (البقرۃ، 143 : 2)

اللہ بھی شہید ہے بندے بھی شہید ہیں۔ اللہ بھی رؤف ہے بندے بھی رؤف ہیں۔ اللہ بھی رحیم ہے بندے بھی رحیم ہیں۔ اللہ بھی کریم ہے بندے بھی کریم ہیں۔ اللہ بھی کلام کرتا ہے اور اس کے بندے بھی کلام کرتے ہیں۔ جس طرح ارشاد فرمایا :

.4وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا.

اور اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے (بلاواسطہ) گفتگو (بھی) فرمائی (النساء، 164 : 4)

اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا۔ یہ صفاتِ مشترکہ ہیں لیکن اَلْحَمْد سے وَالنَّاس تک پورے قرآن میں کوئی ایسا مقام نہیں جہاں اس کے معبود ہونے کا ذکر ہے وہیں اس کے ساتھ کسی بندے کو بھی معبود کہا گیا ہو۔ اللہ خالق ہے۔ وہ عدم سے کائنات کو وجود میں لانے والا ہے۔ وہ موت و حیات کا مالک ہے لیکن یہ سب کچھ کسی بندے کے بارے میں نہیں کہا گیا۔

Marfat.com

مشترک وغیر مشترک صفات کی ماہیت میں فرق یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ از روئے قرآن معبود ہونا اس کی غیر مشترک اختصاصی صفت ہے اور یہی قرآن بیان کر رہا ہے جبکہ سمیع وبصیر ہونا اس کی صفتِ مشترک ہے معبود ہونے میں کوئی اس کا شریک، سہیم اور ساجھی نہیں جبکہ سمیع وبصیر، رؤوف رحیم اور شہید جیسی صفات میں خالق کے ساتھ اس کے بندوں کا بھی ذکر ہے۔ اس کا جواب بڑا سادہ ہے اور وہ یہ کہ صفات کی ماہیئت میں فرق ہے۔ وہ صفت جو صرف اللہ تعالیٰ میں پائی جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں کسی حال میں بھی نہ پائی جائے اس کو خاصہ اُلوہیت کہا جاتا ہے اور وہ صفت مشترکہ جو اللہ تعالیٰ میں اس کی شانِ اُلوہیت کے اعتبار سے اور بندے میں اس کی شانِ عبدیت کے اعتبار سے پائی جائے انہیں کو محض صفت کہا جائے گا خاصہ اُلوہیت نہیں کہا جائے گا۔ جب اللہ رب العزت کی ذاتِ وحدہ لاشریک ٹھہری تو خاصہ صرف اور صرف اسی کے لئے مختص ٹھہرا۔ اس کے سوا کسی اور کے لئے ثابت نہیں لہٰذا جو کوئی اللہ رب العزت کے سوا کسی اور کو ایک لمحہ کے لئے بھی معبود کا درجہ دے وہ کافر اور مشرک ہے، خواہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہی سے ایسا اعتقاد کیوں نہ رکھے۔

اسی طرح یہ بات بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ازلی وابدی ہیں غیر محدود ہیں غیر محیط ہیں جبکہ مخلوق کی صفات عطائی، حادث، پیدا کردہ، محدود، محیط ہیں۔ لہٰذا باعتبار حقیقت کسی قسم کا کوئی اشتراک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ بذات عالم الغیب ہے:

ترجمہ: فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ (البقرہ، ۳۳)

اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے، یاد رہے اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے یعنی اس کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کا علم ذاتی ہے یعنی مخلوق کی طرح اس نے کسی سے سیکھا نہیں ہے یا حاصل نہیں کیا بلکہ اس کا علم اس کی شان کے مطابق اسے خود بخود حاصل ہے۔ کیونکہ وہ کسی بھی چیز کے حصول میں کسی کا محتاج نہیں۔ جبکہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ لہٰذا جس طرح کا

Marfat.com

علم غیب اللہ تعالی کیلئے ثابت ہے اسی طرح کا ذاتی علم اس کے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔

اللہ تعالی کا علم چاہے وہ غیب کا ہو یا ظاہر کا ہو وہ جس طرح قطعی ہوتا ہے اسی طرح کا علم قطعی مخلوق میں کسی کو حاصل نہیں۔ مگر جسے اللہ تعالی چاہے سچا علم عطا فرمادے اور جتنا عطا فرمادے۔

اللہ تعالی بالذات حاضر وناظر ہے:

ترجمہ: وہ ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے سب سے بڑا نہایت بلند ہے۔ تم میں سے کوئی آہستہ بات کرتا ہے یا زور سے بولتا ہے وہ رات کو چھپ جائے یا دن میں چلنے والا ہو، اس کے علم میں برابر ہے۔ (الرعد، ۹،۱۰)

خدا کے حاضر وناضر ہونے اور مخلوق کے حاضر وناضر ہونے میں فرق:

اللہ تعالی کے حاضر وناضر ہونے اور اس کی مخلوق کے حاضر وناضر ہونے میں کئی طرح سے واضح فرق ہے۔ اللہ تعالی کا مشاہدہ لامحدود اور غیر محیط ہے جبکہ مخلوق کا مشاہدہ محدود اور محیط ہے اللہ تعالی کا حضور جہاں بھی ہوگا یا اس کا وجود ہوگا تو وہ زمان ومکاں اور ہر طرح کے جسم سے پاک ہوگا جبکہ مخلوق جہاں بھی حاضر ہوگی یا ناظر ہوگی تو اس کیلئے جسمانیت ثابت ہوگی، وقت ثابت ہوگا جہت ثابت ہوگی۔ جگہ ثابت ہوگی۔

اللہ تعالی کے سوا کسی کو حاضر وناضر نہ ماننے والوں کے علم کو جدید سائنس نے لگام دیتے ہوئے ٹی، وی، پروگرام کے ذریعے اور نیٹ نے اپنا کمال ہی کر دیا ہے۔ لہذا شرک کا فتویٰ دینے والوں کے فتوے بیکار ہوگئے۔ اور جدید واقعات نے انہیں جھٹلا دیا اور اہل سنت وجماعت کے مسلک کی تائید کردی ہے۔

جو شخص یہ کہے کہ جس طرح تم اللہ کی مخلوق کو حاضر وناضر مانتے ہو ہم اسی طرح خدا کو حاضر وناضر مانتے ہیں تو اس ظالم سے پوچھو کہ تمہارے ایمان کا کیا بنا جس نے مخلوق کی شان پر خدا کی عظمتوں کا اقرار کرلیا۔

فرشتوں کا حاضر وناظر ہونا:

کنانہ عدوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بتایئے کہ بندے کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک فرشتہ تمہاری دائیں جانب تمہاری نیکیوں پر مقرر ہوتا ہے اور یہ بائیں جانب والے فرشتے پر امیر ہوتا ہے جب تم ایک نیکی کرتے ہو تو اس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تم ایک برائی کرتے ہو تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے فرشتے سے پوچھتا ہے، میں لکھ لوں؟ تو وہ کہتا ہے نہیں۔ ہوسکتا ہے یہ اللہ سے استغفار کرے، توبہ کرلے، اور جب وہ تین مرتبہ پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں لکھ لو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اس سے راحت میں رکھے یہ کیسا بُرا ساتھی ہے، یہ اللہ کے متعلق کتنا کم سوچتا ہے اور یہ اللہ سے کس قدر کم حیاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) وہ زبان سے جو بات بھی کہتا ہے تو اس کے پاس ایک نگہبان لکھنے کیلئے تیار ہوتا ہے (ق، ۱۸) اور دو فرشتے تمہارے سامنے اور تمہارے پیچھے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) اس کیلئے باری باری آنے والے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کے سامنے سے اور اس کے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں (الرعد، ۱۱) اور ایک فرشتہ جس نے تمہاری پیشانی کو پکڑا ہوا ہے جب تم اللہ کیلئے تواضع کرتے ہو تو وہ تمہیں سربلند کرتا ہے اور جب تم اللہ کے سامنے تکبر کرتے ہو تو وہ تمہیں ہلاک کردیتا ہے اور دو فرشتے تمہارے ہونٹوں پر ہیں وہ تمہارے لئے صرف محمد (ﷺ) پر صلوٰۃ کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک فرشتہ تمہارے منہ پر مقرر ہے وہ تمہارے منہ میں سانپ کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ اور دو فرشتے تمہاری آنکھوں پر مقرر ہیں ہر آدمی پر دس فرشتے مقرر ہیں رات کے فرشتے دن کے فرشتوں پر نازل ہوتے ہیں کیونکہ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں کے علاوہ ہیں، ہر آدمی پر یہ بیس فرشتے مقرر ہیں اور ابلیس دن میں ہوتا ہے اور اس کی اولاد رات میں ہوتی ہے۔ (جامع البیان، رقم الحدیث ۱۵۳۴۲، تفسیر ابن کثیر، ۵۵۸،)

اس بیان کردہ تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ ذمہ داری سپرد کی ہے کہ وہ انسانوں کے ساتھ ان کی حفاظت کیلئے رہتے ہیں۔ اگر فرشتوں کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ ہر وقت ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتے ہیں تو کونسی ممانعت ہے کہ انسانوں کو اللہ نے اتنا مقام دیا ہو کہ وہ کئی مقامات پر بیک وقت حاضر نہ ہوسکیں۔

Marfat.com

عزرائیل کا بیک وقت مشارق و مغارب میں حاضر و ناضر ہونا:

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کسی پاگل نے بھی نہیں کیا اور موت کا انکار کسی مذہب نے نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ بیک وقت دنیا کے کسی بھی کونے میں کسی شخص کا وقت نزع کیوں نہ ہو جائے وہ وہاں پر پہنچ کر اس کی روح کو قبض فرمالیتا ہے۔ جب ایک فرشتے کا مقام ہے کہ وہ لحہ بھر میں پوری کائنات میں حاضر رہتا ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام کس قدر بلند مرتبے والا ہوگا، کہ وہ بھی جس قدر چاہیں کائنات میں تصرف کریں۔

کئی لوگوں کو یہاں پر اندھا دھند شرک نظر آنے لگتا ہے کیونکہ ان بیچاروں کی نظروں نے قرآن وحدیث کے علوم تو پڑھے نہیں ہوتے۔ جب کسی چیز میں اس قدر طاقت ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعے خود فرماتا ہے تو ان کم عقلوں کو کیا پڑی ہے کہ یہ اس طاقت کا انکار کرتے پھریں۔

اللہ کی صفات سمیع و بصیر اور مخلوق کی سماعت و بصارت:

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے دو صفات یہ ہیں کہ وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں آیا ہے کہ ہم نے انسان کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا ہے۔ (الدھر، ۲)

یہاں بدعقیدہ لوگ عوام لناس کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں وہ کسی مخلوق میں نہیں ہوسکتیں حالانکہ قرآن نے انسان کیلئے صفت سماعت و بصارت کو بیان فرمایا ہے۔ یہاں یہ قانون ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں اور مخلوق کی تمام صفات عطائی یعنی اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہیں۔ جو جاہل شخص اس قانون کو نہیں مانتا وہ گمراہ ہو جائے گا کیونکہ یا تو مخلوق اور خالق دونوں میں ذاتی صفات کا مانے گا یا پھر خالق و مخلوق دونوں میں عطائی صفات مانے گا، اس لئے کیلئے تیسرا کوئی راستہ نہیں۔ جبکہ مذکورہ دونوں صورتوں میں وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ذاتی مانے اور مخلوق کی صفات کو عطائی مانے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بالذات مختار کل ہے:

ترجمہ: اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے: ہو جا" وہ فوراً ہو جاتی ہے ۔(یٰسین،۸۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کو بیان کیا گیا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے اختیار کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ "لفظ کن" فرمائے تو فوراً ہو جاتا ہے حقیقت میں وہ ذات لفظ کن کی محتاج نہیں یہ تو ہمیں سمجھانے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔

توحید کے پس منظر میں گستاخانہ ہجوم:

بدعقیدہ لوگوں کے ہاں ایک خطرناک فریب یہ ہے کہ لوگوں کو جمع کرنے کیلئے "توحید" کانفرنس" کا انعقاد کرتے ہیں اور عوام کو خوب اللہ کی شان بیان کرنے کے نام سے جمع کرتے ہیں جب لوگ ان کے پاس جاتے ہیں تو ابتدائی مراحل میں ان کو صرف توحید سے متعلقہ آیات سنائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جب لوگ ان سے منسلک ہو جاتے ہیں تو یہی لوگ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے خلاف ایسا زہر اگلتے ہیں کہ بتوں کے متعلق نازل ہونے والی آیات پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے رہتے ہیں اور سادہ لوح عوام کے دلوں رسول اللہ ﷺ کی محبت نکال کر صرف اپنی جماعت کے نظریات بھرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

علم الٰہی اور تقدیر:

اللہ تعالیٰ کو ازل ہی سے جنت میں داخل ہونے والے اور جہنم میں جانے والے تمام حضرات کی تعداد کا علم ہے، اس میں نہ تو کمی ہوگی نہ زیادتی ہوگی۔ یہی حال بندوں کے افعال کا ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ یہ کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک کے لیے وہ کام جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا آسان کر دیا گیا۔ اور ہر عمل کا) مقبول و غیر مقبول ہونے (اعتبار اس کے خاتمہ سے ہوگا۔

نیک بخت وہ ہے جس کے نیک بخت ہونے کا اللہ نے فیصلہ کر دیا، اور بد بخت بھی وہ جس کے بد بخت ہونے کا اللہ نے فیصلہ کر دیا۔

مخلوق کے بارے میں نوشت تقدیر دراصل اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے، جس سے نہ تو کوئی

Marfat.com

مقرب فرشتہ واقف ہے نہ کوئی رسول (مگر اس کی عطا سے جان لیتے ہیں)۔اس بارے میں فکر و گہرائی میں جانے کی کوشش درماندگی اور اصول اسلام سے برگشتگی کا سبب ہے۔لہذا اس بارے میں فکر و نظر اور خیال و وہم سے بھی دور رہیے، اللہ رب العزت نے علم تقدیر کو اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہے اور مخلوق کو اس کے درپے ہونے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اللہ جو کرے اس بارے میں سوال نہیں کیا جاتا اور ہاں !لوگوں سے باز پرس ہوگی۔پس جو دریافت کرے کہ یہ اللہ نے کیوں کیا؟ اس نے اس حکم قرآنی کو نہ مانا اور جو حکم قرآنی کو نہ مانے وہ کافر ہے۔

یہ کچھ ضروری باتیں تھیں، اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کے لیے جن کے قلوب روشن ہیں، یہ لوگ راسخین فی العلم کے مرتبہ پر فائز ہیں، کیوں کہ علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جو مخلوق کو دیا گیا، اور دوسرا وہ جو مخلوق میں مفقود ہے) یعنی نیں دیا گیا(۔ پس موجود علم کا انکار کفر ہے اور مفقود علم میں رسائی کا دعوی بھی کفر ہے۔اور ایمان تب ہی سلامت رہ سکتا ہے جب موجود کو مانا جائے اور مفقود کی طلب کو ترک کر دیں۔(عقیدہ طحاویہ)

شرک

شرک کا مفہوم:

شرک کا لغوی معنی ہے دو یا دو۔ سے زیادہ لوگ کسی ایک معین چیز کے مالک ہوں تو وہ دونوں اس کی ملکیت میں شریک ہیں اور دین میں شرک یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کا شریک ٹھہرائے اور یہ سب سے بڑا کفر ہے اور شرک صغیر یہ ہے کہ بعض کاموں میں اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی رعایت کرے جیسے ریا اور نفاق۔(المفردات، ۲۶۰، مکتبہ مرتضائیہ، ایران)

شرک کی تعریف:

شرک کرنے کی تعریف یہ ہے کسی شخص کو الوہیت میں شریک ماننا جیسا کہ مجوس اللہ کے سوا واجب الوجود مانتے ہیں یا اللہ کے سوا کسی کو عبادت کا مستحق مانتے ہیں جیسا کہ بت پرست اپنے بتوں کو عبادت کا مستحق مانتے ہیں۔(شرح عقائد نسفی، ص ۶۱، مطبوعہ یوسفیہ، ہند)

Marfat.com

اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح مسلمان اللہ تعالیٰ کو تمام قدرتوں کے تصرف میں اس کے اختیارات ذاتی مانتے ہیں یعنی وہ اپنی ذات و اوصاف میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اسی طرح عبادت کا مستحق اللہ کے سوا کسی دوسری ذات کو ماننا شرک ہے۔

شرک کبیرہ گناہ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ اس گناہ کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور جو اس سے کم (گناہ) ہو اس کو جس کیلئے چاہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اس نے اللہ کے ساتھ بہت بڑا بہتان باندھا۔ (النساء، ۴۸)

شرک ظلم عظیم ہے:

ترجمہ: بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔ (لقمان، ۱۳)

قرآن نے شرک کو ظلم عظیم کہا ہے کہ جو بندہ شرک کرتا ہے تو عبادت کا حق اور الوہیت کے مراتب اللہ کے سوا کسی دوسری ذات میں سمجھتا اور مانتا ہے وہ مشرک ہے کیونکہ ان مراتب کا حقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

مشرکین کی مذمت:

ترجمہ: کیا انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے سفارشی (بت) بنا رکھے ہیں آپ (ﷺ) فرما دیجئے خواہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل و خرد رکھتے ہوں۔ (الزمر، ۴۳)

اس آیت میں مشرکین کے باطل عقیدے کا رد کیا گیا ہے کیونکہ مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ بت قیامت کے دن ان کی سفارش کریں گے۔ حالانکہ وہ بت کسی چیز کے مالک تو درکنار وہ تو عقل و خرد سے بھی عاری ہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرنا ان لوگوں کا مقام ہے جو عقل سلیم اور اللہ کی بارگاہ میں بلند مراتب والے ہیں جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اور علماء کرام ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں نفی سفارش کی علت بڑے واضح انداز میں بیان کر دی گئی ہے۔ جس سے بتوں کی سفارش کا ابطال ورد اور نیک لوگوں کی سفارش کا اثبات ہو رہا ہے۔

عام اردو دان اور علمی اصطلاحات سے ناواقف لوگ بتوں کے متعلق ان نازل ہونے والی

Marfat.com

آیات کو اللہ کے نیک لوگوں پر چسپاں کرنے سے بالکل گریز نہیں کرتے۔ خدارا! ان لوگوں کو خوف خدا سے کام لیتے ہوئے اسلام کے عقائد کی اس طرح گمراہانہ تشریح نہیں کرنی چاہیے بلکہ حق بیان کیا جائے۔ لہذا اس آیت میں بتوں اور عقل نہ رکھنے والے جھوٹے خداؤں کی سفارش کی نفی کی گئی ہے۔

بتوں کی عبادت کرنے والے:

ترجمہ: جب انہوں نے اپنے عرفی باپ (چچا) سے کہا! اے میرے ابا! آپ اس کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ آپ کے کسی کام آ سکتا ہے۔ (مریم، ۴۲)

اس آیت مبارکہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح بیان فرمایا: کہ اے مشرکین تم ان بتوں کی عبادت کرتے ہوئے جو نہ تمہیں کوئی فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ خود کسی قسم کا نفع اٹھا سکتے ہیں۔

اتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے اس حکم کو جو مشرکین کیلئے ہے اگر اس کو کوئی واعظ یا بیان کرنے والا مسلمانوں پر چسپاں کرے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے اللہ کی عبادت کرنے والے اور بتوں کی عبادت کرنے والوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔

مشرکین کے کمزور عقیدے کا بیان:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت ،اتخذت بیتا ،وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ،لو کانوا یعلمون (العنکبوت ،۴۱)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا، اور مالک بنالئے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا، اور بے شک سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں مشرکین کے عقیدے کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس طرح کمزور ہے جس طرح مکڑی کا گھر کمزور ہوتا ہے کہ جسے ہوا کا معمولی سا جھونکا بھی گرا دیتا ہے اسی طرح مشرکین کے جھوٹے عقائد ہیں کہ انہوں نے بغیر دلیل وحجت وعقل سلیم کے بتوں، پتھروں، گائے اور چاند وسورج کی پوجا کر کے انہیں خدا بنا رکھا ہے۔ حالانکہ ان کے سارے خدا مل کر بھی کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں بن سکتے تو وہ انہیں کیا دیں گے۔ اور جب ان سے دلائل کے ساتھ گفتگو کی جائے کہ پتھر تو اپنی مرضی سے حرکت ہی نہیں کر سکتے تو وہ تمہیں کیا دیں گے۔ تو مشرکین لاجواب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ لیکن ضد ان کے پاس رہتی ہے۔

امت مسلمہ شرک سے پاک ہے:

عن عقبة بن عامر ان رسول الله ﷺ خرج یوما فصلی علی اهل احد صلوته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرط لکم و انا شهید علیکم و انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض و انی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تتنافسوا فیها ۔

(صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۴۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر گئے اور اہل احد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر پلٹ آئے اور فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش رو آجر ہوں اور میں تمہاری گواہی دوں گا اور بخدا میں اب بھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں یا روئے زمین کی چابیاں اور فرمایا بے شک، خدا کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم سب میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

اس حدیث مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد بھی مسلمان شرک نہیں کریں گے بلکہ صحیح معنوں میں عقیدہ توحید پر کاربند رہیں گے۔ اس حدیث سے ناواقف لوگ

Marfat.com

بھی ہمارے معاشرے میں پائے جاتے ہیں جو معمولی معمولی باتوں سے مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگاتے پھرتے ہیں ان کم علم یا جاہلوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ امت مسلمہ کے شرک سے پاک ہونے کی سند تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے مل چکی ہے۔ اور انہیں یہ بھی پتہ نہیں کس قسم کے توہمات کے دلدل میں یہ خود جا رہے ہیں۔

مسلمانوں پر الزام شرک لگانے والا خود مشرک:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے جن امور کا اندیشہ ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی (عالم) ہوگا جو قرآن بہت پڑھے گا حتیٰ کہ وہ قرآن کی رونق سے مکمل طور پر سیراب ہوگا اس کا اوڑھنا بچھونا بھی اسلام ہوگا اللہ تعالیٰ اسے کسی عیب یعنی زعم میں مبتلاء کر دے گا کہ قرآنی اثرات اس سے جدا ہو جائیں گے پھر وہ شخص قرآن کو پس پشت ڈال کر اپنے معاشرے میں قرب و جوار کے مسلمان لوگوں کو مشرک قرار دے گا اور ان کے قتل کے درپے ہوگا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان دونوں میں فی الواقع مشرک کون ہوگا؟ مشرک کہنے والا یا جس کو مشرک کہا گیا۔ فرمایا: دوسرے کو مشرک کہنے والا خود مشرک ہوگا۔ (مشکل آثار، ج ۱ ص ۳۷۰، بیروت)

یہ حدیث مسند ابو یعلی میں بھی روایت کی گئی ہے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور دیگر کثیر ائمہ حدیث نے اس حدیث کے راویوں کو ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے۔

شرک کا فتویٰ مسلمان پر لگانے والوں کا حکم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب جب فتنے برپا ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو ان فتنوں کو دیکھے گا وہ فتنے اس کو دیکھ لیں گے۔ (یعنی اس کو ہلاک کر دیں گے) اور جس شخص کو ان سے پناہ کی جگہ مل جائے وہ پناہ حاصل کر لے۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۴۸، وزارت تعلیم اسلام آباد)

Marfat.com

اس حدیث کی تشریح میں شارحین حدیث نے بیان کیا ہے کہ یہاں فتنوں سے مراد وہ فتنے ہیں جو مسلمانوں کے درمیان ہوں گے۔یعنی کچھ اپنے آپ کیلئے اسلام کا دعویٰ کریں گے اور دوسروں کو مشرک یا بدعتی کہیں گے۔لہذا اس حدیث کے مطابق فتویٰ قائم کرنے والوں سے بہتر وہ ہوں گے جن پر فتویٰ لگایا جائے گا۔اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے یعنی جس پر فتویٰ قائم کیا گیا ہے وہ فتویٰ لگانے والے سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بات بات پر کلمہ گو مسلمانوں پر شرک وبدعت کا فتویٰ جاری کردیتے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ یہی شرک وبدعت کی رٹ خود انہیں ہی لے ڈوبے۔

مسلمان کو مشرک کہنے کی وجہ سے اپنے ایمان کا جنازہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے علم کے باوجود اپنے نسب کے خلاف کسی اور سے نسب قائم کیا اس نے کفر کیا۔اور جس شخص نے دوسرے کی چیز پر دعویٰ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے،اور جس نے کسی شخص کو کافر یا دشمن خدا کہہ کر پکارا،حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر (خود) اس کی طرف لوٹ آئے گا۔(صحیح مسلم،ج۲،ص،۳۸۹قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بات بات پر مسلمانوں پر کفر وشرک اور بدعت کا فتویٰ لگاتے نہیں گھبراتے۔یاد رہے وہ مسلمان تو مسلمان ہی رہیں گے جبکہ یہ فتویٰ لگانے والا خود مشرک یا بدعتی ہو جائے گا۔

مشرکین کے احمقانہ عقائد:

ترجمہ: (اور حقیقی حاجت روا سمجھ کر) اسی کو پکارنا حق ہے اور جو لوگ کسی اور کو (حقیقی حاجت روا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا کوئی جواب نہیں دے سکتے،ان کا پکارنا صرف اس شخص کی طرح ہے جو (دور سے) پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے،حالانکہ وہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں ہے اور کافروں کی پکار صرف گمراہی میں ہے۔

Marfat.com

(الرعد،۱۴)

اس آیت میں مشرکین کے شرکیہ عقیدے کی مثال بیان کی گئی ہے کہ وہ جس طرح بتوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے انہیں خدا سمجھ کر اپنی حاجات مانگ رہے ہوتے ہیں یہ ایسے ہیں جیسے کوئی آدمی دور سے ہاتھ پھیلائے اور یہ سمجھے کہ پانی خود بخود اس کے ہاتھ سے ہوتا ہوا اس کے منہ تک پہنچ جائے گا۔ حالانکہ ایسے شخص کو دیکھنے والے احمق و بے وقوف کہیں گے۔ کہ وہ پانی جو نہ تو اسکی بات سنے گا نہ سمجھے گا اور نہ چل کر اس کی ضرورت کو پورا کرے گا۔

یہی حال ہندوستان کے مشرکین کا ہے کہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں جنہیں بعض اوقات جنگل میں ہونے کی وجہ سے کتے اور جنگلی درندے ان پر پیشاب بھی کر جاتے ہیں۔ جس سے مزید مشرکین کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ کئی مشرکین ایسے بھی ہیں جو چوہوں کی پوجا کرتے ہیں اسی طرح بے شمار مشرکین کے احمقانہ جھوٹے خدا اور جھوٹے ہی ان کے پجاری ہیں

مشرکین کی بے تکی عقیدت:

ترجمہ: ان کا پکارنا اس شخص کی طرح ہے جو (دور سے) پانی کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے تاکہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے۔ حالانکہ وہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں ہے اور کافروں کی پکار صرف گمراہی میں ہے۔ (الرعد،۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ ایسا شخص اپنے ذہن میں پانی کا تصور کرے، پھر خارج میں اپنے ہاتھ پھیلائے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ آئے تو ظاہر ہے کہ وہ اس طرح پانی کو اپنے منہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ (الجامع لاحکام القرآن، جز۹، ص۲۶۲، بیروت)

مشرکین کا خدا کیلئے اولاد کو ماننا:

ترجمہ: کیا بیٹوں کیلئے اللہ نے تم کو منتخب کر لیا ہے اور فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنا لیا ہے، بے شک تم سنگین بات کہہ رہے ہو۔ (بنی اسرائیل،۴۰)

مشرکین کے اس عقیدے کی تردید کی جا رہی ہے جو یہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جبکہ قرآن مجید نے مشرکین سے کہا کہ یہ تمہارا ایسا مردود عقیدہ ہے جس

Marfat.com

کی وجہ سے تمہیں سزا ہوگی کیونکہ یہ انتہائی سخت بات ہے جو شرک کہلاتی ہے۔

اس طرح قرآن وحدیث میں مشرکین کے بیان کردہ عقائد پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کے مطابق تمام مسلمان شرکیہ عقائد سے بالکل پاک ہیں تو اس کے باوجود اردو کی لکیروں کے فقیر بات بات پر مسلمانوں کو مشرک کیوں کہتے ہیں۔ اس کی وجہ ہم صحیح بخاری سے وصول کریں گے۔

شرک کے پس منظر میں مسلمانوں کے عقائد پر حملہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ خارجی تمام مخلوق خدا سے زیادہ شریر ہیں کیونکہ یہ لوگ ان آیات کو جو کافروں کے متعلق نازل ہوتیں انہیں مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔
(صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۲۴، وزارت تعلیم اسلام آباد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں کے احوال کو صحیح طور پر بیان فرمادیا ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں۔ کہ مشرکین اور کافروں کے عقائد کے متعلق جو آیات بتوں کو خطاب کرتے نازل ہوئی ہیں ان لوگوں نے اللہ کی مقدس مخلوق انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام پر انہی آیات کو چسپاں کردیا اور بتوں کے متعلق شرک ہونے والے عناصر کا رخ نیک لوگوں کی طرف کردیا اس طرح یہ لوگ مشرکین کو مشرک کہنے کی بجائے مسلمانوں کو مشرک بنانے میں لگ گئے۔ ان لوگوں کا جب ایک گمراہ امام چلا، بس پھر کیا تھا کہ سارا گمراہانہ ٹولہ اسی کی راہ لیتے ہوئے اس کے پیچھے ہولیا، اور اسی نقطہ پر جا پہنچا جہاں گمراہوں کا امام شیطان پہنچا تھا۔ کیونکہ اللہ کے نبیوں علیہم السلام اور ولیوں سے مخالفت کا سب سے پہلے قدم اٹھا کر اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے انکار کر کے غیر اللہ سمجھ کر دشمنی کا بیج بویا تھا۔ اسی کے بوئے ہوئے بیج کا اثر بدعقیدہ لوگوں کی سرشت میں بس چکا ہے اسی لئے انہیں دنیا و دین کے ہر معاملے میں شرک و بدعت کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا

شرکیہ توہمات پھیلانے والے عناصر:

ہمارے ہاں تنگ نظری کی وجہ سے بعض لوگوں کو محض معمولی معاملات میں بھی شرک نظر آنے لگا حالانکہ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے جو تمہارے دلوں میں ڈال رہا ہے جس سے تمہارا عقیدہ توحید متاثر ہو رہا ہے کہ وہ تمہیں ادنیٰ سے ادنیٰ چیزوں میں شرک دیکھائی

Marfat.com

دینے کے ارادے ڈال رہا ہے۔ ایسے لوگ نہ صرف خود بلکہ انہی وسواسات کو دوسروں میں بھی منتقل کرنے لگے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے جھٹ بول اٹھتے ہیں کہ تم یہ بات کہہ کر شرک کررہے ہو اس طرح سے ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جو عقائد کے معاملے میں لوگوں کو نفسیاتی مریض بنا رہا ہے حتیٰ کہ اسی مرض کے دائرے میں کئی ایک جاہل خطباء واعظین بھی آگئے جس سے مزید اس بیماری میں اضافہ ہوا۔ اور حالت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ اب اس قسم کے لوگ محض معمولی سی چیز کو بھی خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنے کسب سے غلط کام کرتے ہیں تو بھی انہیں وہم ہوجاتا ہے کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ہوا ہے۔ اس طرح یہ لوگ قدریہ فرقے جو گمراہ فرقہ تھا اپنے نظریات کو ان کی طرف منتقل کرنے لگے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس طرح کے وہمی لوگوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔

عقیدہ رسالت ﷺ

نبی اور رسول کی تعریف:

نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ نے اس کی طرف کی گئی وحی کی تبلیغ کیلئے بھیجا ہو۔ رسول کی بھی یہی تعریف ہے۔ اور ان میں کوئی فرق نہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ رسول وہ انسان ہے جس کے پاس شریعت ہو اور اس پر کتاب نازل کی گئی ہو یا اس کیلئے پہلی شریعت کا کچھ حصہ منسوخ کیا گیا ہو۔ (مسائرہ مع المسامرہ ص ۲۰۷، دائرہ معارف الاسلامیہ مکران)

رسول اور نبی میں فرق:

علامہ تفتازانی نبی اور رسول کی مذکورہ دونوں تعریفیں لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ رسول، نبی سے خاص ہے رسول وہ جس کی اپنی شریعت ہو اور اس کے پاس کتاب ہو، اس پر یہ اعتراض ہے کہ حدیث میں رسولوں کی تعداد کتابوں سے زیادہ بیان کی گئی ہے۔ اس لئے رسول کی تعریف میں یہ تاویل کی گئی ہے کہ اس کے پاس کتاب ہو یا سابقہ شریعت میں سے کچھ احکام اس کیلئے مخصوص کیے گئے ہوں جیسے حضرت یوشع علیہ السلام۔ (شرح المقاصد ج ۵ ص ۶، ایران)

Marfat.com

انبیاء کرام، رسولان عظام، کتابوں اور صحائف کی تعداد:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ !انبیاء کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، رسول کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تین سو تیرہ جم غفیر ہیں میں نے کہا بہت اچھے ہیں یا رسول اللہ ﷺ پہلا نبی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: آدم۔ میں تے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نبی مرسل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور ان میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی ہے پھر ان کو اپنے سامنے بنایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابوذر! چار نبی سریانی ہیں آدم، شیث اور خنوخ، اور یہ ادریس ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے خط کھینچا۔ اور نوح اور چار نبی عرب ہیں، ھود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی، اے ابوذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے کتابیں کتنی نازل کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: سو صحیفے، چار کتابیں، شیث پر پچاس صحیفے نازل کیے گئے، خنوخ پر دس صحیفے نازل کیے گئے، ابراہیم پر دس صحیفے نازل کیے گئے اور موسیٰ پر تورات سے پہلے دس صحیفے نازل کیے گئے ہیں اور تورات، انجیل، زبور اور فرقان کو نازل کیا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۶۷، بیروت)

نبی کی شرائط:

علامہ ابن ھمام نے نبی کی درج ذیل شرائط بیان کی ہیں۔

(۱) نبی کا مذکر ہونا شرط ہے کیونکہ مؤنث ہونا نقص ہے۔ (لہٰذا کوئی عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ پہلے ہوئی)

(۲) عقل اور خلقت کے اعتبار سے نبی اپنے زمانے میں سب سے کامل ہو، لیکن یہ کمال بعثت کے وقت ضروری ہے کیونکہ بعثت سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے بعثت کے وقت لکنت کے ازالہ کیلئے دعا کی۔

(۳) ذہانت اور رائے کی درستگی کے اعتبار سے وہ سب سے کامل ہو کیونکہ نبی پوری قوم کے معاملات کا منتظم اور ان کی مشکلات کا مرجع ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۴) نبی کے آباء واجداد میں کوئی ایسا وصف نہ ہو جس کی وجہ سے ان کو حقیر جانا جاتا ہو اور اس کی ماں کی عفت اور پارسائی پر تہمت نہ ہو۔

(۵) نبی کا دل سخت نہ ہو، کیونکہ انسان کے جسم کے باقی جسم کی سلامتی کا مدار اس کے دل پر ہوتا ہے۔

(۶) نبی میں کوئی ایسی جسمانی بیماری یا عیب نہ ہو جس سے لوگ متنفر ہوتے ہوں جیسے برص، جذام۔

(۷) وہ وقار کے خلاف اور معیوب کام نہ کرتا ہو جیسے بازاروں میں راستہ چلتے ہوئے کسی چیز کو کھانا۔

(۸) جو پیشے لوگوں میں معیوب سمجھے جاتے ہوں جیسے حجامت کرنا، نبی ایسے پیشے نہ کرتا ہو۔ کیونکہ نبوت میں مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والا منصب ہے۔ تاکہ لوگ اسے احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔ اس لئے وہ وقار کے منافی کسی متبذل پیشے میں نہ ہو۔

(۹) اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد وہ کفر سے بالا جماع معصوم ہو۔

(۱۰) نبی کے صدق کو ظاہر کرنے کیلئے معجزہ کا اظہار بھی شرط ہے۔

نبی علیہ السلام کی خصوصیات:

علامہ حلیمی نے کتاب المنہاج میں لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا دوسرے انسانوں سے جسمانی اور روحانی قوتوں میں مختلف ہونا ضروری ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۲، ۴۳۳، دار الفکر، بیروت)

حواس ظاہرہ پانچ ہیں۔ ۱۔ قوت باصرہ۔ ۲ قوت سامعہ۔ ۳ قوت شامہ۔ ۴ قوت ذائقہ۔ ۵ قوت لامسہ۔

قوت باصرہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام مقرب بندوں سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کو دیکھنے کی قوت عطا فرمائی ہے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے تمام روئے زمین سمیٹ دی گئی ہے اور میں نے اس کے تمام مشارق

Marfat.com

ومغارب کو دیکھ لیا۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۹۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قوت سامعہ:

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے بڑھ کر سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک پتھر جہنم میں گرایا جارہا ہے جو ابھی تک جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچا آپ نے اس کی آواز کو سنا۔

اسی طاقت کا اظہار حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ سے بھی ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے چیونٹی کی آواز کو سن لیا۔ جب چیونٹی نے کہا "**قالت نملة یا ایها النمل ادخلوا مساکنکم**" ترجمہ: ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ قوت سامعہ کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس آواز کو سن لیا۔

قوت شامہ:

نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو سونگھنے کی قوت دی ہے وہ بھی تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کا واقعہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنی قمیص دی کہ اسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دو، اور قافلہ وہ قمیص لیکر روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: "**انی لاجد ریح یوسف**" (یوسف، ۹۴) مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو کئی دنوں کی مسافت کے فاصلہ سے سونگھ لی تھی۔

قوت ذائقہ:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو چکھنے کی قوت بھی باقی تمام انسانوں سے افضل واعلیٰ عطا فرماتا ہے جس کی وجہ سے یہ مقدس ہستیاں دوسروں سے ممتاز ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے گوشت کا ایک ٹکڑا چکھا تو فرمایا: اس میں زہر ہے۔

Marfat.com

قوت لامسہ:

صحیح بخاری کی حدیث مبارکہ کہ نبی کریم ﷺ نے حالت نماز میں جنت میں موجود انگور کے گوشوں کو پکڑ لینے کا ارادہ فرمایا۔ اور اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔

قوت محرکہ:

نبی کریم ﷺ کا معراج پر جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھا لیا جانا حضرت ادریس اور حضرت الیاس کا آسمانوں پر اٹھایا جانا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مصاحب نے پلک جھپکنے سے پہلے تخت ان کے سامنے حاضر کردیا۔

ترجمہ: جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اس (تخت) کو آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔ (النمل، ۴۰)

جب اللہ نے اپنے نبی مکرم حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک امتی، ایک ولی کو اتنی قوت عطا فرمائی ہے تو اس سے اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو کس قدر قوت عطا فرمائی ہوگی۔ سبحان اللہ

قوت حافظہ:

نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب بیان فرمادیا اور اسی طرح جنتیوں کے جنت میں جانے تک کے احوال اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے کے احوال بھی بیان فرمادیئے۔ اسی طرح علم "ما کان وما یکون" یہ سب آپ ﷺ کی قوت حافظہ ہے جو آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

قوت متصرفہ:

نبی کریم ﷺ نے غروب ہونے والے سورج کو واپس مقام عصر پر لائے اس میں آپ ﷺ کا تصرف ہے اور یہ شان جس قدر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نصیب فرمائی ہے اسے قوت متصرفہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

قوت جاذبہ:

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو قوت وطاقت عطا فرماتا ہے جیسے وحی کا نازل ہونا اور وحی کے اس بوجھ کو اٹھانا یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قوت جاذبہ کا کمال ہے جو وحی جیسے یا اللہ سے ہم کلام ہونے کی شدت کو برداشت کر لیتی ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور آپ ﷺ کی قوت جاذبہ کا کمال ہی تھا جس نے اپنے اندر اس قدر نور والی قدرت کو سما لیا۔

توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کی سزا:

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا۔(احزاب،۵۷)

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قرآن وسنت کے اصول وقانون کے مطابق ہر وہ شخص جو کسی بھی نبی علیہ السلام کی توہین کرے گا اس کی سزا یہ ہے کہ اسے فوری طور پر قتل کر دیا جائے گا۔ خاص طور پر دور حاضر میں ایک بین الاقوامی اور عالمی سطح پر فتنہ ہر آئے دن کسی نہ کسی روپ میں آ کر نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا رہتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کی غرض یہ ہے مسلمانوں کی دولت ایمان یہی ہے کہ ان کے دلوں میں اپنے نبی کریم ﷺ کی محبت ہے اور اگر اسے نکال لیا جائے تو پھر ایمان خود بخود ہی ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ محبت رسول ﷺ کے بغیر ایمان تو قابل قبول ہی نہیں۔

کعب بن اشرف کا قتل:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو ایذاء پہنچائی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ پسند کریں گے کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا پھر مجھے تعریض کہنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا: کہہ لینا، پس وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور اس سے باتیں کیں اور اپنا اور حضور کا فرضی معاملہ بیان کیا۔ اور کہا یہ شخص ہم سے صدقات لیتا ہے اور اس نے ہم کو اس سختی میں ڈال رکھا ہے۔ جب کعب نے یہ سنا تو کہا خدا کی قسم! ابھی تو تم کو اور مصیبت پڑے گی۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا ہم اس کی اتباع کر چکے ہیں اب ہمیں اس کو چھوڑنا برا معلوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے قرض دو۔ کعب نے کہا تم میرے پاس کیا رہن رکھو گے؟ حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا جو تم چاہو۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھو۔ حضرت ابن مسلمہ نے کہا تم عرب کے حسین ترین شخص ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کیسے گروی رکھ سکتے ہیں۔ کعب نے کہا پھر اپنے بچے گروی رکھ دو۔ حضرت ابن مسلمہ نے کہا پھر ہمارے بچوں کو یہ گالی دی جائے گی۔ کہ یہ تو دو، وسق کھجور کے بدلے گروی رکھا گیا تھا۔ البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس گروی رکھ دیں گے کعب نے کہا اچھا، حضرت ابن مسلمہ نے کعب سے وعدہ کیا۔ کہ حارث، ابوعبس بن جبیر اور عباد بن بشر کو لیکر تمہارے پاس آؤں گا، لہٰذا یہ لوگ اس کے پاس گئے اور رات کے وقت اسے بلایا کعب ان کی طرف جانے لگا اس کی بیوی نے کہا مجھے ایسی آواز آرہی ہے جیسے خون کی آواز ہو یہ محمد بن مسلمہ اور اس کا رضاعی بھائی اور ابو نائلہ ہے اور معزز آدمی کو اگر رات کے وقت بھی نیزہ بازی کیلئے بلایا جائے تو وہ چلا جاتا ہے۔ اُدھر محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ دیا تھا کہ جب کعب آئے گا تو میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا جب مَیں اس پر قابو پاؤں تو تم اس وقت اس پر حملہ کر دینا۔ جب کعب نیچے اُترا۔ تو وہ سر کو چادر سے چھپائے ہوئے تھا، ان لوگوں نے کہا آپ سے تو خوشبو کی مہک آرہی ہے اس نے کہا ہاں میرے پاس فلاں عورت ہے جو عرب کی سب سے معطر عورت ہے حضرت ابن مسلمہ نے کہا کیا آپ مجھے یہ خوشبو سونگھنے کی اجازت دیں گے کعب نے کہا ہاں سونگھ لو۔ حضرت ابن مسلمہ نے اس کا سر سونگھا پھر کہا کیا آپ مجھے دوبارہ سر سونگھنے کی اجازت دیں گے اور پھر اس کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا اور ساتھیوں سے کہا حملہ کرو اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۱۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ کہ اسے فوری طور پر قتل کر دیا جائے گا۔

محمد بن سحنون کہتے ہیں کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اہانت کرنے والا اور آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے جو شخص اس کے عذاب میں اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(الشفاء ج۲ ص۱۹۰، عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

ابن خطل گستاخ کا قتل:

جب مکہ فتح ہوا۔ اس مبارک موقع پر آپ کے سر مبارک پر لوہے کا خود تھا، خود اتارتے وقت ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور آ کر کہنے لگا، یا رسول اللہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ (بخاری، فتح الباری ج 8)

اپنی لونڈی کو بھی حکم دیتا تھا کہ وہ حضور کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے۔

ابن خطل کی دو لونڈیاں تھیں، جو گلوکارائیں تھیں۔ جو نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ اشعار کہتی تھیں۔ ان میں ایک کا نام قریبہ اور دوسری کا نام قرتنا تھا۔ فتح مکہ کے مبارک موقع پر ان کو قتل کرنے کا آپ نے حکم دیا۔ قریبہ قتل کر دی گئی تھی۔ یوں قریبہ جنت سے دور اور دوزخ کے قریب ہوگئی۔ قرتنا کی مقدر میں اسلام لکھا تھا، وہ بھاگ گئی۔ قتل سے بچ گئی تھی، بعد میں مسلمان ہوگئی تھی۔ (اصح السیر ص (266)

رسالت ونبوت پر ایمان لانا:

ترجمہ: (ہمارے رسول) اس (کلام) پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور مؤمن بھی ایمان لائے۔ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر، سب (یہ کہتے ہوئے) کہ ہم (ایمان لانے) میں ان رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ (البقرہ، ۲۸۵)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ اللہ کا نور ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین ۔(المائدہ ۱۵)

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس آ گیا نور اور روشن کتاب۔

اس آیت میں بیان کردہ نور سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اسی تفسیر پر تمام متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کے دو دانت کشادہ تھے جب آپ ﷺ کلام کرتے تھے تو آپ کے اگلے دو دانتوں سے کچھ نور نکلتا دیکھا جاتا تھا۔ (شمائل ترمذی مع جامع ترمذی، ص ۵۶۹، جمال مصطفیٰ ﷺ ص ۱۴۳، بحوالہ سنن دارمی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں گھر میں بیٹھی کچھ سی رہی تھی میرے ہاتھ سے کوئی سوئی گر گئی پس میں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اندھیرے کے سبب اسے پا نہ سکی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ لہذا آپ کے رخ انور کی روشنی سے گھر روشن ہو گیا اور مجھے اس کا پتہ چل گیا۔ (خصائص کبریٰ، ج ا، ص مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

نبی کریم ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے قوت عطا فرمائی ہے کہ جس کے اندر اتنی طاقت اور وسعت تھی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں اور پلک بھی نہ جھپکے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا یا اللہ! مجھے اپنا دیدار عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر جب ان پر اللہ تعالیٰ کے نور کا صفاتی جلوہ ڈالا گیا تو وہ اسکی تاب نہ لا سکے حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئے۔ اور کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا جبکہ مقام نورِ رسول ﷺ کا کیا کہنا کہ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کی آنکھوں کے ساتھ حق کو اس طرح دیکھا جس طرح دیکھنے کا حق ہوتا ہے اور رویئت کے دوران نہ آنکھ جھپکی۔ نہ جھکی۔

اس منظر کا صحیح بیان تو رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں کہ وقت دیدار الٰہی ان پر کیا کیفیت سرور یا کیفیت لذت تھی۔ نبی کریم ﷺ کے نور کا صدقہ ہے کہ آج جس سے کائنات کی ہر مخلوق کو روشنی نصیب ہوئی ہے۔ ویسے تو آپ ﷺ تمام جہان والوں کیلئے رحمت بن کر [illegible]

Marfat.com

لیکن اگر ہر رحمت ونعمت کا الگ حساب و پہچان اور ان کی معرفتوں کو جاننے لگیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کی تقسیم سے عطا ہونے والی ہر نعمت نرالی اداؤں سے بھری ہوئی ہے۔

نورانیت مصطفٰی ﷺ کہ آپ کا سایہ نہ تھا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا آپ جب بھی سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کا نور سورج کی روشنی پر غالب رہتا، اور آپ جب بھی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے، تو آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب رہتا۔

(الوفاء باحوال المصطفی ﷺ، ۴۰۷، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

مقام رسالت ونبوت (ﷺ) کو دل کے اخلاص سے قبول کرنا:

کچھ لوگوں کا رویہ نہایت عجیب تر ہے اگر آپ انہیں کہیں گے کہ جناب کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے؟ تو کہیں گے کہ ہم تو سب لوگوں سے زیادہ انہیں مانتے ہیں اچھا بھئی اگر تم انہیں اتنا ہی مانتے ہو تو ان کی ولادت مبارکہ پر اظہار خوشی کیوں نہیں کرتے اور میلاد النبی ﷺ کی محافل کیوں نہیں مناتے۔ تمہاری مسجد میں کبھی بھی میلاد رسول ﷺ کا جلسہ نہیں ہوا۔ جبکہ تمہارے علماء کے فارغ ہونے پر اور کئی قسم کی کانفرنسیں کرتے ہوئے نظر آتے ہو۔ تب یہ لوگ گھبرا جاتے ہیں اس وقت ایک مؤمن کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ صرف زبان کے دعوؤں سے رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں لیکن دل سے مقام نبوت رسالت ﷺ کو نہیں مانتے۔

رسول اللہ ﷺ کو علم غیب ہے:

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے پس وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جن کو اس نے پسند فرمالیا ہے۔ (الجن، ۲۷)

اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی ہر غیب کو جاننے والا ہے اور وہ علم کسی کو عطا نہیں فرماتا لیکن اپنے وہ رسول (علیہ السلام) جنہیں وہ پسند فرمالیتا ہے ان کو اپنے علم غیب پر مطلع فرماتا ہے لہذا اللہ تعالی کی عطا سے انہیں غیب کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جب انبیاء کرام علیہم السلام کے علم غیب کو خود خدا نے بیان فرما دیا ہے تو پھر ان کم علم بدعقیدہ لوگوں کو کیا پڑی ہے کہ انبیاء کرام

Marfat.com

علیہم السلام کے علم غیب کا انکار کرتے رہتے ہیں۔

قرآن وسنت کے مطابق اور اجماع امت کے مطابق یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور مقبول بندے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں علم غیب عطا فرمایا ہے جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ آپ نے اپنی امت کو غیب کی خبریں دیں۔ اور فرمایا:

ترجمہ: اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔

(ال عمران، ۴۹)

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے امتیوں کو اس چیز کی خبر دی جو کچھ وہ کھانا کھا کر آئے تھے اور جو کھانا وہ اپنے گھروں میں رکھ کر آئے تھے۔ اور یہ سب اسی وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ کون جاہل ہے جو لوگوں میں یہ باور کراتا پھرے کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں کیا وہ عطائی علم بھی اللہ میں ثابت کر کے خود شرک کر رہا ہے؟ اور اللہ کو مقام الوہیت سے مقام نبوت کی طرف لاتا ہے حاشاللہ، اللہ ایسے بدعقیدہ سے محفوظ فرمائے۔ امین۔

آپ ﷺ علم غیب کی خبریں بتانے میں بخل نہیں فرماتے:

ترجمہ: اور وہ (بلند مرتبہ نبی ﷺ) غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (التکویر ۲۴)

قرآن کے اس بیان کو غور سے پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا محبوب ﷺ علم غیب بتانے میں بخل سے کام نہیں لیتا۔ عرف ومعاشرے میں اس شخص کو بخیل کہتے ہیں جس کے پاس کثیر مال اور بڑی دولت ہو لیکن وہ خرچ کرنے سے ہاتھ کھینچے تو اسے بخیل کہتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص ہو ہی غریب تو اسے مال نہ خرچ کرنے پر بخیل نہیں کہیں گے کیونکہ اس کے پاس مال نہیں ہے۔ دیکھئے قرآن اس میں یہ شہادت بھی دے رہا ہے کہ لوگو! یہ نبی کریم ﷺ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم غیب کے وسیع خزانے عطا فرمائے ہیں اور ساتھ ہی انہیں یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ علم غیب بیان فرمانے میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ سرعام غیب کی خبریں بیان فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں قیام فرمایا: اس مقام میں قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہ چھوڑا مگر سب کو بیان فرمادیا۔ (الحدیث)

(صحیح مسلم، ج۲، ۲۹۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

آنے والے وقت اور موت کا علم ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے آپ ﷺ اِس جگہ اور اُس جگہ ہاتھ رکھتے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کوئی کافر متجاوز نہیں ہوا (یعنی جس جگہ آپ نے اس کا نام لیکر کہا تھا کہ وہ یہاں مرے گا وہ وہیں مرا) (صحیح مسلم، ج۲، ص۱۰۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے علم غیب کا اظہار فرماتے ہوئے جن کافروں کی موت کی خبر دی، وہ کافر اسی جگہ مرا، کیونکہ موت کا علم غیب کا علم ہے جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح آنے والے وقت کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جس کافر کے بارے میں جس جگہ نشاندہی کی تھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو ایک محدث اور جلیل القدر صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ کافر اسی جگہ مرا، اس جگہ سے ذرا برابر بھی اِدھر یا اُدھر نہ ہوسکا۔

قبر کے عذاب وثواب کا علم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا: ان دونوں کو ضرور عذاب ہورہا ہے اور ان کو کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں ہورہا، ان میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ توڑی، اور اس کے دو ٹکڑے کیے، پھر ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ پھر فرمایا: تحقیق یہ ہے کہ جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ (صحیح بخاری، ج۱، ص۱۸۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بخاری شریف کی اس حدیث میں کتنی صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے قبر کے پاس گزرتے ہی ان کے عذاب کا ادراک کرلیا جو کہ علم غیب میں سے ہے کیونکہ وہاں سے ہزاروں لوگ اگر ہزاروں سال گزرتے رہتے مگر کسی کو عذاب وثواب کا علم نہ ہوتا۔ آج بھی یہی حال ہے کہ قبر میں میت کو عذاب ہو یا اسے ثواب ملے لیکن لوگ اس سے بے خبر ہیں کیونکہ قبر کے عذاب وثواب کو لوگوں سے پردے میں رکھا گیا ہے حتیٰ کہ جدید دور میں کئی نام نہاد میڈیا کے لوگوں نے کوشش کی ہے کہ وہ اس غیب کا مشاہدہ کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والوں کو دنیا ہی میں عذاب دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے لاؤڈ سپیکر ON کر کے قبر کے سوال وجواب معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ کی قدرت نے ان سے ایسا سلوک کیا کہ ان لوگوں کے کانوں کے پردے پھٹ گئے۔ کیونکہ وہ اس علم غیب کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جبکہ یہی علم غیب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔

جنتی یا دوزخی ہونے کا علم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے جبکہ سورج ڈھل چکا تھا آپ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا، تو حضور ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر کیا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا: جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے، خدا کی قسم! جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کسی بات کا سوال ہم سے کرو گے ہم ضرور تمہیں اس کی خبر دیں گے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا: جہنم میں۔ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: حذافہ۔ پھر آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے، مجھ سے سوال کرو، مجھ سے سوال کرو۔ (الخ) (صحیح بخاری، ج۲، ۱۰۸۳، وزارت تعلیم اسلام آباد)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک شخص کا ٹھکانہ بتا دیا کہ وہ جہنمی ہے۔ حالانکہ جہنمی ہونا یا جنتی ہونا یہ قیامت کے بعد حساب وکتاب کے بعد کا علم ہے اور اللہ نے اس علم کو لوگوں سے پردے میں رکھا ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں قطعی علم نہیں رکھتا کہ وہ دوزخی ہوگا یا جنتی ہوگا، تاہم رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی عطا سے اس غیب کا اظہار فرمادیا ہے۔

Marfat.com

کون مومن ہوگا کون کافر ہوگا کا علم:

حضور ﷺ نے فرمایا: ہم پر ہماری امت پیش کی گئی۔اپنی اپنی صورتوں میں مٹی میں جس طرح حضرت آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی ہم کو بتا دیا گیا ہے کہ کون ہم پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو ہنس کر کہنے لگے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے پیدائش سے پہلے ہی کافر و مومن کی خبر ہوگئی ہے، جبکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہم کو پہچانتے نہیں۔یہ خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: ان قوموں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں اب سے قیامت تک کسی چیز کے بارے میں ہم سے جو بھی پوچھو گے، ہم تم کو خبر دیں گے۔

(تفسیر خازن، پارہ نمبر ۴، مطبوعہ بیروت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں طعنہ کرنا منافقوں کا کام ہے۔اس سے وہ بدعقیدہ لوگ عبرت حاصل کریں جو ابجد و ادب کی چند لکیریں پڑھ کر علم نبوت ﷺ کے بارے میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور بے باک ہو کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ انہیں غیب کا علم نہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ تمہاری اس بدعقیدگی کا بھی رسول اللہ ﷺ کو علم ہے کہ بدعقیدہ لوگ آپ ﷺ کے علم پر طعنہ کر کے منافقین کے نقش قدم پر چلیں گے۔

آپ ﷺ پر کائنات کی ہر چیز منکشف ہوگئی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھانے کیلئے آنے میں دیر کر دی حتی کہ سورج کے نکلنے کا وقت قریب آ گیا، پھر آپ نے جلدی جلدی نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ نے بہ آواز بلند فرمایا: تم جس طرح بیٹھے ہو اپنی اپنی صفوں پر بیٹھے رہو، پھر آپ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں عنقریب تم سے بیان کروں گا کہ مجھے صبح آنے میں تاخیر کیوں ہوگئی، آپ نے فرمایا: میں رات کو اٹھا اور میں نے وضو کر کے اتنی نماز پڑھی جتنی میرے لئے مقدر کر دی گئی تھی، پھر مجھے نماز میں نیند آگئی اچانک میں نے اپنے رب تبارک وتعالی کو نہایت حسین صورت میں دیکھا اللہ تعالی نے فرمایا: یا محمد

Marfat.com

(ﷺ)! میں نے کہا یا میرے رب، لبیک! فرمایا: فرشتے کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا اے میرے رب! مجھے از خود علم نہیں، یہ مکالمہ تین بار رہوا، پھر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی۔ پھر ہر چیز مجھ پر منکشف ہوگئی اور میں نے جان لیا۔ (الحدیث) امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن، صحیح ہے اور میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۳۲۴۶) مسند احمد، رقم الحدیث، ۲۲۷۰)

جامع ترمذی کی دوسری سند کے مطابق یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جان لیا جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔ اور آپ نے پوروں کی ٹھنڈک اور علم حاصل ہونے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں جواب دیا کہ مقرب فرشتے کفارات کے بارے میں بحث کر رہے ہیں (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ حاضر وناظر ہیں:

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اے غیب کی خبریں دینے والے! بے شک ہم نے آپ کو حاضر وناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا اور اللہ کے حکم سے اسکی طرف بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔ (احزاب، ۴۵)

اس آیت مبارکہ میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو حاضر وناظر بنا کر بھیجا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے روضہ انور میں جلوہ فرما ہیں اور کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ دنیا میں جلوہ فرما ہوں یا اس دنیا سے پردہ فرما جائیں آپ کیلئے کوئی بعد یعنی دوری نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ آپ ہر شخص کی قبر میں جلوہ فرما ہوتے ہیں۔

قبر میں رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ کو قبر میں

Marfat.com

رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آ کر اس کو اٹھا کر بیٹھا دیتے ہیں پس وہ اس سے کہتے ہیں تم اس ذات (محمد ﷺ) کے متعلق کیا کہتے تھے؟ پس وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس سے کہا جائے گا دیکھو تمہارے بیٹھنے کی جگہ دوزخ میں تھی اللہ نے اس کو تمہارے لئے جنت کی جگہ میں تبدیل کر دیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پس وہ ان دونوں جگہوں کو دیکھے گا، رہا کافر یا منافق تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے، پس اس سے کہا جائے گا تو نے عقل سے جانا نہ قرآن کی تلاوت کی، پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے ضرب لگائی جائے گی جس سے وہ چلائے گا اور اس کے چلانے کو جن و انسان کے علاوہ اس کے قریب کی تمام چیزیں سنیں گی۔

(صحیح بخاری، ج ا ص ۱۷۸، اقدیمی کتب خانہ کراچی)

ہر عقل مند انسان جانتا ہے کہ اس وقت بھی دنیا میں ہزاروں لوگ ہیں جن کی موت بیک وقت ہوتی ہے اور دنیا کے کسی کونے میں ہی لاکھوں ہی کیوں نہ لوگوں کی اموات ہوں میرے آقا ﷺ ہر شخص کی قبر میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر منکرین شان رسالت ﷺ کو اور کونسی دلیل چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر مان لیں۔

اس حدیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ میت اپنے ساتھیوں کے جوتوں سے پیدا ہونے والی آواز کو بھی سن لیتی ہے اس سے وہ نادان اور جاہل لوگ عقل سے کام لیں جو کہتے ہیں کہ قبروں والے کچھ سن نہیں سکتے، حالانکہ اس حدیث میں عام مومنوں کی بات ہو رہی ہے جب ایک عام انسان یا عام مومن کا یہ مقام ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا، **(سبحان اللہ)**

نبی کریم ﷺ نے دس سالہ مکی زندگی اور تیرہ سالہ مدنی زندگی اس دنیا میں گذاری، اس دور میں بھی کتنی تعداد میں مسلمان صحابہ رضی اللہ عنہم کا وصال ہوا، یا کتنے لوگوں کا وصال ہوا حالانکہ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنی ظاہری زندگی کے ساتھ دنیا میں تشریف فرما تھے لیکن اس کے

Marfat.com

باوجود آپ ﷺ قبروں میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ قبر میں آپ کا جانا حدیث کے علم سے جو قطعی علم ہے۔ اور یقینی دلیل ہے اور یہ مقام آپ کو اللہ تعالی نے عطا فرمایا ہے۔

آپ ﷺ روز ازل سے جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے کے احوال کو دیکھ رہے ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ ہم میں قیام فرمایا پس آپ نے ہمیں ابتداء خلق سے خبر دی حتی کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور دوزخی اپنی منزلوں میں پہنچ گئے (یعنی روز اول سے جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے تفصیلی حالات بیان فرما دیئے ہیں)۔

(صحیح بخاری، ج ا ص ۴۵۳، وزارت تعلیم اسلام آباد)

تمام امتوں کے اعمال پر حاضر و ناضر:

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

و کذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیدا ۔(البقرہ۔۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور یہ رسول (ﷺ) تمہارے حق میں گواہ ہو جائیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ ایک شخص ہوگا اور ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ دو شخص ہوں گے، اور ایک نبی آئے گا جس کے ساتھ زیادہ لوگ ہوں گے اس سے کہا جائے گا کیا تم نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی وہ کہے گا ہاں، پھر اس کی قوم کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تبلیغ کی تھی وہ کہیں گے نہیں۔ پھر اس نبی سے کہا جائے گا تمہارے حق میں کون گواہی دے گا؟ وہ کہیں گے (سیدنا) محمد ﷺ کی امت، پھر (سیدنا) محمد ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کیا انہوں نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر کہا جائے گا تم کو اس کا کیسے علم

Marfat.com

ہوا؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی کہ (سب) رسولوں نے تبلیغ کی تھی اور یہ اس آیت کی تفسیر ہے۔ (سنن کبریٰ للنسائی، ج ۲، ص ۲۹۲، بیروت)

اس آیت اور اس کی تفسیر میں بیان کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام امتوں کے انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغ کرنے کی گواہی دیں گے کیونکہ آپ تمام امتوں کے احوال پر مطلع تھے۔ اور گواہی میں اصل یہی ہے کہ کسی معاملہ کو دیکھ کر گواہی دی جائے۔ یہاں سے آپ ﷺ کا تمام امتوں کے احوال پر حاضر و ناضر ہونا ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اگر محض سن کر گواہی قبول کر لینا مقصود ہوتا تو امت مسلمہ کی گواہی کافی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی گواہی کو قبول فرمائے گا

آپ ﷺ کی حیات، وصال دونوں امت کیلئے بہتر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے سیاحت کرتے ہیں جو میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم حدیث بیان کرتے ہو اور تمہارے لئے حدیث بیان کی جاتی ہے اور وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں جب نیک عمل دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں اور جب بُرے عمل دیکھتا ہوں تو ان پر اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ (مسند بزاز، رقم الحدیث، ۸۴۵)

رسول اللہ ﷺ مختارِ کل ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو بے شمار معجزات عطا فرمائے ہیں اور بے شمار عظمتوں سے نوازا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مقام ''کُن'' کی شان عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہی ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی اور نہ کوئی بات ٹال دی جاتی ہے بلکہ قضاء تو آپ ﷺ کی رضا کی تلاش میں رہتی ہے کہ یہ محبوب مکرم ﷺ کوئی حکم ارشاد فرمائیں اور وہی نظام قدرت وہی حکم پورا فرمادے۔ دینی معاملات ہوں یا دنیاوی معاملات ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر طرح کا اختیار عطا فرمادیا ہے۔

Marfat.com

احکامِ شرعیہ میں آپ ﷺ کا اختیار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو، تم پر حج فرض ہو گیا پس حج کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ خاموش رہے حتی کہ اس نے تین بار یہی کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دوں، تم ان کا سوال مت کیا کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) سے بکثرت سوال کرتے تھے اور انبیاء کرام (علیہم السلام) سے اختلاف کرتے تھے۔ لہٰذا جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں، تو اس پر اپنی طاقت کے مطابق عمل کرو اور جب تم کو کسی چیز سے روک دوں تو اس کو چھوڑ دیا کرو۔

(مسلم، ج ۱، ص ۴۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو احکام شرعیہ میں بھی اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ جس قدر کی چاہتے ہیں وہی شریعت بن جاتی ہے۔

جبکہ بدعقیدہ لوگ عوام الناس کو یہ باور کراتے ہیں اور ساتھ ہی اللہ کے نبی ﷺ کے مقام پر حملہ کرنے کیلئے توحید و اسلام کا سہارا ضرور لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے سوا کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے، جو اللہ کے سوا کسی میں کچھ اختیار مانے وہ مشرک ہے ایسے جاہل عناصر کو یہ معلوم ہی نہیں جن کو اختیار عطا کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اور جب اختیار دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پھر ان شیطان کے چیلوں کو کیا پڑی ہے کہ اللہ کی عطا کا انکار کر رہے ہیں۔

ان نادانوں کے سامنے اگر کوئی سادہ مسلمان یہ کہہ دے کہ یہ بیٹا میرا ہے کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے تو وہ گھبرا کر کہتے ہیں کہ ایسا مت کہو کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ بلکہ یہ بھی اللہ کا ہے۔ عقل کے میدان میں یہ لوگ اس قدر گر جاتے ہیں کہ شرک شرک کی رٹ لگاتے ہوئے خود شرک کے

Marfat.com

گڑھے میں جاگرتے ہیں۔

کاش! ان لوگوں کو یہ سمجھ آجائے کہ مخلوق کے اختیارات کو اور مخلوق کے مراتب کو مخلوق تک محدود رکھیں، ان کو اللہ کی طرف منسوب کر کے شرکیہ فکر سے بچیں۔

زمین و آسمان کے تمام خزانوں کے مالک آپ ﷺ ہیں:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور بے شک مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں یا روئے زمین کی چابیاں اور فرمایا بے شک، خدا کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم سب میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

(صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۴۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

احکام شرعیہ میں آپ ﷺ کو اختیار ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ہلاک ہو گیا، آپ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے ہلاک کیا؟ تو اس نے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں عمل ازدواج کر لیا۔ آپ نے فرمایا: تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ بیٹھ گیا اسی اثناء میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا، آپ نے اس سے (جس پر روزے کا کفارہ تھا) فرمایا: اس کو صدقہ کر دو اس نے کہا (کیا) مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے؟ مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی گھر مجھ سے زیادہ محتاج نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا حتی کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں پھر آپ نے فرمایا: جاؤ جا کر اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۵۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

شرعی گواہی میں آپ ﷺ کا اختیار:

محمد بن عمارہ، حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، نبی کریم ﷺ نے اس سے مہلت طلب کی، کہ گھوڑے کی قیمت لیکر آئیں، تو نبی کریم ﷺ گھوڑے کی قیمت لینے کے لئے سرعت کے ساتھ گئے۔اس اعرابی کے نزدیک تاخیر ہوگئی، دوسرے لوگ اس اعرابی کے سامنے اس گھوڑے کی قیمت لگانے لگے، ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ اس گھوڑے کو خرید چکے ہیں پھر اس اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر اس گھوڑے کو خرید چکے ہیں تو اچھا ہے ورنہ میں اس گھوڑے کو بیچ رہا ہوں، آپ نے اس اعرابی کی بات کو سن کر فرمایا: کیا میں تم سے یہ گھوڑا خرید نہیں چکا؟ اس اعرابی نے کہا نہیں! خدا کی قسم! میں نے آپ کو یہ گھوڑا فروخت نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں یہ گھوڑا میں تم سے خرید چکا ہوں۔اس اعرابی نے کہا اچھا پھر گواہ لاؤ حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے یہ گھوڑا آپ ﷺ کو فروخت کردیا ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ سے پوچھا تم یہ گواہی کس بنیاد پر دے رہے ہو؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیونکہ میں آپ کی ہر بات کی تصدیق کرتا ہوں، تب نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا۔(سنن ابوداؤد، ۳۶۰۷، سنن نسائی، ۴۶۶۱، مصنف عبدالرزاق، ج۸، ص، ۳۶۶، ۱۵۶۶۱)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے اختیارات شرعیہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکمل اختیار عطا فرمایا ہے حالانکہ قرآن کی نص میں وارد ہے کہ گواہی کیلئے دو مردوں کا ہونا ضروری ہے ان احادیث سے وہ بدعقیدہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کریں جو کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کسی چیز کا اختیار نہیں۔حتی کہ بعض گستاخ رسول اس حد تک کہہ اور لکھ جاتے ہیں کہ انہیں اپنی ذات کے بارے میں بھی کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں۔ان گمراہوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ کو شریعت کے احکام میں بھی تبدیلی کا مکمل اختیار ہے۔تو پھر اس کے سوا عمومی اختیار آپ کو کیونکر حاصل نہیں۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بعض انبیاء کرام کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ترجمہ: وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں

Marfat.com

کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے درمیان میں کوئی راستہ بنائیں۔ (النساء، ۱۵۰)

اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے لیکن انہوں نے سید عالم ﷺ کی نبوت کا انکار کیا اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے جبکہ انہوں نے سید عالم ﷺ کے ساتھ کفر کیا بعض رسولوں پر ایمان لانا انہیں کفر سے بچا نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک نبی کا انکار بھی تمام انبیاء کے انکار کے برابر ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۸۳، ضیاء القرآن، لاہور)

اس آیت مبارکہ میں یہ بھی بیان ہوا کہ وہ لوگ اللہ سے اس رسولوں کو جدا کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں اور یہ کہہ کر "کہ یہ غیر اللہ" ہیں ان کے ذریعے تمہیں خدا تک پہنچنا ممکن ہی نہیں۔ یہ تو محض پیغام رسانی کیلئے دنیا میں آتے ہیں۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ کسی بھی دور میں جب تک کوئی شخص توحید کے ساتھ اس دور کے نبی کا کلمہ نہیں پڑھتا، اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اس قدر اپنے ہاں مقام قرب عطا فرمایا ہے کہ عقیدہ توحید کے ساتھ عقیدہ رسالت و نبوت کو لازم قرار دیا ہے اور اگر کوئی شخص کروڑوں سال ہی کیوں نہ توحید کا پرچار کرتا رہے لیکن جب تک وہ کسی نبی کی نبوت یا کسی رسول علیہ السلام کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے اس نبی یا رسول علیہ السلام کا کلمہ نہیں پڑھ لے گا، اس وقت تک وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے جب اس قدر اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مقام دیا ہے کہ انہیں اپنی عبادت میں بھی ساتھ رکھا، لیکن افسوس! کہ آج کل کچھ لوگ نام نہاد تبلیغ کے نام سے مسلمانوں میں یہ باور کراتے پھرتے ہیں کہ "نبی ہو یا ولی" وہ کچھ نہیں دے سکتے یا کچھ نہیں کر سکتے۔ ان جاہلوں سے پوچھا جائے کہ جن کا نام لیے بغیر تم مومن نہیں ہوسکتے۔ کیا ان کے بارے میں یہ بُرے عقیدے رکھنا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے، وہ کچھ فیض نہیں دے سکتے، یہ کونسا اسلام ہے؟ جو لوگوں کے دلوں میں اپنے نبی ﷺ سے محبت کی بجائے بغض بھرتا ہے؟

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والے کا حکم:

ایک یہودی اور ایک منافق کا جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان ابوالقاسم ﷺ فیصلہ کریں گے اور منافق نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان کعب بن اشرف فیصلہ کرے گا کیونکہ کعب بن اشرف بہت رشوت خور تھا۔ جبکہ اس مقدمہ میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا تھا اس وجہ سے یہودی یہ فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانا چاہتا تھا جبکہ منافق کعب بن اشرف کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔

جب یہودی نے اپنی بات پر اصرار کیا تو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے پس رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ منافق اس فیصلہ سے راضی نہیں ہوا اور کہنے لگا کہ تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کریں گے دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو یہودی نے بتا دیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے حق میں اور منافق کے خلاف فیصلہ کر چکے ہیں لیکن یہ منافق مانتا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ایسا ہی ہے تو اس نے کہا ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو؛ انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں گھر گئے تلوار لیکر آئے اور اس منافق کا سر قلم کر دیا۔ پھر اس منافق کے گھر والوں نے نبی ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوری تفصیل معلوم کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے آپ کا فیصلہ رد کر دیا تھا۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا ''عمر'' فاروق'' ہیں انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم فاروق ہو۔ (درمنثور، ج ۲، ص ۱۷۹، مکتبہ آیۃ اللہ، ایران)

بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ مسلمان نبی ﷺ سے راعنا

Marfat.com

کہتے تھے یعنی ہماری رعایت فرمائیے اور ہماری طرف توجہ اور التفات فرمائیے جب کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ اس موقع پر راعنا کہتے تھے۔ جبکہ یہود کی لغت میں یہ لفظ بد دعا کیلئے تھا اور اس کا معنی تھا سنو: تمہاری بات نہ سنی جائے۔ انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ پہلے تو ہم صرف ان کو تنہائی میں بد دعا دیتے تھے اب ہم سرعام ان کو بد دعا دیں گے تو وہ نبی ﷺ کو مخاطب کر کے راعنا کہتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کی لغت کا علم تھا انہوں نے جب ان سے یہ لفظ سنا تو کہا کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو، اور اگر آئندہ میں نے تم سے نبی ﷺ کے بارے میں ایسا لفظ سنا تو تمہاری گردن اڑا دوں گا تو یہود نے کہا کیا تم یہ لفظ نہیں کہتے ہو تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو: تم بھی اپنے رسول ﷺ سے لفظ راعنا نہ کہو۔ (الجامع لاحکام القرآن ج ۲ ص ۵۷، مکتبہ انتشارات ایران)

اپنی آوازوں کی نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو:

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو اپنے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ (الحجرات، ۲)

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان کو ان کی قوم کا عامل بنا دیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان کو عامل نہ بنائیں پھر ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بحث کی حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے کہا، تم صرف مجھ سے اختلاف کا ارادہ کرتے ہو، حضرت عمر نے کہا، تم صرف مجھ سے اختلاف کا ارادہ کرتے ہو، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو اپنے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بات کرتے تو ان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی حتیٰ کہ ان سے سوال کیا جاتا

Marfat.com

کہ آپ نے کیا کہا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۴۳۶۷، ۷۳۰۲، سنن ترمذی، ۳۲۶۶)

نبی (علیہ السلام) کو اپنی مثل بشر کہنا طریقہ کفار ہے:

ترجمہ: تو ان کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے! یہ تو نہیں ہے مگر تم جیسا بشر۔ (المؤمنون، ۲۴)

حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے کافروں نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی مثل بشر سمجھتے ہوئے اور انہیں اپنی مثل بشر کہتے ہوئے یہ کہا کہ یہ نبی کیسے ہو سکتے ہیں جو ہماری مثل بشر ہیں ان بد بخت کافروں کو اسی لئے ایمان نصیب نہ ہوا کہ انہوں نے اپنے نبی کو اپنی مثل بشر ہی سمجھا اور کہا قرآن کے اس بیان کردہ واقعہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ نبی تو ہماری مثل انسان ہی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی مثل صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ بھی تو صوم وصال رکھتے ہیں تو فرمایا: ''ایکم مثلی'' ''تم میں میری مثل کون ہے؟ بے شک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۶۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جب نبی کریم ﷺ کی مثل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں ہیں تو منکرین کیونکر لوگوں میں یہ تاثر دیتے ہیں کہ وہ تو ہماری طرح انسان ہی تھے۔ اصل میں ان لوگوں کے دل محبت رسول ﷺ سے خالی ہوتے ہیں، اور بغض رسول ﷺ رکھتے ہیں۔

روضہ رسول ﷺ کو چومنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

شیخ ظفر احمد تھانوی لکھتے ہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر پر اپنا چہرہ رکھا تو کسی نے اس پر انکار کیا، تو انہوں نے کہا کہ میں کسی پتھر یا اینٹ کے پاس نہیں آیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں۔ (اعلاء السنن، ج ۵، ص ۵۴۴، بیروت)

Marfat.com

جبکہ یہی روایت ایک اور سند سے مروی ہے جس میں یہ واضح ہے کہ مروان کا زمانہ تھا تو مروان نے روضہ رسول ﷺ پر ایک شخص کو دیکھا جو قبر انور پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے ہے اور قبر کو چوم رہا ہے۔ مروان نے کہا یہ کون ہے؟ تو اسے بتایا گیا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے میزبان صحابی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ تب انہوں نے مروان سے کہا کہ میں کسی بت یا پتھر کو نہیں چوم رہا بلکہ میں تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں۔

روضہ رسول ﷺ کے آداب میں سے ہے اگر وہ کسی کو چومنا نصیب ہو جائے تو اس خوش بخت انسان کی زندگی قابل رشک ہے۔

جنتی پتھر کو بوسہ دینا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود سے فرماتے ہیں کہ بخدا! میں تجھے بوسہ دیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تجھے بوسہ دیتے تھے تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔
(صحیح مسلم، ج ا، کتاب الحج)

جب ایک پتھر کو چومنا نہ صرف جائز بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے حالانکہ وہ پتھر فی ذاتہ کچھ نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ لیکن جب اس کی نسبت جنت سے ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے ہوئی تو اس کو چومنا عبادت بن گیا۔ تو وہ روضہ رسول ﷺ جس کی شان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: مابین منبری وبیتی روضة من ریاض الجنة " کہ میرے اور میرے گھر کے درمیان کی جگہ جت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔

روضہ رسول ﷺ وہ مقام و برکت والی جگہ جو کائنات میں ہر جگہ سے افضل و اعلیٰ ہے جب جنتی پتھر کو چومنا جائز ہے تو اللہ کے مقربین انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مبارک ہاتھ پاؤں کو چومنا کیونکر جائز نہیں۔ اگر پتھر جنتی وہ محبت کی جائے اور انسان کو اشرف المخلوقات ہے اگر وہ جنتی ہو تو اس سے بغض رکھا جائے یہ کون سا اسلام ہے؟ اس لئے روضہ رسول ﷺ کو

Marfat.com

بوسہ دینے کے منکرین میں اگر عقل ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بدعقیدگی کا شکار ہیں۔

عقیدہ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہر قسم کی خطاء و غلطی سے پاک ہیں۔ اس مسئلہ کی عام فہم اور سادہ سی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی بھی نبی علیہ السلام میں کسی نقص یا عیب کو ثابت کریں گے، تو پھر اس نبی علیہ السلام کی ہر سنت، ہر عمل اور پوری شریعت میں شک پیدا ہو جائے گا کہ شاید یہ بھی درست ہے یا نہیں۔ لہٰذا یقیناً ماننا پڑے گا کہ کل انبیاء کرام علیہم السلام ہر قسم کی محض چھوٹی غلطیوں سے بھی پاک ہیں۔ بلکہ ان کا ہر عمل، ہر قول مبارک اللہ تعالیٰ کی رضا کا آئینہ دار ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام ہر قسم کی غلطیوں اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا: اے محبوب فرما دے "**ان اتبع الا مایوحیٰ الی**" (الانعام۔۵۰) میں تو صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے افعال مبارکہ وحی کی اتباع کرتے ہیں اور وحی تو کلام الٰہی ہے جو ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل اور ہر قول و فعل مبارک ہر قسم کی خطاء سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۔(النجم،۳،۴)

ترجمہ: آپ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے مگر جو کچھ بھی وحی کی گئی ہو۔ (وہی کہتے ہیں)۔

تمام علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ اور اسی طرح ہر نبی علیہ السلام تمام گناہوں صغیرہ، کبیرہ، عمداً، سہواً، بظاہر خلاف اولیٰ، مکروہ، ہمہ ہر قسم کی معاشرتی، اخلاقی نقص

Marfat.com

وعیب، کمی اور کوتاہیوں سے پاک ہیں۔

عقیدہ شفاعت

شفاعت کا معنی:

شفاعت کا لغوی معنی ہے ''سفارش کرنا''۔ یعنی اگر ایک شخص بادشاہ کی خدمت میں کسی دوسرے شخص کیلئے کسی قسم کی عنایت یا اس کے نقصان کو دور کرنے کی جو سفارش کرے گا اسے شفاعت کہتے ہیں۔

شفاعت کی تعریف:

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شفاعت کی تعریف یہ ہے کہ کسی دوسرے کیلئے گڑ گڑا کر اس دوسرے کے نقصان کو بچانے کیلئے یا اس کیلئے کوئی بھلائی طلب کرنے کیلئے سوال کرنا شفاعت کہلاتا ہے

آپ ﷺ سب سے پہلے قیامت کے دن تمام امتوں کی سفارش فرمائیں گے:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور فخر نہیں، اور میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور فخر نہیں اور اس دن ہر نبی خواہ آدم ہوں یا کوئی اور سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں سب سے پہلے (قبر کی) زمین سے اُٹھوں گا اور فخر نہیں، فرمایا: اس دن لوگ تین بار خوف زدہ ہوں گے، پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے آپ ہمارے باپ ہیں آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے؟ وہ کہیں گے میں نے ایک (ظاہری) خطاء کی تھی میں اس کی وجہ سے زمین پر اتار دیا گیا، لیکن تم نوح کے پاس جاؤ، پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، پس وہ کہیں گے میں نے زمین والوں کے خلاف ایک دعا کی تھی۔ جس کے نتیجے میں وہ ہلاک کر دیے گئے۔ لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ، پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے بے شک میں نے تین (بارتوریہ) استعمال کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ہر جھوٹ ایسا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے دین کی کسی

Marfat.com

رخصت کو حلال کیا، لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ، پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے بے شک میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ، پھر وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے بے شک میری اللہ کے سوا عبادت کی گئی ہے۔ لیکن تم (حضرت سیدنا) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ، آپ نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے۔ پس میں ان کے ساتھ چل پڑوں گا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں، آپ نے فرمایا: میں جنت کے دروازہ کی کنڈی پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا، پس کہا جائے گا یہ کون ہے؟ پھر کہا جائے گا یہ (سیدنا) محمد (ﷺ) ہیں وہ مجھے مرحبا کہیں گے، پھر میں سجدے میں گر جاؤں گا پس اللہ مجھے حمد وثنا الہام فرمائے گا، مجھ سے کہا جائے گا اپنا سر اٹھایئے آپ سوال کیجئے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور آپ کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور یہی وہ مقام محمود ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا**، (بنی اسرائیل، ۷۹)

ترجمہ: عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ (سنن ترمذی، رقم الحدیث، ۳۱۴۸)

مومن ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخ والوں کی صفیں بنائی جائیں گی ان کے پاس سے مومنین گزریں گے، پھر دوزخ کی صفوں میں سے ایک شخص کسی کامل مومن کو دیکھے گا جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا وہ اس سے کہے گا اے شخص! کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے فلاں فلاں کام میں مجھ سے مدد طلب کی تھی، پھر وہ مومن کامل اس کو یاد کرے گا اور اس کو پہچان لے گا۔ پھر اس کی اپنے رب کے حضور شفاعت کرے گا اور اللہ اس کی شفاعت قبول کر لے گا۔ (مسند ابو یعلیٰ، رقم الحدیث، ۴۲۷۳، مجمع الزوائد، رقم الحدیث، ۱۸۵۴۷)

بچپن میں فوت ہونے والے بچے والدین کی شفاعت کریں گے:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناتمام بچہ اپنے رب سے جھگڑے گا جب اس کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ اس سے کہا

Marfat.com

جائے گا اے ناتمام بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا پھر وہ اپنے ماں باپ کو گھسیٹتا ہوا لائے گا اور ان کو جنت میں داخل کرے گا۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۱۶۰۸)

حافظ قرآن بھی سفارش کرے گا:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن مجید پڑھا اور حفظ کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اور اس کو اپنے گھر کے ایسے دس افراد کیلئے شفاعت کرنے والا بنا دے گا جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔

(سنن ابن ناجہ، ۶۱۶، سنن ترمذی، رقم الحدیث، ۲۹۰۵)

حجر اسود کی سفارش:

امام دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت اللہ تعالیٰ حجر اسود کو اس حال میں لائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا بولنے والی زبان ہوگی جس سے یہ اپنے سلام کرنے والے کے بارے میں گواہی دے گا۔ (سنن دارمی جلد ۲، ص ۲۰۴)

حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حجر اسود قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی زبان ہوگی جس سے یہ بول کر سلام کرنے والے کی توحید پر گواہی دے گا۔ (شعب الایمان، جلد ۳، ص ۴۵۱)

کافروں کی شفاعت نہیں ہوگی:

ما للظالمین من حمیم و لا شفیع یطاع (غافر، ۱۸)

ترجمہ: کفار کیلئے کوئی ایسا مددگار اور شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا جس کی بات مانی جائے۔

وما للظالمین من انصار (المائدہ، ۷۲)

ترجمہ: اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

Marfat.com

شفاعت کے پس منظر میں بے عملی:

کئی لوگ اس طرح کے خیالات رکھتے ہیں کہ ہماری سفارش ہو جائے گی اس لئے ہم گناہ کریں یا کوئی نیکی کریں یا نہ کریں ہماری بخشش ہو جائے گا۔ یاد رہے شفاعت کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے نمازوں کو ترک کرنا یا بے عملی کا شکار ہو جائے یہ نظریہ غلط ہے۔ بے شک شفاعت حق ہے لیکن عمل کا التزام بھی حق ہے۔

منکرین شفاعت کے گمراہانہ توہمات:

بعض لوگ اس طرح کے نظریات بھی رکھتے ہیں کہ کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے لہٰذا ہر شخص کو صرف اپنے عمل پر بھروسہ کرنا چاہیے، یہ لوگ بالکل انبیاء کرام اور نیک لوگوں کی شفاعت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کی شفاعت قرآن وسنت کی نصوص سے ثابت ہے۔

شفاعت کے منکرین شفاعت انبیاء واولیاء کے ساتھ ساتھ ان نیک ہستیوں کی شان میں گستاخانہ کلام بھی کر جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتے تمہاری سفارش کیسے کریں گے۔ اور کئی لوگ بتوں کی سفارش کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بد عقیدہ لوگوں کی بدعقیدگی سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام صحیح وسلامت رہتے ہیں:

عن شداد بن اوس قال قال رسول الله ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة ،فیه خلق اٰدم و فیه النفخة وفیه الصعقة فاکثروا علی من الصلوٰة فیه فان صلوٰتکم معروضة علی فقال رجل یا رسول الله ﷺ کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت یعنی بلیتقال ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

(سنن ابن ماجه ،ج ا ص ۷۶،قدیمی کتب خانه کراچی)

Marfat.com

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے اسی دن آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا اسی دن میں ان کی روح قبض کی گئی اس دن صور پھونکا جائے گا اسی دن لوگ بے ہوش ہوں گے، لہذا تم اس دن مجھ پر بہ کثرت درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جسم (اقدس تو قبر میں) بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔ پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔ جبکہ صاحب مشکوٰۃ کی روایت کے مطابق یہ ہے ''فنبی اللہ حی یرزق'' پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

انہیں مردہ نہ کہا جائے:

قرآن کے فیصلے کے مطابق جب شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام کو مردہ کہنا اس سے بھی زیادہ سخت منع ہے کیونکہ شہداء کو جن کے صدقے یہ مقام شہادت حاصل ہوا ہے۔ انہیں کیسے مردہ کہنا جائز ہو سکتا ہے۔

بعد از وصال قبر انور سے اذان کی آواز:

عن سعید بن عبدالعزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یوذن فی مسجد النبی ﷺ ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعیدبن مسیب من المسجد وکان لایعرف وقت الصلوٰۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی ﷺ (سنن دارمی ج ۱، ص ۴۴، نشر السنہ ملتان)

سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ ایام حرہ میں تین دن مسجد نبوی ﷺ میں نہ اذان دی گئی اور نہ اقامت کہی گئی، حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ ان دنوں مسجد سے نہیں نکلے انہیں نماز کے وقت کا علم اس پست آواز سے ہوتا تھا جس کو وہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے سنتے تھے۔

Marfat.com

بارگاہ نبوت ﷺ میں اعمال کا پیش ہونا:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ حیاتی خیرلکم تنزل علی الوحی عن السماء فاخبرکم بما یحل لکم وما یحرم علیکم وموتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم کل خمس فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ وما کان من ذنب استوھب اللہ ذنوبکم۔ (الوفاء باحوال المصطفی ص۸۱۰، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور میں تم کو حلال وحرام کی خبر دیتا ہوں۔ اور میری وفات میں بھی تمہارے لئے خیر ہے کیونکہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور جو تمہارے گناہ ہوتے ہیں ان کیلئے میں اللہ تعالی سے مغفرت کی التجاء کرتا ہوں۔

نبی (علیہ السلام) کا قبر میں نماز پڑھنا:

عن انس بن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر و ھو قائم یصلی فی قبرہ۔ (صحیح مسلم، ج۲، ص ۲۶۸، نور محمد اصح المطابع کراچی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں کثیب احمر کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، تو وہ کھڑے ہوکر اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

نبی ﷺ کی قبر سے سلام کا جواب:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔

(سنن ابو داءود، ج۱، ص۲۷۹، مجتبائی لاہور پاکستان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی مجھ

Marfat.com

سلام بھیجتا ہے تو وہ اس حال میں سلام بھیجتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح میری طرف لوٹائی ہوئی ہوتی ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

دنیاوی کھانے، پینے سے بے نیاز، زندگی:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما ان النبی ﷺ نھی عن الوصال قالوا انک تواصل قال انی لست کھیئتکم انی اطعم واسقی۔ (صحیح مسلم، ج ا، ص ۳۵۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وصال (بغیر افطار کے روزے پر روزہ رکھنا) سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں، مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

دنیا میں ہر انسان بلکہ ہر ذی روح کی زندگی کھانے پینے کی محتاج ہے لیکن حیات مصطفےٰ ﷺ کا کیا اونچا مقام ہے کہ دنیا کی تمام غذائیں آپ کی محتاج ہیں جبکہ آپ ان کے محتاج نہیں۔ دیکھیے ہماری زندگی اشیاء خوردونوش کی محتاج اور ان کی زندگی کی محتاج خود اشیاء خوردونوش ہیں۔

ہوا سے بے نیاز، زندگی:

ہر انسان کی زندگی کے لوازمات میں سے اگر آپ دیکھیں تو آپ کہیں گے کہ دنیا کا کوئی انسان بلکہ کوئی ذی روح چیز ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی جبکہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی ہوا کی بھی محتاج نہیں ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق زمین سے آسمان کی طرف صرف دو سو میل کے فاصلے تک ہوا ہے اس کے بعد ہوا نہیں ہے۔ جب آپ ﷺ نے شب معراج کو سیر فرمائی تو آپ نے وہ تمام مقامات دیکھے جہاں کسی قسم کی آکسیجن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی مبارک زندگی ہوا سے بھی بے نیاز ہے۔

دل سے بے پرواہ زندگی:

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

فاقبل الی یمشیان حتی اخذ کل واحد منھما بعضدی

Marfat.com

لاجد لاخذهما مسا فقال احدهما لصاحبه اضجعه فاضجعانی بلا قصر ولا هصر ،فقال احدهما لصاحبه افلق صدره فهوی احدهما الی صدری ففلقها فیما اری بلادم ولا وجع ۔

(مجع الزوائد ،ج۸،ص ۲۲۳،بیروت)

آپ ﷺ نے فرمایا: دو شخص میرے پاس آئے،ان میں سے ہر ایک نے مجھے بازو سے پکڑ لیا۔ مجھے ان کے پکڑنے سے کوئی درد نہیں ہوا۔ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ان کو لٹاؤ،انہوں نے مجھے جھکائے بغیر لٹا دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا سینہ چاک کرو، پھر ان میں سے ایک نے میرا سینہ چاک کیا۔ میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ میرا خون نکلا اور نہ ہی مجھے کوئی درد ہوا۔

اس روایت اور اسی مضمون کی متعدد روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا قلب مبارک سینہ چاک کر کے نکالا ،اور اس کے باوجود آپ ﷺ کی حیات باقی رہی کیونکہ وہ ان تمام چیزوں کی محتاج نہیں۔

زمان ومکاں سے بے پرواہ زندگی:

ہر چیز اپنے وجود میں اور ہر ذی روح چیز اپنی حیات میں زمان ومکاں، ہوا، کھانے پینے کی محتاج ہوتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ شب معراج وہاں پر تشریف لے گئے جہاں نہ کوئی زماں تھا اور نہ ہی مکاں تھا یعنی آپ ﷺ جب لامکاں پر جلوہ فرما ہوئے تو تب بھی آپ ﷺ تو باحیات تھے حالانکہ وہاں بشری حیات کے بنیادی لوازمات بالکل ناپید تھے۔ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ بشری زندگی جن تمام بنیادی لوازمات کی محتاج ہوتی ہے۔آپ ﷺ ان کے محتاج نہیں ہیں۔

آپ ﷺ کا کائنات کو ملاحظہ فرمانا:

عن عمر قال قال رسول الله ﷺ ان الله عزوجل قد رفع لی الدنيا فانا انظر اليها والی ماهو كائن فيها الی يوم القيٰمة كانما انظر الی كفی هذه جليان جلاه الله لنبيه ﷺ كما جلاه لنبيين من قبله۔رواه الطبرانی ۔(مجع الزوائد ،ج۸،ص۲۸۷،بیروت)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمام دنیا کو میرے لئے مرتفع کر دیا ہے میں دنیا کی طرف اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کیلئے اس کو اس طرح منکشف کر دیا ہے جس طرح آپ سے پہلے نبیوں کیلئے منکشف کر دیا تھا۔

بعد از وصال زیارت کی حالت:

عن ابی ھریرة قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولا یمثل الشیطان بی۔

(صحیح بخاری، ج ۲۔ص ۱۰۳۵۔نور محمد اصح المطابع کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

اسی طرح قرآن وسنت کے کثیر دلائل کے بعد یہ عقیدہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کیلئے جس طرح قبل از ظاہری وصال موجب خیر و برکت تھے۔اب بھی اپنے حال وشان کے مطابق اپنی امت کیلئے خیر و برکت کے موجب ہیں۔اور جہاں تک آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا موضوع ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ اصل الموجودات ہیں اور کائنات کی ہر مخلوق کا وجود اور زندگی فیض محمدی ﷺ کی وجہ سے قائم ہے۔

ختم نبوت ﷺ

قرآن وحدیث، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آج تک پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے یا جس نے بھی آپ ﷺ کی نبوت کے بعد اپنی نبوت کا دعویٰ کیا تو ایسا دعویٰ کرنے والا اور ایسے دعویٰ کو ماننے والے کافر ہوں گے۔حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی نبی کریم ﷺ کی

Marfat.com

شریعت کی اتباع کریں اور دوسروں سے کرائیں گے۔اور یاد رہے، وہ نبی کریم ﷺ سے ظاہری زمانہ کے اعتبار سے پہلے کے نبی ہیں۔لہذا آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔اگر کسی بد بخت نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو وہ کافر، دجال بے ایمان، دنیا کا بدترین کافر ہوگا۔

قرآن سے ختم نبوت کا ثبوت:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، وکان اللہ بکل شئی علیما۔ (الاحزاب، ۴۰)

ترجمہ: (حضرت) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا بیان کیا گیا ہے۔لہذا قرآن کے اس حتمی وقطعی فیصلے کے خلاف جو نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو مانے وہ کافر ہے۔

آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر احادیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین وجمیل ایک گھر بنایا، مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی، آپ نے فرمایا: میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۳۵۳۵، صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۲۲۸۶)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث ۴۲۵۲، صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۲۸۸۹)

Marfat.com

خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرام کے اتفاق سے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا ثبوت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جمادی الثانی کے مہینے میں مسلیمہ کذاب کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: جو پانچ باتوں میں سے ایک بھی چھوڑ دے اس سے اسی طرح جنگ کرنا جیسے اس شخص سے جنگ کی جاتی ہے جو پانچوں کو چھوڑ دے۔

اس سال کے اخیر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر کو لیکر مسلیمہ کذاب سے جنگ کیلئے یمامہ پہنچے اور نہایت خونریز جنگ ہوئی اور کئی دن تک محاصرہ رہا، آخر مسلیمہ کذاب ملعون قتل ہوا۔ اسے حضرت وحشی نے قتل کیا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔ اس جنگ میں بہت بڑی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے تھے۔

(تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ، شبیر برادرز لاہور)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلیمہ کذاب جیسے جھوٹے مدعی نبوت کا خاتمہ تمام صحابہ کرام اور تابعین کے اجماع و اتفاق سے کیا گیا لہٰذا قیامت تک کیلئے یہ اعتقاد و عمل مسلمانوں کا رہے گا کہ جس کسی بدبخت نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اسے صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا جائے گا۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت:

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ اس تحریک کے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے علاقوں میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں جلسہ عام سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔

سید محمد حفیظ قیصر لکھتے ہیں

پیپلز پارٹی کے جے رحیم اور شیخ رشید نے بہت ہنگامہ کیا مگر وزیر اعظم بھٹو، مولانا شاہ احمد نورانی سے مکالمے کے دوران اپنے منشور کے اس جملے کی بناء پر شکست کھا چکے تھے کہ ''اسلام ہمارا دین ہے'' اب بھٹو کا موقف یہ تھا کہ اسلام کی بات ہے پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔ آخر مولانا شاہ احمد نورانی کا سچا عشق رسول ﷺ جیت گیا اور مرزا ناصر قومی اسمبلی میں 180 سوالات

Marfat.com

میں لاجواب ہو کر شکست سے دوچار ہوا۔

7 ستمبر 1974ء کو وہ گھڑی آن پہنچی جس کا انتظار 1901ء سے امت مسلمہ کو تھا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس طرح مسلیمہ کذاب کو اس کے انجام سے دوچار کیا تھا، آج انہیں کی اولاد مولانا شاہ احمد نورانی جو کہ امام اہل سنت ہیں کی قرارداد کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر قادیانی گروہ کو اسلام سے خارج قرار دیا۔ اور یوں امت مسلمہ کا خواب ۷۳ سال کے بعد حقیت میں ڈھل گیا۔ (ایک عالم، ایک سیاستدان، ص ۳۷، نورانی پرنٹنگ انڈسٹری کراچی)

انبیاء کرام علیہم السلام کا فیض اور حرمین شریفین:

حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور وہاں کے رہنے والوں کیلئے دعا کی اور میں نے مدینہ کو حرم بنایا جیسے حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا۔ (الحدیث) (صحیح بخاری رقم الحدیث، ۲۱۲۹، صحیح مسلم، ۱۳۶۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آج تک اور قیامت تک حرمین شریفین کی جتنی برکات ہیں یہ سب اللہ کے نبیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کا صدقہ وفیض ہیں۔ آج کل کے بدعقیدہ لوگوں کا عجب بے وقوفانہ انداز تبلیغ ہے کہ پوری دنیا میں حرمین شریفین کی برکتوں کا اعلان کرتے نظر آتے ہیں جبکہ جنہوں نے حرمین شریفین کو حرمین بنایا اور جن کی وجہ سے آج حرمین شریفین کو یہ مقام ملا، اگر ہم کہیں کہ وہ فیض و برکتیں عطا کرنے والے ہیں وہ مشکلات کو آسان کرنے والے ہیں، تو یہ مخبوط الحواس لوگ فوری طور پر شرک کا فتویٰ گاڑ دیتے ہیں۔ ظالموں کیا تم نے یہی اسلام سیکھا ہے کہ اللہ کے نبیوں علیہم السلام سے دشمنی کرتے ہو، اور ان کی محبت وعقیدت کو شرک وبدعت بتاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کے بدعقیدہ لوگوں سے ہمیں پناہ دے اور اپنی رحمت کے صدقے ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سچی محبت نصیب عطا فرمائے۔

ذات مصطفےٰ ﷺ کو موضوع بحث نہ بنایا جائے:

نبی کریم ﷺ کی ذات تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئی، نہایت تعجب ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی رحمت سے دنیا کے فیوض ونعمتیں کھا رہے ہیں آج وہی ذات مصطفیٰ ﷺ کو

Marfat.com

موضوع بحث بناتے تھکتے نہیں۔ ظالموں جس نبی ﷺ کا صدقہ تم ہمہ وقت نعمتیں کھا رہے ہو، اسی کی عطا کا انکار کر رہے ہو۔ اسی شان کو کم کرنے کیلئے دلائل تلاش کرتے رہتے ہو، اسی ذات کی شان میں گستاخانہ لہجہ استعمال کرتے ہو، ظالموں تم نے کلمہ پڑھانے کا بھی حیاء نہ کیا۔ لہٰذا منکرین کو شان رسالت ﷺ کو کم کرنے والے گمراہ کن دلائل سے توبہ کرنی چاہیے اور کم علمی کے ہوتے ہوئے ذات مصطفیٰ ﷺ کو موضوع بحث نہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ کی عطا سے انکار کیوں؟

انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمتیں اور اولیاء کرام کے مقام قرب کر سمجھنے کے بعد ایک سمجھ دار انسان حیران رہے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک و مقرب بندوں کو یہ اس قدر شان وعظمت سے نوازا ہے تو پھر بدعقیدہ لوگوں کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی عطا کا انکار کرتے ہیں۔

معراج النبی ﷺ:

معراج حق ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں معراج کرائی گئی، اور بحالت بیداری نبی کریم صلی اللہ کو بنفس نفیس آسمان پر لے جایا گیا، اور پھر وہاں سے جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنی شایان شان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال فرمایا، اور جو کچھ چاہا اس کا حکم) وحی (فرمایا۔ وصلی اللہ علیہ فی الاخر والاولی) آپ پر درود ہو، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق عقیدہ

تمام صحابہ واہل بیت حق پر تھے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو، پس اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کرے تو وہ ان (صحابہ) کے ایک مُد کیے ہوئے خرچ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کے نصف کے برابر ہو

Marfat.com

سکتا ہے (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی عزت کرو، پس بے شک وہ تم سب میں سے بہتر ہیں اور ان کے بعد وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔ اور پھر جو ان سے ملے ہوئے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا۔

(جامع ترمذی۔ مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اہل بیت کی فضیلت:

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت "**ندع ابناءنا و ابناءکم**" (ال عمران، ۶۱) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ حسن، اور حسین (رضی اللہ عنہم) کو بلایا اور کہا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۶۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یوم عرفہ کو قصواء اونٹنی پر سوار تھے اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہارے پاس جو کچھ چھوڑا ہے اگر تم اسے تھام لو، تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔ (۱) کتاب اللہ (۲) میرے اہل بیت۔

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۶۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

صحابہ کرام و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں کوئی وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں مہاجرین سے اولین سابقین کے متعلق وصیت کرتا ہوں اور ان کی اولاد کے متعلق اور ان کے بعد کے لوگوں کے متعلق، اگر تم نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی، تو تمہارا کوئی فرض اور نفل قبول نہیں

Marfat.com

کیا جائے گا۔ (معجم اوسط، رقم الحدیث، ۸۷۸)

حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے فضیلت دی اور میرے اصحاب کو فضیلت دی اور ان میں سے میرے وزراء، انصار اور سسرالی رشتہ دار بنا دیئے۔ لہٰذا جس نے ان کو برا کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں ہوگا۔ (معجم کبیر، ج ۱۷، ص ۱۴۰، معجم اوسط، ۱۵۹)

اہل بیت و صحابہ کرام کو بُرا کہنا کفر ہے:

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ! اللہ! میرے صحابہ، (رضی اللہ عنہم) اللہ! اللہ! میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) تم میرے بعد انہیں ہدف نہ بنانا۔ پس جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے انہیں تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی، اس نے اللہ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی۔ اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی، پس عنقریب وہ ان کو پکڑے گا۔ یعنی اس کا عذاب اپنی پکڑ میں لے گا۔

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والوں کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں، تو تم انہیں کہو کہ تمہارے اس شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ (جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۷۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

اہل بیت کی محبت میں جاہلانہ روایات:

کچھ لوگ نادانی اور جہالت کی وجہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عداوت و بغض رکھتے ہیں حالانکہ ان نادانوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ اہل بیت کی جس قدر محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دلوں میں تھی۔ یہ جاہل و نادان قیامت تک بھی ان کی مثل محبت پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان لوگوں کو محض شیطان نے دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔ انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے جو لوگ صحابہ کے گستاخ ہیں وہ اہل بیت کے بھی گستاخ ہیں کیونکہ اہل بیت ان لوگوں کو کبھی بھی قبول نہیں کریں گے، جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں۔

لہٰذا جو شخص نبی کریم ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بغض رکھے وہ مسلمان نہیں اور ایسے ہی جو شخص نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے بغض رکھے وہ بھی مسلمان نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے والدین مؤمن وموحد ہیں:

اس عقیدے کے تحت مسلمانوں کو یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین مؤمن وموحد ہیں، قرآن وسنت سے کثیر دلائل ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والدین کریمین کا ادب واحترام ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے متعلق اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اور حضرت حواء سے لیکر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک آپ کے سلسلہ میں جس قدر آباء وامہات ہیں وہ سب مؤمن ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الذی یرک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین۔ (شعراء، ۱۲۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اب حالت قیام میں بھی آپ کو ملاحظہ فرماتا ہے اور اس وقت بھی ملاحظہ فرما رہا تھا جب آپ کا نور سجدہ کرنے والوں میں پشت ہا پشت منتقل ہو رہا تھا۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام رازی نے اس آیت سے رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کے آباء واجداد کے اسلام پر استدلال کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نور ساجدین سے ساجدین کی طرف منتقل ہوتا رہا۔لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ نسب میں تمام آباء وامہات مؤمن ہیں۔(التعظیم والمنہ،ص ۵۰،بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ہر زمانہ کے بہترین لوگوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ جس زمانہ میں، میں اب ہوں اس زمانے کے بھی بہترین لوگوں میں مجھے بھیجا گیا۔(صحیح بخاری،ج ا،ص ۵۰۳،نور محمد اصح المطابع کراچی)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اولاد حضرت اسماعیل کو چن لیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد سے بنو کنانہ کو چن لیا اور بنو کنانہ سے قریش کو چن لیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چن لیا اور بنو ہاشم سے مجھے چن لیا۔(سنن ترمذی،۳۶۰۵،مسند احمد،ج ۲،ص ۱۰۷،بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے قریش اللہ عزوجل کے سامنے نور تھے،یہ نور تسبیح کرتا تھا،اور فرشتے اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے،جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ نور ان کی پشت میں رکھ دیا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے اس نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت رکھا،پھر اس کو زمین کی طرف اتارا۔پھر کشتی میں یہ نور حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں رکھ دیا گیا۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں یہ نور آگ میں ڈالا گیا،اور اللہ نے مجھے ہمیشہ مکرم پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا حتیٰ کہ مجھے میرے ان والدین سے پیدا کیا جو کبھی بھی بدکاری پر جمع نہیں ہوئے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا کیا گیا ہوں اور بدکاری سے پیدا نہیں کیا گیا۔حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حتیٰ کہ میں اپنی والدہ سے پیدا ہوا۔اور مجھے زمانہ جاہلیت کی بدکاری سے کسی چیز نے نہیں چھوا۔(المطالب العالیہ،ج ۴،ص ۱۷۷۔رقم الحدیث،۴۲۵۷،مطبوعہ مکہ مکرمہ)

Marfat.com

علامہ سید محمد امین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مسند احمد، سنن بیہقی، اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کیسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن اپنے رشتہ داروں کو نفع نہیں پہنچا سکتے یا درکھو! میں ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں نفع پہنچاؤں گا۔

(رسائل ابن عابدین، ج ا،ص ۵، سہیل اکیڈمی لاہور)

حافظ قرآن کے والدین کیلئے شرف تاج:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے زیادہ نصیب ہوگی اگر وہ تاج تمہارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے بارے میں جو خود عامل ہو۔ (سنن ابوداؤد، مسند احمد، حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ خوش بخت انسان جس نے قرآن کو حفظ کیا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کیلئے یہ شرف ہے کہ قیامت کے دن ان کے سروں پر نوری تاج سجایا جائے گا، تو امام الانبیاء، والمرسلین ﷺ کے والدین کریمین کیلئے کس قدر شان والا تاج ہوگا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے سینے پر تو پورا قرآن نازل ہوا ہے۔ اور آپ ﷺ صاحب قرآن ہیں۔

کائنات میں منفرد شان کے والدین:

قیامت کے دن کسی کے والدین اپنی نیک اولاد کے سبب قابل رشک ہوں گے، کئی والدین کو علماء کا والدین ہونا، کئی والدین کو شہداء کا والدین ہونا، کئی والدین کو صدیقین کا والدین ہونا، کئی والدین کو انبیاء کرام کا والدین ہونے کا شرف حاصل ہوگا، لیکن قسم بخدا! وہ والدین سب سے زیادہ قابل رشک ہیں جنہیں قیامت کے دن امام الانبیاء والمرسلین کے والدین ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

چودہ سو برس بعد حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا جسد مبارک قبر سے صحیح وسلامت برآمد ہوا۔ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجسام بھی اصل حالت میں تھے۔

Marfat.com

کراچی ۲۰ جنوری یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ طیبہ میں جب مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کیلئے کی جانے والی کھدائی کے دوران نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک جس کو دفن کیے ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ بالکل صحیح وسالم قبر سے نکالا گیا۔ اس کے علاوہ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجسام مبارک بھی صحیح وسالم تھے جنہیں بعد میں جنت البقیع میں بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کا کہنا ہے اجسام مبارکہ نہایت تر و تازہ اور اصلی حالت میں تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، جلد ۳۸، ۲۱ جنوری، ۱۹۷۸ء)

عقیدہ خلافت راشدہ

خلافت راشدہ کے حق ہونے پر دلیل:

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ **وعد اللہ الذین اٰمنو امنکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی۔** (نور ،۵۵)

ترجمہ: تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ تعالی نے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور بہ ضرور خلافت عطا فرمائے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی تھی۔ اور ان کے جس دین کو اللہ نے ان کیلئے پسند کرلیا ہے اس کو مضبوط کردے گا اور ان کے خوف کے بعد ان کی حالت کو ضرور امن میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

یہ آیت خلفاء اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے ایمان والوں اور نیکو کاروں سے اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا

Marfat.com

کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور یہ کہ ان کے دین کو مضبوط کر دے گا۔ اور ان کے حال کو خوف کے بعد امن میں بدل دے گا۔ اور یہ بات بطور بداہت معلوم ہے کہ ان لوگوں سے یہ وعدہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد پورا ہوگا۔ (کیونکہ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی اور کو کیسے خلیفہ بنایا جا سکتا تھا) کیونکہ کسی اور کو خلیفہ بنانا رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ اور یہ بات قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

خلفاء راشدین کی ترتیب خلافت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جب ہم صحابہ کرام کے درمیان کسی کو ترجیح دیتے تو سب پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیا کرتے، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔ (بخاری، الصحیح، 1337 : 3، کتاب المناقب، رقم 3494 !3455 : ابن جوزی، صفة الصفوہ، 306 : 1 مبارکپوری، تحفة الاحوذی، 138 : 10 محب طبری، الریاض النضرة، 297 : 1)

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر میں نے کہا: ان کے بعد؟ انہوں نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ تو میں نے اس خوف سے کہ اب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے خود ہی کہہ دیا کہ پھر آپ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام مسلمان ہوں۔ (بخاری، الصحیح، 1342 : 3، کتاب المناقب، رقم 3468 : ابوداود السنن : 4 206 کتاب السنة، رقم 4629)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اسلام میں اخوت اور محبت ہے۔

Marfat.com

(بخاری، مسلم، مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کیلئے جائز نہیں کہ جب ان میں ابوبکر ہوں تو ان کے سوا کوئی اور امامت کرائے۔

(جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔ (جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۵۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

شیخین کی خلافت کے منکر کا حکم:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر کافر ہے۔ یہی صحیح تر ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ۔ ج ۶، ص ۳۱۸، نورانی کتب خانہ پشاور)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی دونوں رانیں یا دونوں پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ حالانکہ آپ اسی حالت میں لیٹے رہے۔ پھر آپ باتیں کرتے رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے ان کو اجازت دے دی، حالانکہ آپ اسی طرح لیٹے رہے۔ اور باتیں کرتے رہے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باتیں کرتے رہے۔ جب وہ سب چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، حضرت ابوبکر آئے تو آپ نے ان کا کچھ خیال نہ کیا، اور نہ ان کی کوئی پرواہ کی، حضرت عمر آئے تو آپ نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہ کی اور جب حضرت عثمان آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ نے فرمایا: میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ کیلئے ہارون تھے سنو! بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح حضرت امام حسن و حسین اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کتب احادیث وسیر میں موجود ہیں۔ لیکن ہم نے اجمالی طور پر بیان کر دیا ہے کہ تمام صحابہ، اصحاب عدل ہیں۔

تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن پاک دامن تھیں:

قرآن وسنت کے دلائل سے اور تمام امت مسلمہ کے علماء وفقہاء کے اجماع سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج جو مسلمانوں کی مائیں ہیں وہ سب پاک دامن تھیں ان میں کسی کی طرف بھی کسی قسم کی بدکاری کی نسبت کرنا، خاص طور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بدکاری کی نسبت کرنا کفر ہے۔ کیونکہ ان کی برأت قرآن کی دس آیات سے ثابت ہے۔

علامہ ابوالبرکات نسفی لکھتے ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے منافقین کے جھوٹ کا یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کے جسم پر مکھی بیٹھے۔ کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھ کر نجاست سے آلودہ ہوتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے اتنی سی معمولی نجاست کے مس سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو وہ آپ کو کسی فاحشہ عورت کے ساتھ متلوث ہونے سے کیسے محفوظ نہیں رکھے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سائے کو زمین پر پڑنے سے محفوظ رکھا ہے تاکہ کسی انسان کا اس سائے پر قدم نہ پڑے۔ تو جب کسی شخص کا آپ کے سائے پر قدم رکھنا ممکن نہیں ہے تو کسی شخص کا آپ کی زوجہ کی عزت کو پامال کرنا کس طرح ممکن ہوگا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو بھیج کر آپ کو یہ خبر دی کہ آپ کے نعلین میں گھناؤنی چیز ہے اور آپ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنے پاؤں سے جوتی اتار دیں تاکہ آپ کے پاؤں کو وہ گھن والی چیز نہ لگے۔ تو اگر بالفرض آپ کی زوجہ اس فاحشہ میں

Marfat.com

متلوث ہوگئی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے ضرور الگ ہونے کا حکم دیتا۔ الخ،

(مدارک التنزیل، ج ۳، ص ۳۴۳ بیروت)

عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

جن دس صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ، ہم بھی ان کے حق میں جنت کی گواہی دیتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں جنت کی گواہی دی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات برحق ہے۔ یہ حضرات حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت سعید رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا کافر و منافق ہے:

سورۃ النور میں حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی عصمت اور آپ کی پاکدامنی پر دس آیات نازل ہوئی ہیں جبکہ بعض روایات کے مطابق مسلسل اٹھارہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ آپ پر تہمت لگانے والے منافقین کیلئے اس میں سخت وعید ہے۔ کیونکہ نصوص سے آپ کی براءت ثابت ہے اس لئے آپ کی پاکدامنی کا انکار کرنے والا کافر، واجب القتل ہے۔ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی وہ واجب القتل ہے۔

کئی لوگ آج بھی منافقت کے لباس میں امہات المومنین رضی اللہ عنھن کے بارے میں گستاخانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ یاد رہے ایسے لوگوں کے کلمہ پڑھنے یا نمازیں پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے نہ ان کا اہل بیت سے محبت کرنے کا اعتبار ہے، کیونکہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے بارے میں غلط عقیدہ رکھتا ہے وہ اہل بیت کا بھی دشمن ہے کیونکہ آپ ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج بھی شامل ہیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں میں بہت کامل گزرے ہیں اور عورتوں میں صرف مریم بن عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کامل ہیں اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

(صحیح بخاری، ۳۷۶۹، صحیح مسلم، ۲۴۴۷، جامع ترمذی، ۱۸۳۴، سنن نسائی، ۶۸۱۷)

اس سے بڑھ کر منافقت اور کیا ہوگی کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھے اور پھر آپ ﷺ کی حدیث کو نہ مانے؟ جب قرآن اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت موجود ہے تو کون ظالم ہے جو اس کا انکار کرے۔ اگر کسی نے آپ رضی اللہ عنہا کی برأت کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کاتب وحی صحابی ہیں۔ اور آپ کی خلافت کی مسلمانوں نے بیعت کی۔ اور آپ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے محبت رکھنے والے تھے۔ تاریخ اسلام میں یہ واضح موجود ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما نے آپ سے صلح فرمائی۔ جو مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان ہوئی۔ جس کی پیش گوئی خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی۔

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی صحیح میں یہ حدیث لکھتے ہیں۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ منبر پر جلوہ فرما تھے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں موجود تھے آپ ﷺ ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک مرتبہ ان کی طرف دیکھتے اور فرمایا: یہ میرا بیٹا (حسن) سردار ہے۔ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا

(صحیح بخاری، ج۱، ص۵۳۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت کی بیعت پر جو صلح ہوئی وہ اس حدیث کی پیش گوئی کے مطابق بالکل درست

Marfat.com

تھی اوراس میں دونوں فریق حق پر تھے۔

لوح وقلم اورنوشتہ تقدیر:

ہم لوح وقلم اور جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالی نے جس چیز کے ہونے کولکھ دیا، تو ساری مخلوق جمع ہو کر بھی اس کو نہ ہونے والی نہیں کرسکتی۔ اسی طرح ساری مخلوق جمع ہو کر جس چیز کے ہونے کو نہیں لکھا، اس کے ہونے والی بنادینا چاہیں تو یہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ کر قلم تقدیر خشک ہو چکا۔) یعنی یہ کام تمام ہو چکا۔

بندے نے جو کچھ خطا کی وہ اس میں درستگی کو پانے والا بھی نہ تھا، اور جہاں اس نے درستگی دکھائی وہ وہاں خطا کرنے والا بھی نہ تھا۔

بندے کو یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالی کو اس کی مخلوقات میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کا علم ہے۔ یہ اللہ تعالی کی تقدیر مبرم پختہ ہے اور آسمان وزمین میں نہ کوئی اس کا مخالف ہے نہ باز پرس کرنے والا، نہ کوئی اس کو ختم کرسکتا ہے نہ بدل سکتا ہے، نہ کوئی کم کرسکتا ہے نہ زیادہ۔ عقیدہ ایمان ،اصول معرفت، اوراعتراف توحید اور اقرار ربوبیت کے لیے یہ سب ضروری ہے، اس لیے کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

" اللہ تعالی نے تمام چیزوں کو پیدا فرمایا ہے، اور ہر ایک کی تقدیر متعین کردی ہے۔ "نیز اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا ہے:

"اوراللہ تعالی کا حکم مقدر کردہ تقدیر کی طرح ہے۔"

پس جو کوئی تقدیر کے باب میں اللہ تعالی کا مقابل ہوا اور اپنی ناقص فہم بیمار دل سے اس میں غور وفکر کرے اس کے لیے بربادی ہے۔ ایسا شخص اپنے خیالات سے تلاشِ غیب میں مخفی راز دریافت کرنا چاہتا ہے، اوراپنی تمام باتوں میں گنہ گار کذاب ثابت ہوگا۔ (عقیدہ طحاویہ)

Marfat.com

کلام الٰہی پر عقیدہ

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے تاہم قرآن کے سوا تمام سابقہ شرائع منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب صرف قرآن و نبی کریم ﷺ کی سنت و شریعت کے احکام لازم ہیں۔

مکمل قرآن مجید پر ایمان لانا:

قرآن کے تمام احکام و آیات پر ایمان لانا ضروری ہے، منافقین کی طرح بعض احکام کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا کفر ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ایسے عناصر بکثرت پائے جاتے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت و شان کو بیان کرنے والی آیات کو لوگوں سے چھپاتے ہیں، کیونکہ اس سے ان کے باطل عقیدوں کا پردہ چاک ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو یہ باور کراتے پھرتے ہیں کہ ذکر رسول ﷺ محافل میلاد، بزرگان دین کے عرس و اعراس کا قرآن و سنت میں کوئی ذکر موجود ہی نہیں، اس طرح گمراہانہ راستے پر چلانے پر یہ گروہ گامزن رہتا ہے۔

یہ لوگ شان رسالت ﷺ کو بیان کرنے والی قرآن کی آیات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق و صداقت کی توفیق عطا فرمائے، اور بدعقیدگی کے عناصر سے محفوظ فرمائے، آمین،

اللہ کے کلام کی وسعت کا بیان:

۳۔ اگر زمین کے تمام درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی بن جائے، اس کے پیچھے سات سمندر اور ہوں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ (لقمان۔۳۱،۲۷)

کلام چونکہ متکلم کے علم کا آئینہ ہوتا ہے لہذا جس ہستی کے علوم غیر متناہی اور حد و حساب سے باہر ہیں اس کے کلام کے فوائد اور اسرار و رموز بھی حد و شمار سے باہر ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے مبارک سے لیکر آج تک ان گنت مفسرین نے تفسیریں لکھی ہیں ان میں سے

Marfat.com

کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکا کہ میں نے اس سمندر میں غواصی کر کے تمام موتی و جواہر نکال کر پیش کر دیئے ہیں بلکہ اگر دنیا بھر کی تفسیریں یکجا کر دی جائیں پھر بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ ہم نے اس مبارک کتاب کے تمام اسرار اور رموز کا احاطہ کر لیا ہے حدیث شریف میں ہے لا ینقضی عجائبہ'' اس کے ورطہ حیرت میں ڈال دینے والے عجائب ختم نہیں ہو سکتے (مشکوۃ ص۱۸۶)

قرآن مجید بے مثل ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ا۔اے حبیب! فرما دیجئے کہ اگر انسان اور جن اس قرآن کی مثل لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہ لا سکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔(بنی اسرائیل۔۱۷۔۸۸)

۲۔کیا وہ کہتے ہیں؟ کہ انہوں نے قرآن خود گھڑ لیا ہے آپ فرما دیجئے کہ تم اس کی مثل دس خود ساختہ سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔(ہود۔۱۱۔۱۳)

ان آیات کریمہ میں غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کے منکرین کو کس انداز میں چیلنج دیا ہے پہلی آیت میں فرمایا کہ تمام جن اور انسان جمع ہو کر قرآن پاک کی مثال لانا چاہیں تو نہیں لا سکیں گے۔دوسری آیت میں فرمایا اس کی دس سورتوں کی مثل لاؤ۔ تیسری آیت میں فرمایا ایک آیت کی مثل لاؤ۔چوتھی آیت میں فرمایا اس کی ایک آیت کی مثال لاؤ! اتنے بڑے چیلنج کو چودہ صدیاں گزر گئی ہیں اس کے باوجود مخالفین اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے۔ حالانکہ ان کے پاس دولت ہے وسائل ہیں عربی زبان کے بڑے بڑے ماہرین موجود ہیں اور تعداد میں بھی زیادہ ہیں کسی بھی دور میں انہوں نے چیلنج کیا ہوتا تو آسمان سر پر اٹھا لیتے اور اہل ایمان کے ناک میں دم کر دیتے، ان تمام دلائل کے باوجود ان کی بے بسی اور عاجزی قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی حقانیت کی قطعی دلیل ہے۔

قرآن مجید نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا ہے:

۳۔اگر تم شک میں ہو اس کلام کے بارے میں جو ہم نے اپنے عبد مکرم (نبی کریم ﷺ) پر اتارا تو لے آؤ اس جیسی کوئی سورت اور اللہ کے سوا اپنے حامیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔پھر اگر تم نہ

Marfat.com

کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں وہ آگ کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ (البقرہ۔۲۴-۲۳)

قرآن پاک کو ہر غلطی وخطا سے پاک ماننا:

ذلک الکتاب لاریب فیہ (البقرہ،۲) ترجمہ: یہ وہ بلند مرتبہ کتاب ہے جس میں شک کی گنجائش تک نہیں۔

قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے:

ا۔ اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارا۔ جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (النحل۔۱۶-۸۹)

۲۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز (بیان کرنا) نہیں چھوڑی۔ (الانعام۔۶-۳۸)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب فتنے پیدا ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، ان سے کون نکالے گا؟ فرمایا: قرآن، اس میں تم سے پہلے اور بعد کی خبریں ہیں اور تمہارے بارے میں حکم ہے (ترمذی شریف) یعنی اس کا ماضی، حال اور مستقبل تینوں سے تعلق ہے۔)

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے چار سو کتابیں نازل کیں ان سب کے علوم چار کتابوں میں رکھے۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید۔ باقی تین کتابوں کے علوم قرآن مجید میں رکھے۔ (یعنی قرآن کریم تمام کتب سماویہ کا جامع ہے)

قرآن وحدیث میں اپنی طرف سے ذاتی تاویل کرنا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف جھوٹ منسوب نہ کرو کیونکہ جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے گا وہ جہنم میں داخل ہو گا۔ (صحیح مسلم، ا،ص، ۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قرآن مجید کے احکام دائمی وابدی ہیں:

قرآن مجید کے احکام نازل ہو جانے کے بعد کسی قسم کی نئی شریعت کی اتباع جائز نہیں اور نہ ہی قیامت تک کوئی اور شریعت قابل اعتبار یا قابل عمل سمجھی جائے گی۔

Marfat.com

فرشتوں پر عقیدہ

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں یہ ہر طرح کے گناہوں سے پاک اور ہر وقت عبادت میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی غالب حکمت کے ساتھ انہیں مختلف کاموں پر مامور فرمایا ہے جس طرح قبض روح، کتابت نامہ اعمال، بچے کی پیدائش سے لیکر موت تک اس کی تقدیر، اس کی عمر، رزق، موت وغیرہ سب کچھ یہ لکھ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ترجمہ: وہ فرشتے تکبر نہیں کرتے وہ اپنے اوپر اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرتے ہیں اور جس کام کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ (النحل، ۵۰، ۴۹)

فرشتوں کا آدم علیہ السلام کی تعظیم کیلئے انہیں سجدہ کرنا:

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔ (البقرہ، ۳۴)

ابلیس نے سجدے سے انکار کیوں کیا:

اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے سجدہ کرنے سے منع کیا ہے تو اس نے کہا، "**خلقتنی من نار و خلقته من الطین**" (اعراف، ۱۲) کہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اور اصول یہ بیان کیا کہ "**انا خیر منه**" میں ان سے بہتر ہوں کیونکہ آگ مٹی سے افضل ہے۔

اس طرح کی گمراہ کن دلیل گھڑتے ہوئے شیطان نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے افضل سمجھا، اس ظالم نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے اللہ کا نبی ہے۔ کائنات میں سب سے پہلے خلافت ونبوت کا منکر شیطان ہے اور آج بھی دنیا میں شیطان کے پیروکار خلافت ونبوت کے منکر ہیں۔

کفر کی ابتداء:

اس طرح آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرتے ہوئے کائنات میں سب سے پہلے کفر کی ایجاد شیطان نے کی ہے۔ اور آج بھی شیطان کی پیروی کرتے ہوئے بہت سے لوگ تعظیم نبی ﷺ

Marfat.com

کے منکر ہیں۔

تعظیمِ نبی کا پہلا منکر:

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کائنات میں تعظیم نبی کا سب سے پہلا منکر شیطان ہے بعد میں اس کی اتباع کرنے والے بھی نبی کی تعظیم سے انکار کرتے ہوئے شامل ہو رہے ہیں۔

شیطان کی منکرانہ روش:

شیطان نے اپنے علم کی طاقت سے یہ غور کیا کہ آدم مٹی سے بنے ہیں لیکن یہ غور نہ کیا کہ وہ نبی ہیں، اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اسی طرح آج کل بھی کئی لوگ ایسے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ غور کرتے رہتے ہیں کہ وہ تو ہماری طرح کے انسان تھے لیکن یہ نہیں غور کرتے کہ امام الانبیاء ہیں۔ اللہ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ ان کا ہے۔

کافروں کی عالمی سازش:

شیطان کے اس مکروہ عمل کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کر دیا اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح سامنے آتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ہر دور میں بہت سے لوگ صرف اسی وجہ سے ایمان سے محروم رہ گئے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم کرنے سے کتراتے تھے۔ آج بھی کافروں کی عالمی سطح پر یہی سازش ہے کہ وہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کے نبی مکرم ﷺ کی محبت و تعظیم کو نکال دے۔ کیونکہ یہی ایمان کی حقیقت ہے جب ایمان کی حقیقت ہی ختم ہو جائے گی، تو ان کے اعمال خود بخود برباد ہو جائیں گے۔

فرشتے ہر وقت عبادت میں رہتے ہیں:

ترجمہ: وہ اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے، اور نہ تھکتے ہیں رات اور دن اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں، سستی نہیں کرتے۔ (الانبیاء، ۲۰،۱۹)

فرشتے مومنوں کی شفاعت کریں گے:

ترجمہ: وہ فرشتے جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں۔

Marfat.com

(المومن، ۱۷)

اس آیت اور دیگر کئی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت دن فرشتے مومنوں کے حق میں گواہی دیں گے ان کی عبادت کی شہادت دیں گے اور ان کی بخشش کی سفارش کریں گے، ان کی یہ تمام قسم کی سفارش مومنوں کیلئے ہے کیونکہ اللہ کا حکم ان کیلئے ایسا ہی ہے۔

فرشتوں کا نور ہونے کے باوجود مقرب بندے ہونا:

قرآن پاک میں ہے **بل عباد مکرمون**، (الانبیاء، ۲۶) ترجمہ: بلکہ وہ عزت والے بندے ہیں۔

بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز نور ہوتی ہے وہ بشر نہیں ہو سکتی جبکہ اس آیت میں یہ وضاحت آچکی ہے کہ فرشتے نور ہونے کے باوجود بشر ہوتے ہیں۔ لہذا جو لوگ نبی کریم ﷺ کی نورانیت کا صرف اسی وجہ سے انکار کرتے ہیں کہ وہ انسان ہیں تو نور کیسے ہوں گے۔ انہیں قرآن کے اس بیان کردہ حکم سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جیسے چاہے اپنی مخلوق کو پیدا فرماتا ہے۔ یہ کون ہیں ظالم لوگ، جو اللہ کی تخلیق پر اعتراض کرتے ہیں۔

عقیدہ آخرت

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا:

قرآن مجید کے احکام کے مطابق ہم سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح اللہ نے ہمیں پیدا کیا اور ہم اس دنیا میں زندہ ہیں اور زندگی کے احساسات ہمیں محسوس ہو رہے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ ہماری موت کے بعد روز قیامت ہمیں زندہ فرمائے گا اور ہمیں اس خالق لم یزل کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا۔

قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ۔ (یٰسین، ۷۹)

(اے محبوب ﷺ) فرما دیجئے! وہی پیدا کرے گا جس نے پہلے پیدا فرمایا تھا۔

اس وقت تو بوسیدہ ہڈی بھی نہیں تھی اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ جس نے تمہیں اس وقت پیدا

Marfat.com

کر لیا وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

انشا ھا اول مرۃ و ھو بکل خلق علیم ۔ (یٰسین ۷۹)

جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔

ساری مخلوق اس کی ہے ہوا بھی اس کی۔ فضا بھی اسکی۔ صحرا بھی اس کا ہے۔ سمندر بھی اس کا ہے۔ تم جہاں بھی چلے جاؤ۔ بھاگ نہیں سکتے۔ تمہارے ذرات جہاں بھی اُڑ جائیں وہ فضا بھی تو خدا کی ہے سمندر کی تہہ بھی تو خدا کی ہے۔ جہاں جہاں تمہارے ذرات ہوں گے وہ حکم فرمائیگا تو ایک لمحے سے بھی پہلے تمہارے وہ ذرات جمع ہو جائیں گے۔

کافروں کے لئے عذاب قبر کا ہونا:

ترجمہ: انہیں (قوم فرعون کو) جہنم کی آگ پر صبح و شام پیش کیا جاتا ہے اور جب قیامت قائم ہو گی تو (فرشتوں کو حکم دیا جائے گا) ال فرعون کو سخت عذاب میں داخل کر دو۔ (المؤمن، ۴۶)

قیامت کے دن پر ایمان لانا:

مالک یوم الدین۔ (الفاتحہ) وہی قیامت کے دن کا مالک ہے۔

مقام روح

روح کی تعریف:

ایک جسم لطیف جس کا حلول تمام بدن میں ہوتا ہے۔ اور اس کی تاثیر بدن میں موجود ہوتی ہے۔ ہر جاندار کے اندر ایک روح ہے۔

بزرگان دین اور اسلاف امت مسلمہ نے روح کے متعلق بحث کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس کی حقیقت کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

شہداء کی ارواح:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء

Marfat.com

کی روحیں اللہ کے پاس سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں جنت کی نہروں میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں پھر ان قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔

ارواح کا زندوں کے احوال واعمال پر مطلع ہونا:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس کے ساتھ اللہ کے نیک بندوں میں سے بخشے ہوئے لوگ ملاقات کرتے ہیں جیسے دنیا میں بشارت دینے والے ملتے تھے وہ کہتے ہیں اپنے صاحب کو دیکھو تاکہ اس کو آرام حاصل ہو، کیونکہ پہلے یہ شدید تکلیف میں تھا، پھر اس سے سوال کرتے ہیں کہ فلاں مرد کا کیا ہوا؟ فلاں عورت کا کیا ہوا؟ کیا اس کی شادی ہوگئی؟ پھر اس شخص کے متعلق پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے فوت ہوگیا تھا، وہ بتاتا ہے وہ تو مجھ سے پہلے فوت ہوگیا! وہ کہتے ہیں "انا للہ وانا الیہ راجعون" وہ دوزخ میں ڈال دیا گیا اور بے شک تمہارے اعمال برزخ میں تمہارے رشتہ داروں اور عزیزوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ اعمال نیک ہوں تو وہ مسرور اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! یہ تیرا فضل اور رحمت ہے تو اس شخص پر اپنی نعمت پوری کر اور اسی عمل پر اس کا خاتمہ کر، اور بُرے اعمال بھی ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اس وقت وہ دعا کرتے ہیں اے اللہ! اس کو اعمال صالحہ عطا کر، اس سے راضی ہو اور اس کو اپنا مقرب بنالے۔ (کنز العمال، ج ۱۵ص ۶۸۴، بیروت)

بدکردار لوگوں کی روحیں:

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں بعض روحیں جنت کے دروازوں پر ہوں گی جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور بعض روحوں کو جنت میں داخل ہونے سے روک لیا جائے گا جیسا کہ چادر چُرانے والے کے متعلق ہے کہ اس کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے اور سفلی روحوں کو زمین پر قید کرلیا جاتا ہے، زانیوں کی روحیں آگ کے تنور میں ہوں گی، اور سود خوروں کی روحیں خون کے دریا میں ہوں گی، اس لئے تمام روحوں کا ایک ہی ٹھکانہ نہیں، لیکن روحوں کا مختلف ہونے کے باوجود اپنے جسموں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہوتا ہے تاکہ وہ عذاب اور ثواب کا

Marfat.com

ادراک کر سکیں۔(شرح الصدور،ص ۱۰۲، بتصرف، بیروت)

عذاب یا ثواب بدن اور روح دونوں کو ہوگا:

قبر میں عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوگا۔امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے اصحاب چلے جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ بھی سن لیتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تم ذات خاص محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں اس سے کہا جائے گا تم جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ٹھکانے کو جنت میں بدل دیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ان دونوں کو دیکھے گا اور رہا کافر اور منافق تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا۔ میں نے جو لوگوں کو کہتے ہوئے سنا وہی کہتا تھا۔اس سے کہا جائے گا تم نے نہ کچھ جانا اور نہ مانا۔پھر اس کے کانوں کے درمیان لوہے کے ایک ہتھوڑے سے ضرب لگائی جائے گی وہ اس زور کی چیخ مارے گا، جس کو جن اور انسان کے سوا سب سنیں گے۔

(بخاری۔ج ۱،ص ۱۷۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہتھوڑے کا مارا جانا اور سوال و جواب کا ہونا ان دونوں کا عمل روح اور جسم دونوں سے متعلق ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس میت کو عذاب دینا چاہتا ہے اس کو عذاب دیتا ہے خواہ اس کو قبر میں دفنایا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے یا وہ سمندر میں غرق ہو جائے یا اس کو جانور کھالیں یا وہ جل کر راکھ ہو جائے اور اس کے ذرات ہوا میں اڑ کر بکھر جائیں جس کو عذاب ہونا ہے ہر حال میں ہونا ہے اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ عذاب اور ثواب کا محل روح اور بدن دونوں ہیں۔(امام جلال الدین سیوطی، شرح الصدور،ص ۷۶، دارالکتب العربیہ مصر)

Marfat.com

جنت ودوزخ کے متعلق عقیدہ

مؤمنین کا جنت میں ٹھکانہ اور کافروں، مشرکوں کیلئے دوزخ:

قرآن وسنت کے وسیع دلائل سے بالاتفاق پوری امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ مسلمانوں اور مؤمنوں کو جنت عطا فرمائے گا اور کافروں، مشرکوں کو دوزخ میں ڈالے گا۔

وفات کے بعد کن لوگوں کو ثواب پہنچتا ہے:

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بواسطہ اپنے والد کے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل (جو کہ کافر تھے) نے وصیت کی تھی کہ ان کی طرف سے ۱۰۰ غلاموں کو آزاد کیا جائے، پس ان کے بیٹے ہشام نے ۵۰ غلام آزاد کردیئے اور یہ ارادہ کیا کہ بقیہ پچاس حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آزاد کریں، تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں گا۔ پس وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میرا باپ ۱۰۰ غلام آزاد کرنے کی وصیت کر گیا تھا اور ہشام نے پچاس غلام آزاد کردیئے ہیں اور بقیہ پچاس کیا میں ان کی طرف سے آزاد کردوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتے تو تم ان کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا ان کی طرف سے صدقہ کرتے یا ان کی طرف سے حج کرتے تو وہ ان کو پہنچتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، بحوالہ ابوداؤد شریف، ج۱ص۲۶۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

صحاح ستہ کی مشہور کتاب سنن ابوداؤد کی اس مشہور حدیث میں دوٹوک فیصلہ فرمادیا ہے کہ مرنے کے بعد اگر میت کو ثواب پہنچانا ہو تو یہ قانون یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مرنے والا مسلمان ہے تو اسے ثواب پہنچے گا اور اگر مرنے والا کافر ہے تو اسے کسی قسم کا ثواب نہیں پہنچے گا۔

اس حدیث سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں یا سبق سیکھیں جو کہتے ہیں کہ مرنے بعد میت کو کچھ نفع نہیں پہنچ سکتا، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اپنے مردوں کو کافر سمجھ رہے ہیں کیونکہ ثواب نہ

Marfat.com

پہنچنے کا مسئلہ تو کافروں کیلئے ہے۔لہذا لوگوں کو تیجہ، دسواں اور چہلم کے ذریعے ایصال ثواب کرنے سے مت روکیں، اور اگر کوئی ایصال ثواب سے روکتا ہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے منہ کو لگام دیں کیونکہ وہ تمہاری مسلمان میت کو کافروں میں شامل کرنے کی ناپاک سازش کر رہا ہے۔

مرنے کے بعد کن لوگوں کو ثواب نہیں پہنچتا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ترجمہ:اور ان (منافقوں) میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔بے شک انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کیا اور فسق ہی میں مر گئے (التوبہ،۸۴)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو مسلمان نہیں چاہے وہ منافق ہوں یا کافر یا مشرکین یا کافروں کی کسی بھی قسم میں شامل ہوں ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور ان کی قبروں پر جانا منع ہے۔یاد رہے کافروں کی نماز جنازہ تو ہوتی ہی نہیں، لیکن اس آیت مبارکہ میں ان کی نماز جنازہ سے اسی لئے منع کیا گیا ہے کہ کچھ لوگ دنیا میں ایسے بھی ہوں گے جو نماز جنازہ کا اہتمام کریں گے۔اور ظاہری طور پر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کریں گے، بلکہ دوسرے مسلمانوں سے زیادہ پکا مسلمان اپنے آپ کو سمجھیں گے حالانکہ وہ اندر سے منافق ہوں گے۔اس لئے مسلمان کہیں غلط فہمی سے انہیں مسلمان نہ سمجھ بیٹھیں۔

نوٹ:ہمارے معاشرے اور پوری دنیا میں کافروں کے ہاں رسومات مرگ مختلف ہیں اس آیت میں یہ تعین موجود ہے کہ بعض لوگ تمہیں مسلمان معلوم ہوں گے۔جبکہ وہ اندر سے مسلمان نہ ہوں گے۔لہذا تم ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا۔

اس آیت میں یہ حکم بھی بڑی صراحت سے بیان ہوا ہے کہ تم ان منافقوں کی قبروں پر نہ جانا۔کیونکہ وہ باہر سے مسلمان اور ان کے عقیدے کافروں والے ہیں۔آج کل سادہ لوح تبلیغ کرنے والے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں پر جانے سے منع کر رہے ہیں۔جس سے عام مسلمانوں کو شک گزر رہا ہے کہ کہیں یہ تو منافقین نہیں جو مسلمانوں کی قبروں سے منع کر رہے

Marfat.com

ہیں۔ یادر ہے منافقوں اور کافروں کی قبروں سے قرآن نے منع کر کے فرق واضح کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی قبروں پر جاؤ اور کافروں، بے ایمانوں، منافقوں کی قبروں پر کبھی بھی نہ جاؤ۔

آخرت سے ناامید ہونے والے لوگ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ترجمہ: اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر قبر والوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ (الممتحنہ۔۱۳)

اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ یہود آخرت سے مایوس ہو چکے ہیں کیونکہ یہود نے سیدنا محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کیا حالانکہ ان کو آپ کے صدق کا علم تھا اور ان کو یقین تھا کہ آپ ﷺ رسول برحق ہیں اس کے باوجود انہوں نے بطور بغض آپ کی رسالت کا انکار کیا، اس وجہ سے وہ اپنی آخرت سے مایوس ہیں جس طرح جو کافر مر کے قبر میں پہنچ چکے ہیں وہ آخرت میں اپنی نجات سے مایوس ہیں ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ ان کیلئے اجر وثواب میں سے کوئی حصہ نہیں ہے، مجاہد نے کہا کہ اس سے وہ کافر مراد ہیں جو آخرت کے عذاب کا معائنہ کر چکے ہیں

(الوسیط، ج۴، ص۲۸۹، بیروت)

اس آیت مبارکہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ وہ یہود جو اہل قبور سے مایوس ہو گئے ہیں کہ انہیں کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچتا ہے اور نہ زندہ لوگوں کو ان کی وجہ سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ لہٰذا قرآن نے ایسے یہود سے دوستی رکھنے سے منع کیا ہے۔ آج اگر کوئی شخص یہود کے عقیدے کی پیروی کرتا ہوا یہ کہے کہ قبر والوں سے کچھ نفع ونقصان نہیں پہنچ سکتا، تو ایسے بدعقیدہ لوگوں سے مسلمانوں کو بچنا ہو گا۔

نیک لوگوں کے تبرکات کے آداب وتعظیم

نبی علیہ السلام کی مبارک قمیص کی برکت:

جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر رکھی گئی تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔ دیکھئے قرآن مجید میں آیا ہے

اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یأت بصیرا۔ (یوسف، ۹۳)

Marfat.com

ترجمہ: میری یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پہ ڈال دو اس کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

یہودا جب وہ قمیص لیکر آیا اور اس نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی تو ان کی ساری بینائی لوٹ آئی اور ان کا سارا غم جاتا رہا۔ تب انہوں نے کہا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے مجھے ان چیزوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے۔ (یعنی علم غیب)

اس سے معلوم ہوا کہ جس ذات کے لباس کی ایک قمیص میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت رکھی ہے کہ اس سے آنکھوں کا نور واپس لوٹ آتا ہے تو پھر ذات نبوت و رسالت کس قدر برکتوں اور سعادتوں کو محور و مرکز ہوگا۔

طویل فاصلے سے خوشبو محسوس کرنا:

ترجمہ: اور جب قافلہ (مصر) روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا کہ اگر تم یہ نہ کہو کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ (یوسف، ۹۴)

ابن ابی ہذیل نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابھی یوسف علیہ السلام کا قافلہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے آٹھ راتوں کی مسافت کے فاصلہ پر تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ گئی۔ ابن ابی ہذیل نے دل میں کہا کہ یہ اتنا فاصلہ تھا جتنا بصرہ سے کوفہ کا فاصلہ ہے۔ (جامع البیان، ۱۵۱۱۰، تفسیر امام ابن ابی حاتم، ۱۱۹۶۱)

تبرکات سے شفایاب ہونا:

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا اسرائیل نے تین انگلیاں سکیڑ کر اشارہ کیا کہ وہ چھوٹا پیالہ تھا اس میں نبی کریم ﷺ مبارک بالوں میں سے ایک بال تھا اور لوگوں میں رواج تھا کہ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی مرض لاحق ہو جاتا تو وہ حضرت ام المؤمنین کے پاس ایک تغار بھیجتا۔ لہٰذا میں نے گھنٹی کی شکل کی ایک نلکی دیکھی جس میں (آپ ﷺ کے) سرخ رنگ کے موئے مبارک تھے۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۸۷۵، نور محمد اصح المطابع کراچی)

Marfat.com

تبرکات کی وجہ سے فتوحات:

حضرت جعفر بیان کرتے ہیں کہ جنگ یرموک کے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہو گئی انہوں نے کہا اس کو تلاش کرو، انہوں نے بار بار ڈھونڈا، آخر کار وہ مل گئی، وہ بہت پرانی ٹوپی تھی حضرت خالد نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا اور بال منڈوائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر طرف آپ کے بال مبارک لینے کیلئے جھپٹ پڑے۔ میں نے بھی آپ کے چند بال لے لیے اور میں نے ان کو اس ٹوپی میں رکھ لیا، اس کے بعد میں جس جنگ میں بھی شریک ہوا، تو یہ ٹوپی میرے ساتھ ہوتی تھی اور مجھے اس جنگ میں فتح نصیب ہوتی تھی۔

(المستدرک، ج ۳، ص ۲۹۹ مطبوعہ مکہ مکرمہ۔ دلائل النبوت، ج ۶، ص ۲۴۹، بیروت)

قرآن وحدیث میں بکثرت ایسے واقعات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے تبرکات سے مختلف برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جبکہ بدعقیدہ لوگ نیک لوگوں کی برکتوں کو شرک وبدعت کہہ کر سادہ لوح لوگوں کے ایمانوں کو نہ صرف خراب کرتے ہیں بلکہ ان دلوں سے دولت ایمان کو ختم کر رہے ہیں۔

اللہ کے مقربین کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا:

حضرت یحییٰ بن حارث زماری کہتے ہیں کہ میری واثلہ بن اسقع سے ملاقات ہوئی، میں نے کہا کہ آپ نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے کہا اپنا ہاتھ بڑھائیے میں اس کو بوسہ دوں گا، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس کو بوسہ دیا۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص ۲۵۳، مکتبہ اثریہ، سانگلہ ہل، فیصل آباد)

اللہ کی نشانیوں کی تعظیم

اللہ کی نشانیاں کونسی ہیں؛

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔(البقرہ، ۱۵۸)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

صفا اور مروہ وہ دو پہاڑیاں ہیں جہاں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت

Marfat.com

اسماعیل علیہ السلام کو ایک طرف رکھتے ہوئے پانی کی تلاش میں نکلیں اور ان پہاڑیوں پر سے سات چکر کاٹے، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی، قیامت تک کیلئے ان کی اس سنت کو جاری کرنے کا حکم ارشاد فرما دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہاں اللہ والوں کے قدم لگ جائیں وہ جگہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانی بن جاتی ہے تو پھر اللہ کے نیک بندوں کی قبریں جہاں ان کا وجود مسعود ہوتا ہے وہ جگہ کیوں من شعائر اللہ سے شمار نہ ہوگی، لہٰذا اللہ کے نیک بندوں کی قبروں کا احترام بھی ضروری ہے۔

اللہ کی نشانیوں کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے:

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ (الحج، ۳۲)

ترجمہ: اور جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ کے آثار سے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی یادگاروں کی تعظیم کرنے سے دلوں کا تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔

معمولات اہل سنت وجماعت

محافل میلاد و نعت خوانی، عرس وغیرہ کا انعقاد:

قرآن مجید میں ہے۔

وذکرھم بایام اللہ۔ (ابراہیم، ۵) اور انہیں اللہ کے دن یاد دلائیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ کے دنوں کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بالاتفاق اللہ کے دنوں سے مراد وہ ایام جن میں اللہ کی طرف کوئی نعمت عطا ہوئی ہو۔ جبکہ محافل میلاد وغیرہ پر نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور آپ ﷺ کائنات کی سب سے بڑی اور عظیم نعمت ہیں علماء اہل سنت کو چاہیے کہ وہ معمولات اہل سنت پر لوگوں کو عمل کرائیں تاکہ لوگ بدعقیدہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ اور آج کل سادہ لوح لوگوں کیلئے معمولات اہل سنت بطور اہل سنت ہونے کیلئے علامت بن چکے ہیں اور اسے برقرار رکھنا چاہیے۔

Marfat.com

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ بدعقیدہ لوگوں کے ہاں اگر چہ کسی مکروہ کام کو شروع کر دیا جائے تو ان کا بچہ، بچہ اسی مکروہ کام کو عین اسلام سمجھ کر کاربند ہو جاتا ہے۔ جیسے اقامت کے شروع میں کھڑا ہونا منع، مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ جبکہ بدعقیدہ لوگوں کا بچہ، بچہ اسی پر کاربند ہوتا نظر آتا ہے۔ اور اس سے وہ اپنا بدعقیدہ ہونا ثابت کرتا پھرتا ہے۔

جبکہ اللہ کے فضل وکرم سے ہم اہل سنت و جماعت سچے ہیں اور صحابہ کرام واہل بیت رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے صحیح معنوں میں وارث ہیں تو ہمیں اپنے معمولات کو اچھے طریقے سے رائج رکھنا چاہیے۔

معمولات اہل سنت و جماعت کے پردے میں غیر شرعی رسومات:

یہاں پر اس بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ اہل سنت و جماعت کے معمولات کے نام سے کئی جہلاء نے مختلف بدعات نکال رکھی ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق یا اہل سنت و جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ مثال کے طور پر مزارات پر چادر چڑھانے کے وقت مردوں اور عورتوں کا مل جل کر بھنگڑے ڈالنا۔ رات بھر محافل کرتے رہنا اور نمازوں کو ترک کرنا، نعت خوان حضرات کا بے نمازی ہونا۔ اسی طرح کئی قسم کے جاہل پیروں نے اپنی مرضی کے کام شروع کر رکھے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے والے ہیں۔ ہم ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں جو اس قسم کی بدعات کے ارتکاب کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ذرا نہیں ڈرتے اور ہم ان لوگوں کی بھی مذمت کریں گے جو ان جہلاء کے پس منظر میں اہل حق، اہل سنت و جماعت کو جو پاسبان مسلک صحابہ واہل بیت (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ ان پر بھی شرک و بدعت کا فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔

یارسول اللہ ﷺ کہنا:

قرآن کا نبی کریم ﷺ کو پکارنے کا اسلوب

یا ایھا المزمل ،یا ایھا المدثر ،یا ایھا النبی ،(المزمل،۱،المدثر،۱۔)

اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو مقام احترام وعزت کے ساتھ خطاب کیا ہے اور حرف ندا ''یا'' کے ساتھ خطاب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو ''یارسول اللہ، یا نبی اللہ

Marfat.com

ﷺ" کہہ کر پکارنا چاہیے۔

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں جس کے آخر میں یہ فرماتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔ (تو آپ ﷺ کے استقبال کیلئے وہاں لوگوں کا یہ انداز تھا) پھر تمام مرد اور عورتیں اپنے اپنے مکانوں پر چڑھ گئے اور لڑکے اور غلام راستوں پر نعرے لگا رہے تھے: یا محمد (ﷺ) یا رسول اللہ (ﷺ)۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح کتب احادیث بھری پڑی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کا "یا رسول اللہ ﷺ" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس سنت کو زندہ رکھیں اور اکثر و عام طور پر یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارا کریں۔

قیام تعظیمی:

بزرگوں، اساتذہ کرام، علماء کرام، والدین اور دیگر نیک لوگوں کے احترام کیلئے کھڑا ہونا قرآن و سنت کی روشنی میں نہ صرف جائز بلکہ ایک مستحب و احسن عمل ہے اور یہ عمل ان کیلئے باعث ادب ہے اور اگر کسی نے اللہ کے نیک بندوں کی بے ادبی کی تو ہو سکتا ہے اس کا ایمان چلا جائے یا اس پر کبیرہ گناہ کے ارتکاب کا حکم لگایا جائے۔ اس حوالے سے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی حدیث سے دلیل دیتے ہوئے بیان کیا ہے۔

ایک دن بخاری شریف کی اس حدیث پر گفتگو ہوئی اور وہ حدیث یہ ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو قریظہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اتر آئے کہ جو وہ فیصلہ ہمارے حق میں کر دیں، اگرچہ وہ قتل کرنے کا ہو یا غلام بنانے کا ہو وہ ہمیں منظور ہے۔ تو حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ وہ گدھے پر سوا ہو کر آئے جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا: قوموا الی سیدکم " تم اپنے سردار کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ بنو قریظہ مدینہ شریف کے تین مشہور قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا۔ جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے تو ان

Marfat.com

سے معاہدہ ہوا تھا کہ وہ مل کر رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیں گے۔ جبکہ دفاع کی صورت میں اکٹھے دشمن کا مقابلہ کریں گے لیکن انہوں نے بار بار اس معاہدے کو توڑا۔ آخر کار مجبوری کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے بعد ان کا محاصرہ کیا اور ان کے خلاف جنگ کی۔ انہوں نے مزاحمت کی لیکن جب محاصرہ تنگ ہوا تو انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے۔ اور صلح پر آمادگی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ جو تمہارے حلیف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فیصلہ کر دیں، تو وہ سب راضی ہو گئے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ان کے بالغ مردوں کے قتل کا فیصلہ دیا۔ (حوالہ حدیث صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۳۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت استاذ احمد علی صاحب نے اس حدیث پر جو تقریر فرمائی اس سے یہی ثابت کیا کہ حضور ﷺ کا صحابہ کرام کو کھڑے ہونے کا حکم دینا حضرت سعد کی تعظیم کیلئے تھا۔ تو اس پر مخالفین نے اعتراض کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ زخمی تھے اور قیام کا حکم انہیں سواری سے اتارنے کیلئے تھا۔ نہ کہ تعظیم کیلئے۔

استاذ صاحب نے میری طرف (حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ) دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ یہاں ''قوموا'' جمع کا صیغہ ہے اور زخمی ہونے کی صورت میں امداد کی حاجت ہوتی تو ایک شخص کے قیام سے بھی پوری ہو سکتی تھی۔ سب انصار کو کھڑے ہونے کا حکم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم برائے تعظیم تھا۔ اس کے علاوہ قاعدہ، قانون یہ ہے کہ اگر مشتق پر حکم کیا جائے تو مشتق منہ علت ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ ''الکاتب متحرک الاصابع'' کہ لکھنے والا انگلیوں کو حرکت دینے والا ہے۔ جبکہ انگلیوں کو حرکت دینے کی علت اس کا مبداء اشتقاق کتابت ہو گی۔

جیسے قرآن مجید میں ہے ''والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما'' (المائدہ، ۳۸)

Marfat.com

قرآن مجید میں ہے۔زانیہ عورت اور زنا کرنے والے مرد کو سو کوڑے مارو، کاٹنے (قطع) اس کا مبداء اشتقاق چوری (سرقہ) اور کوڑوں کی علت اس کا مبداء اشتقاق زنا ہے لہذا ''قوموا الی سیدکم'' میں 'قوموا یعنی کھڑے ہونے کی علت وسبب سید کا مبداء اشتقاق سیادت یعنی سرداری قرار پائے گی۔ پس ثابت ہوا کھڑے ہونے کا حکم تعظیم کیلئے تھا نہ کہ مرض کی وجہ سے، کیونکہ اگر مرض کی وجہ سے ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے 'قوموا الی مریضکم'' یعنی تم اپنے مریض کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔

بخاری شریف کی اس حدیث کی نہایت مضبوط اور دلیل حق کے ساتھ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح فرمائی ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں کے احترام کیلئے کھڑے ہونے کا حکم خود نبی کریم ﷺ نے دیا ہے۔جبکہ بعض جاہل لوگ نہ سمجھ کی وجہ سے اسے بھی شرک کہہ بیٹھے ہیں۔حالانکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر ان کا باپ سفر تجارت سے ایک سال بعد یا بیرون ملک سے پانچ سال بعد آتا ہے تو کیا وہ اس کے استقبال کیلئے کھڑے نہ ہوں گے یا اس سے معانقہ کرنے کیلئے کھڑے نہ ہوں اور اگر وہ اپنے والد کی تعظیم کیلئے کھڑے نہ ہوئے اور ان کے اس عمل سے والد کو تکلیف پہنچی تو یاد رہے والدین کو تکلیف پہنچانے سے قرآن نے منع کیا۔''کہ انہیں اُف تک نہ کہنا'' لہٰذا والدین کی تعظیم کیلئے اور بزرگوں کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا باعث ثواب ہے۔اور اسلام کی تعلیمات میں سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا قیام تعظیم کرنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت رسول ﷺ سے زیادہ کسی کو عادات وخصائل اور شمائل میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ان کیلئے کھڑے ہو جاتے، ان کو بوسہ دیتے اور ان کو اپنی مجلس میں بٹھاتے۔(جامع ترمذی ۲،۳۸۷۲، سنن ابوداؤد، ۵۲۱۷، صحیح ابن حبان، ۶۹۵۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے اور رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرے میں تھے، انہوں نے آکر زور سے دروازہ

Marfat.com

کھٹکھٹایا رسول اللہ ﷺ برہنہ پشت تہبند گھسیٹتے ہوئے اس کے (استقبال کیلئے) کھڑے ہوئے اور میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی بھی آپ کو برہنہ پشت نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے حضرت زید بن حارثہ کو گلے لگایا اور ان کو بوسہ دیا۔ (سنن ترمذی، ۲۷۳۲)

انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دینا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجد واالله توابا رحيما ۔(النساء، ۶۴)

ترجمہ: اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو یہ آپ کے پاس آجائیں، پھر اللہ سے بخشش طلب کریں اور رسول (ﷺ) ان کیلئے استغفار کردیں تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا پائیں گے۔

کثیر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ شیخ ابو منصور الصباغ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''کتاب الشامل'' میں عتبی کی مشہور حکایت لکھی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی نے آکر کہا! '' **السلام علیک یا رسول اللہ** ﷺ ''میں نے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد سنا ہے ''ولو انهم ۔الخ'' اور میں آپ کے پاس آگیا ہوں اور اپنے رب سے استغفار چاہتا ہوں اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کی سفارش طلب کرنے والا ہوں، پھر اس نے دو اشعار پڑھے۔

ترجمہ: اے وہ جو زمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں

جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبودار ہوگئے

میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ ساکن ہیں

اس میں عفو ہے اس میں سخاوت ہے اور لطف و کرم ہے

پھر وہ اعرابی چلا گیا عتبی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر نیند غالب آگئی میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا: اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جاکر اس کو خوشخبری دو کہ اللہ

Marfat.com

نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، ج ۵، ص ۲۵۶، بیروت، البحر المحیط، ج ۳، ص ۶۹۴، بیروت)

اس آیت میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اے محبوب ﷺ جب یہ لوگ ظلم کر بیٹھیں تو انہیں چاہیے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، اس سے ثابت ہوا کہ روضہ رسول ﷺ پر جانا عین قرآن وسنت کے احکام کے مطابق عمل ہے۔ جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر جانے سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور شرک وبدعت بتاتے ہیں انہیں قرآن کی اس آیت سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ کہیں وہ اپنے فاسد خیالات کی وجہ سے خود کو اور دوسروں کو گمراہ تو نہیں کر رہے؟

برکت والے مقامات:

قرآن مجید کے پارہ پندرہ کی پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: الذی بٰرکنا حولہ۔ (بنی اسرائیل، ۱)

ترجمہ: وہ مسجد اقصیٰ جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔

مسجد اقصیٰ وہ برکت والی جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے شب معراج تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ اس آیت مبارکہ میں جو مسجد اقصیٰ کے ارد گرد برکتوں کا ذکر ہے اس کے بارے میں کئی معتمد علیہ تفاسیر میں لکھا ہے اور واضح بات جو عین واقعہ کے مطابق ہے وہ یہی ہے کہ برکتیں دو طرح کی ہیں۔

۱۔ دنیاوی برکتیں:

جیسے پھل وپھول اور باغات وغیرہ ہیں اور سرسبز وشاداب علاقے ہیں۔

۲۔ دینی برکتیں:

جس طرح بیت المقدس بیت اللہ سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ رہا ہے۔ یہ دینی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ پہلے سے موجود تھا کہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہو جائے گا۔ اور دوسری دنیاوی برکتوں سے مراد پھل وپھول وغیرہ ہیں جبکہ یہ تو دنیا کے اور بھی مختلف مقامات پر بڑی مقدار وتعداد میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ برکت والی کون سی

Marfat.com

اشیاء ہیں جن کی برکت کو دوام حاصل ہو اور وہ ہمیشہ برکت ہی کا باعث بننے والی ہوں ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں جس برکت کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ حقیقی برکت وہاں پر اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اور مقدس ہستیاں انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں ۔ جو کہ دوسرے مقامات پر اس کثرت کے ساتھ نہیں ہیں ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جہاں اللہ کے نیک بندوں کا مدفن ہو یا قبریں ہوں وہ برکت والی جگہ ہوا کرتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آج نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی حاضری کیلئے مشارق و مغارب سے مسلمان جمع ہوتے ہیں اور قرآن کے فیصلے کے مطابق اپنے گناہوں کی بخشش کرواتے ہیں ۔

اولیاء اللہ کے مزارات پہ حاضری اور دُعا سے متعلق بعض طبقات کی سوچ اور طرزِ عمل افراط و تفریط کا شکار ہے ۔ ایک طبقہ وہ ہے جو سرے سے اِس کے جواز کا ہی قائل نہیں بلکہ اِسے صریح شرک و بدعت گردانتا ہے ۔ اس کے برعکس ایک طبقہ عوام الناس کا ہے جسے اہلِ علم کی سند حاصل نہیں وہ بھی اِس سلسلہ میں جہالت اور تفریط میں مبتلا ہے ۔ جمہور مسلمانوں کا مزارات پر طریق حاضری و دُعا نہایت معقول اور حزم و احتیاط کا آئینہ دار ہے ۔ قاضی الحاجات ، فریادرس اور حقیقی مشکل کشا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔ لیکن مقربینِ بارگاہِ الٰہی انبیاء و اولیاء کا دُعا میں توسل جائز ہے اور اِن کے توسل سے دُعائیں قبول ہوتی ہیں ۔ اِس سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

واز جملہ آدابِ زیارت است کہ روئے بجانب قبر و پشت بجانب قبلہ مقابل روئے میت بایستد وسلام دہد و مسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد آنرا و منحنی نشود و روئے بخاک نمالد کہ ایں عادت نصاریٰ است ۔ وقرأت نزد قبر مکروہ است نزدِ ابی حنیفہ و نزد محمد مکروہ نیست ۔ وصدر الشہید کہ یکے از مشائخ حنفیہ است بقول محمد اخذ کرد و فتویٰ ہم بریں است ۔ وشیخ امام محمد بن الفضل گفتہ کہ مکروہ قراتِ قرآن بہ جہر است واما مخافت لاباس بہ است اگرچہ ختم کند ۔

قبورِ اولیاء کی زیارات کے آداب میں سے ہے کہ زائر قبر کی طرف منہ اور قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے صاحب قبر کے منہ کے برابر کھڑا ہو جائے ، اُسے سلام کہے ، ہاتھ سے قبر کو نہ چھوئے اور نہ

Marfat.com

قبر کو بوسہ دے اور نہ قبر کے سامنے جھکے اور قبر کے سامنے مٹی پر اپنا منہ نہ ملے کیونکہ یہ طریقہ نصاریٰ کا ہے۔ قبر کے پاس قرآن حکیم کی تلاوت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک (بآوازِ بلند) مکروہ ہے، مگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ علماءِ احناف میں سے صدر الشہید نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ شیخ امام محمد بن الفضل نے کہا ہے کہ قبر کے نزدیک اُونچی آواز میں قرآن خوانی مکروہ ہے، لیکن اگر دھیمی آواز میں ہو تو سارا قرآن مجید پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ شاہ عبدالحق، اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ القبور 763 :

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صالحینِ اُمت کے مزارات کو بوسہ دینا ضروری اُمور میں سے نہیں ہے لہٰذا اس عمل کو منکرین ومخالفین کے ردِعمل میں بے ادبی اور گستاخی سمجھنا اچھا نہیں ہے۔ اکابر مشائخ کے ملفوظات اور اُن کے معمولات میں احتیاط پسندی کی خاطر بوسہ دینے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اِس سلسلہ میں لکھتے ہیں :

پس اقرب بصواب می نماید کہ کسے از ثقات ومقتدایان تقبیلِ مزارات متبرکہ ہم نماید، تا کہ عوام کالانعام در ورطۂ ضلال نیفتند۔ چہ بہ سبب جہل فرق میانِ سجود وتقبیل کردن نمی توانند۔

بہتر یہی ہے کہ اربابِ علم اور رہنمایانِ قوم میں سے کوئی آدمی مزارات کا بوسہ نہ لے تا کہ دیکھا دیکھی میں بے علم اور عام اَن پڑھ لوگ گمراہی کے بھنور میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ وہ جہالت کی وجہ سے بوسہ اور سجدہ میں تمیز نہیں کر سکتے۔ (پیر مہر علی شاہ، تحقیق الحق :)

تعظیماً بوسہ دینا فی نفسہ منع اور ناجائز نہیں ہے۔ اکابر علماء ومشائخ نے صرف احتیاط کی خاطر بوسہ دینے سے منع کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خواص کا عمل عامۃ الناس کے لئے دلیل وحجت ہوتا ہے اِس لئے خواص کو بطورِ خاص احتیاط کا دامن تھامنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ خواص تو بوسہ اور سجدہ کا فرق بخوبی سمجھتے ہیں لیکن عوام یہ فرق نہیں سمجھتے اِس لئے عوام کی خاطر انہیں بھی منع کیا گیا ہے۔

مزاراتِ اولیاء پر دعا کا درست طریقہ سلف صالحین نے قبورِ اولیاء پر حاضری دینے والے زائرین اور دُعا کرنے والوں کے لئے دو طریقے بیان کئے ہیں :

Marfat.com

پہلا طریقہ یہ ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کا محتاج اور فقیر ہے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے، مگر دُعا میں صاحبِ مزار کی روحانیت، بزرگی اور اُس کی خدماتِ جلیلہ کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے مولا! اِس صاحبِ مزار کی برکت سے اور اُس رحمت وعنایت کے صدقے جو تو نے اس صاحب مزار پر کی ہے اور اسے عظمت و بزرگی عطا فرمائی ہے، میری فلاں حاجت کو پورا فرما، کیونکہ حقیقی عطا کرنے والا اور مرادیں پوری کرنے والا تو ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دعا مانگنے والا صاحبِ مزار کو مخاطب کرتے ہوئے کہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے! میری فلاں مراد اللہ تعالیٰ سے طلب کیجئے، اللہ تعالیٰ مجھے میری مطلوب شے عطا کر دے۔ اِس طرح بھی سوال اللہ تعالیٰ ہی سے کیا جاتا ہے کیونکہ حقیقی مشکل کشا وہی ذات ہے، لیکن یہ اسلوب اختیار کرنا بطریقِ مجاز ہے جس کے تحت صاحبِ قبر کو بطور وسیلہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بھی اِس لئے جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ جسے چاہے اس کی التجا سنوا دے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی قبر والا ہو یا زندہ چلتا پھرتا انسان، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے بغیر نہیں سن سکتا۔ یہ امر بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دُعا کرنے والے کی آواز کو قبر والے تک پہنچا دے اور پھر صاحبِ قبر عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ سے اُس حاجت مند کے مقاصد کو پورا کر دینے کی التجا کرے۔ اِس طریقے میں بھی حاجت مند بالواسطہ اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ رہا ہوتا ہے نہ کہ صاحبِ قبر سے۔

اِن نازک اعتقادی اُمور کو بڑی احتیاط کے ساتھ عامۃ المسلمین کے سامنے بیان کرنا چاہیے۔ بعض حضرات مزارات پر حاضری دیتے وقت ایسے اعمال وافعال کرتے ہیں جو جمہور امت کے شعار کے خلاف ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاندین ومخالفین کو اعتراض کا موقع مل جاتا ہے۔ اس میں قصور درحقیقت ہمارے ان بعض ائمہ وخطبا کا ہوتا ہے جو ایسے نازک عقائد میں احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھتے اور بے جا تاویلات اور اُلٹے سیدھے دلائل عوام کی تائید کی خاطر بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ناقص لوگوں کے ذہن اُلجھاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حیات شیخ و مرشد سے دُعا کرانے کی صورت میں بھی حاجت مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے متصور ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتا ہے۔کوئی ولی اللہ یا شیخِ طریقت یہ نہیں کہتا کہ اے حاجت مند ! یہ سب کچھ میں تجھے دے رہا ہوں، بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ تم بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو اور ہم بھی اُسی سے تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔بعض اوقات کئی جہلا پیر صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں : یا صاحبِ مزار مجھے اولاد دے دیں، صحت دے دیں یا فلاں مسئلہ حل کر دیں۔ایسے موقعوں پر دین سے محبت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بروقت ایسے لوگوں کی اصلاح کر دی جائے۔

بزرگوں کے نزدیک دُعا میں زیادہ پسندیدہ اور محتاط طریقہ یہی ہے کہ قرآن و سنت میں منقول دُعائیں مانگنا معمول بنایا جائے اور حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔اگر خاص حاجت مانگنی ہو تو حضرات انبیاء و اولیاء و مقربینِ بارگاہ اِلٰہی سے اور بالخصوص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دُعا فرما دیں کہ ہماری مشکلات آسان فرما دے اور حاجتیں برلائے۔یہ وہ محتاط طریقہ دُعا ہے جس پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا۔حزم و احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جہاں تو ہمات اور بدعات و خرافات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اُس راستہ کو یکسر بند کر دیا جائے۔

باقی رہے خواص تو اپنی خداداد بصیرت اور رُوحانی طاقت سے عالمِ کشف میں وہ صاحبانِ قبر سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں اور صاحبِ مزار سے رابطہ بھی رکھتے ہیں۔جہاں صالحین کے مزار کی زیارت سے زائرین کو روحانی فیض و برکت حاصل ہوتی ہے وہاں بعض اوقات صاحبِ ولایت و مقام زائرین سے صاحبانِ قبر کی رُوح بھی روحانی برکت و فیض حاصل کرتی ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ذاتی یا مستقل طور پر متصرف ہیں یا اِس طرح تصرفِ و اختیار میں شریک سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ اُن کی شرکت کے بغیر کائنات کا نظام نہیں چلا سکتا، کفر ہے۔اس طرح کی ہر غلطی کی اصلاح کر کے اسے جڑ سے اُکھاڑ

Marfat.com

پھینکنا چاہیئے۔ بزرگوں سے عقیدت اپنی جگہ لیکن کسی بھی مسئلہ میں غلو جائز نہیں۔

مزارات کے طواف اور شور و غل کی ممانعتکعبۃ اللہ کے علاوہ کسی مقام یا قبر کا طواف تعظیمی منع ہے۔ فقہائے کرام نے قبرستان میں خیرات اور شیرینی تقسیم کرنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ تقسیم کے وقت بچے اور عورتیں شور و غل کرتے ہیں۔ قبرستان کا ادب و احترام قائم نہیں رہتا لہٰذا ایسا کرنے میں بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ مساکین اور زائرین کے لئے مزارات پر الگ اہتمام ہونا چاہیے۔ مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کے اعراس میں جو ناجائز افعال و اعمال کئے جاتے ہیں اِن سے صاحبِ مزار کو تکلیف و اذیت پہنچتی ہے۔ اِس طرح صاحبِ مزار کا فیض اور برکت زائر کو نصیب نہیں ہوتی۔ خیرات کی چیزیں اُوپر سے پھینکنا اور لوگوں کا اُن کو بطور تبرک حاصل کرنے کے لئے شور و غل کرنا، ایسے تمام اُمور غلط ہیں اور سلف صالحین نے اِن کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ اس طرزِ عمل سے ایک تو رزق کی بے حرمتی ہوتی ہے، دوسرا مزار کا ماحول اور اُس کا تقدس پامال ہوتا ہے اور تیسرا اِس میں ریاکاری کا عمل دخل ہے۔ لہٰذا ایسے تمام اُمور سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مزارات پر نذر و نیاز اور تبرک کی حقیقتمزاراتِ اولیاء پر نذر و نیاز دینے اور وہاں لنگر پکائے یا کھانے کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ یہ ایک نیک عمل ہے جس کی اصل قرآن و سنت میں موجود ہے۔ یہ صدقہ جاریہ کی ایک مستحسن صورت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو نواز رکھا ہے۔ اطعام الطعام تعلیمات قرآن و سنت کی معروف اصطلاح اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ سورۃ الدھر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مخلص بندوں کی خصوصیات بیان فرمائی ہیں جن میں ضرورت مندوں اور ناداروں کو کھانا کھلانا بنیادی خصوصیت قرار دیا گیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ○ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ○ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ○

اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں (خود اس کی طلب و حاجت ہونے کے باوجود اِیثاراً)

Marfat.com

محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں ○ (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو محض اللہ کی رضا کیلئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے (خواہشمند) ہیں ○ ہمیں تو اپنے ربّ سے اُس دن کا خوف رہتا ہے جو (چہروں کو) نہایت سیاہ (اور) بدنما کر دینے والا ہے۔ (الدہر، 10 - 8 : 76)

یہ کام اہل اللہ کے نزدیک نفلی عبادت سے زیادہ باعثِ ثواب ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ مخلوقِ خدا کی خدمت دراصل اللہ تعالیٰ کو خوش رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا نمایاں وصف ہے اور اسوۂ حسنہ کے اتباع میں تمام صوفیاء کا معمول رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود یتیموں، مسکینوں اور ناداروں کا سہارا اور ملجا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی متعدد احادیث میں اطعام الطعام کی ترغیب اور حکم موجود ہے۔ بلکہ بعض صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی تعریف اور بنیادی خصوصیات میں کھانا کھلانے اور دوسرے کی خیر خواہی چاہنے کو شامل فرمایا۔ ملاحظہ ہو فرمانِ نبوی :

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے سوال کیا۔

أَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ؟ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَ مَنْ لَمْ تَعْرِفْ.

بہترین اسلام کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تو کھانا کھلائے اور سلام کرے اس شخص کو جس کو تو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب افشاء السلام، 19 : 1، رقم 28 :مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب تفاضل الإیمان، 1 : 65، رقم 39 :ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی افشاء السلام، 350 : 4، رقم 5194 :

اسی طرح مشہور صحابی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی بجا آوری سے میں جنت کا حق دار ٹھہر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

Marfat.com

أَطْعِمِ الطَّعَامَ، وَ أَفْشِ السَّلَامَ، وَصِلِ الْأَرْحَامَ، وَصَلِّ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ، سلام (سلامتی اور خیر خواہی) کو عام کرو، صلہ رحمی کرو اور دوسرے لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوں تو تم اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھا کرو (ان اعمال کے باعث تم) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ابن حبان، الصحيح، 299 : 6، رقم 2559 :

.2حاكم، المستدرك، 144 : 4، رقم 7174 :)

3۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مدینہ تشریف لائے تو اول کلام جو میں نے ان سے سنا وہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَ أَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سو رہے ہوں، نماز پڑھو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

ترمذی، السنن، كتاب صفة القيامة، 652 : 4، رقم 2485 :

.2ابن ماجه، السنن، كتاب الأطعمة، 1083 : 2، رقم 3251 :

.3احمد بن حنبل، المسند، 451 : 5، رقم 23835 :

4. حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس سے مماثل روایت ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطعام الطعام کو اللہ کی عبادت کا ہم پلہ عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَ أَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ أَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

تم رحمن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو ان تین امور کی انجام دہی کے ثمر کے طور پر تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی، السنن، كتاب الأطعمة، باب

Marfat.com

فضل اطعام الطعام، 2870 : 4، رقم 1855 :احمد بن حنبل، المسند، 170 : 2، رقم 6587: دارمی، السنن، 148 : 2، رقم 2081 :بزار، المسند، 383 : 6، رقم 2402 :بخاری، الأدب المفرد، 340 : 1، رقم 981 :)

آپ نے قرآن وسنت کے واضح احکام کو ملاحظہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھلانے کا کس قدر اہتمام اور تاکید کے ساتھ ذکر فرمایا۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے متقی، پرہیزگار، مخلصین اور محبین، اللہ تعالیٰ سے قربت اور اخلاص کا دعویٰ کریں اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت کا دم بھی بھریں لیکن ان کے ہاں مخلوقِ خدا کو خیر خواہی نہ ملے، بھوکوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب اور عملی مظاہرہ نہ ہو چنانچہ مقربینِ بارگاہِ ایزدی جب حیات ہوتے ہیں خود بھی مخلوق کے لیے سراپا خیر ہوتے ہیں، ان کے دوست دشمن، امیر غریب جاننے والے اور غیر سب کے لیے ان کا دستِ عطا کھلا رہتا ہے اور جب وہ دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے اس عمل خیر میں انقطاع نہیں ہوتا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جہاں جہاں ایسے مزارات ہیں وہاں قائم لنگر خانوں میں نادار، غریب اور مفلوک الحال لوگ پیٹ کی آگ بجھاتے ہیں۔ انہیں دو وقت کا کھانا مفت ملتا ہے تو یہ خود ایک بہت بڑی انسانی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں ان کے اخلاصِ عمل کو برکت سے نوازکر ان کے وصال کے بعد بھی ایصالِ ثواب کی یہ سبیل جاری رکھی ہوئی ہے۔ یہ دراصل زمین پر مائدۃ الرحمٰن (الوہی دسترخوان) ہے۔ جس کی سعادت سے یہی عظیم المرتبت لوگ نوازے جاتے ہیں۔ انسانی استطاعت وطاقت سے یہ ممکن نہیں ہوتا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت سے ہی اس قدر وسیع اسباب ووسائل میسر آتے ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں ایسے مزارات بکثرت موجود ہیں مثلاً سیدنا علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن شریف، خواجہ ہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح کے سینکڑوں مراکز اور مقامات ہیں جہاں آج بھی ہزاروں اور لاکھوں ایسے لوگ کھانا کھاتے ہیں جو بے روزگار اور بے سہارا ہوتے ہیں۔ غریب اور یتیم بچے، عورتیں، بوڑھے اور بیمار، سب بلاتمیز رنگ و نسل، عقیدہ و مذہب ان آستانوں پر آزادانہ کھاتے پیتے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق حضرت داتا صاحب کے احاطۂ مزار میں ہر روز 20 سے 30 ہزار لوگ مختلف شکلوں میں لنگر سے کھانا حاصل کرتے ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں بھوکوں، بے روزگاروں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا کوئی معمولی بات نہیں۔

یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی خصوصی عطاء سے ہی ممکن ہے ورنہ دنیا کا کوئی بادشاہ، دولت مند شخص یا تنظیم ایسا کرنے کی صلاحیت و قدرت نہیں رکھتی۔ پھر یہ سلسلہ دو چار دنوں یا مہینوں سے نہیں بلکہ صدیوں سے جاری و ساری ہے۔ ایسے نیک اور خدمتِ خلق پر مبنی عمل کو بلاسوچے سمجھے شرک و بدعت اور حرام کہنا بجائے خود بہت بڑی جسارت ہے۔ جیسا کہ اوپر ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہ اطعام الطعام کے فرمانِ الٰہی پر عمل درآمد کی ایک بہترین شکل ہے۔ جائز مشروع اور مخلوقِ خدا کیلئے مفید عمل کو بلا دلیل ناجائز عمل کہنا دراصل دین میں تجاوز ہے۔ یہ ایک طرف کی سوچ اور نقطۂ نظر ہے۔

دوسری طرف اس سے بھی زیادہ قباحتیں موجود ہیں۔ انہی قباحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کئی لوگوں نے اس لنگر یا نذر و نیاز کے کھانے سے متعلق بہت سی خود ساختہ باتیں گھڑ رکھی ہیں۔ کہیں اس کی شفا کے مبالغہ آمیز تذکرے کیے جاتے ہیں، کہیں اس کے عدمِ استعمال پر انجام بد سے ڈرایا جاتا ہے اور کسی جگہ کا لنگر ہر گناہ اور معصیت سے چھٹکارے کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ بزرگانِ دین کے مزارات اور ان کی قربت بلاشبہ باعثِ خیر و برکت ہے اور ان کے آستانوں پر توسلاً اللہ پاک بیماروں کو شفا بھی دیتا ہے مگر یہ سب فوائد اضافی ہیں بنیادی غرض و غایت تو ضرورت مندوں کی بھوک کا ازالہ ہے۔

علاوہ ازیں بعض مقامات اور مزارات پر اس نیک عمل کو بے جا پابندیوں اور اضافی شرطوں

Marfat.com

سے خاص کردیا جاتا ہے مثلاً شیرینی کے ساتھ مختلف تحریریں لکھ دی جاتی ہیں جن کے ذریعے زائرین پر نفسیاتی طور پر ترغیب وترہیب سے اثر انداز ہونے کی کوشش بھی کی جاتی ہے کہ یہ کھانے سے اتنے پھیرے اوراسی طرح کی نیاز کی مزید تقسیم ضروری ہے۔وغیرہ۔

یہ سب رسوم ورواج جہالت اور مزارات کے غلط استعمال کی مختلف شکلیں ہیں ایسی قباحتوں سے صاحبِ مزار کو یقیناً تکلیف پہنچتی ہے اس لئے ایسے امور سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔عرس کی شیرینی کھانے کے فضائل بیان کرنے اور نہ کھانے والے کومحروم سمجھے جانے کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عرس کی شیرینی کے متعلق یہ کہنا کہ جوکوئی اِس کوکھائے گا اُس کا جنت مقام ودوزخ حرام ہے یہ کہنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

انہوں نے جواب دیا :یہ کہنا جزاف اور یاوہ گوئی ہے۔اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس کا جنت مقام اورکس پر دوزخ حرام ہے۔عرس کی شیرینی کھانے پر اللہ ورسول کا کوئی وعدہ ایسا نہیں ثابت جس کے بھروسہ پر یہ حکم لگاسکیں۔یہ تقول علی اللہ کے مترادف ہے اور وہ ناجائز ہے۔

قال اللہ تعالی :اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (مریم، 19 : 78)

قال اللہ تعالی :أَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ، 2 : 80)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :وہ غیب پر مطلع ہے یا اس نے (خدائے) رحمٰن سے (کوئی) عہد لے رکھا ہے؟ (اسی طرح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا :تم اللہ پر یونہی (وہ) بہتان باندھتے ہو جو تم خود بھی نہیں جانتے۔(احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 4 : 219)

کلماتِ توسُّل میں احتیاط اگر کوئی جاہل یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ کے بغیر دُعا قابلِ سماعت ہی نہیں یا وسیلہ کا معنی یہ سمجھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ پر العیاذ باللہ کوئی بوجھ یا دباؤ پڑتا ہے، تو ایسا عقیدہ باطل ہے جس کا سلف صالحین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مزارات پر فاتحہ کے طریقہ کے متعلق پوچھا گیا کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا کریں؟ انہوں نے

Marfat.com

جواب دیا : مزاراتِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز میں مودبانہ سلام کرے۔ ختم وغیرہ پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی اس قرات پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اِتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اِسے میری طرف سے اِس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لئے دُعا کرے اور صاحبِ مزار کی رُوح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اُسی طرح سلام کرکے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے، نہ بوسہ دے۔ طواف بالاتفاق ناجائز ہے جبکہ سجدہ حرام ہے۔ احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، 212 : 4

سجدۂ تعظیمی اور قبر کی سمت سجدہ کرنے کی ممانعت سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔ غیر اللہ کو سجدۂ عبادت کھلا کفر ہے اور سجدۂ تعظیمی حرام ہے بلکہ ایسا عمل بھی ممنوع ہے جو سجدہ کی سی مشابہت رکھتا ہو وہ بھی مزارات پر نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت ابو مرثد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :ا تُصَلُّوْا إِلَى الْقُبُوْرِ وَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا.

قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ اُن پر بیٹھو۔

مسلم، الصحیح، کتاب الجنائز، باب النہی عن الجلوس علی القبر، 668 : 2، رقم 972 :

.2 نسائی، السنن، کتاب القبلۃ، باب النہی عن الصلوۃ إلی القبر، 67 : 2، رقم 760 :

.3 احمد بن حنبل، 135 : 4

بعض عامۃ الناس میں سے بعض لوگ مزارات کو بوسہ دیتے اور چوکھٹ چومتے ہیں یہ ناپسندیدہ فعل، مکروہ کے زمرے میں داخل ہے مگر شرک کے دائرے میں نہیں آتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین بوسی حقیقتاً سجدہ نہیں کیونکہ سجدہ میں سات اعضاء کا بیک وقت زمین پر رکھنا ضروری ہے۔

ہاں زمین بوسی اِس وجہ سے ممنوع ہے کہ مشابہ بت پرستی اور صورۃً قریب سجدہ ہے۔ حقیقتاً سجدہ نہ سہی پھر بھی منع ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مسئلہ پر باقاعدہ الگ کتاب الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ لکھی ہے جس میں

Marfat.com

انہوں نے ٹھوس دلائل سے سجدۂ تعظیمی اور خلافِ شرع اُمور کی تردید فرمائی ہے۔

اُعراس سے متعلقہ اُمور میں احتیاط متعلقاتِ اعراس کے بارے میں مخالفین کا طرزِ عمل تو واضح ہے کہ وہ ہر جائز اور مباح کو شرک و بدعت گردانتے ہیں جو کہ قرآن و سنت کے نصوص کے برعکس ہے لیکن ان مبارک امور کو ماننے والے بھی بعض اوقات ان کی انجام دہی میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں لہٰذا انہیں محتاط طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ان نازک اُمور کے بارے میں لکھتے ہیں :

ایں طعن مبنی است بر جہل بہ احوالِ مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ راہیچ کس فرض نمی داند۔ آرے زیارت و تبرک بہ قبورِ صالحین و امدادِ ایشاں باہداء ثواب و تلاوتِ قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب موجبِ فلاح و نجات است۔ و خلف را لازم است کہ سلف خود را بدیں نوع برّ و احسان نماید، چنانچہ در احادیث ثابت است کہ ولد صالح یدعو لہ۔ تلاوتِ قرآن و اہدائے ثواب را عبادت قرار دادن مبنی بر کمالِ بلادت و افراطِ جہل است۔ آرے اگر کسے سجدہ و طواف بہ نحوِ یا فلاں افعل کذا آرد مشابہت بہ عبدۃُ الاوثان کردہ باشد و چوں چنیں نیست پس در محل طعن نباشد۔

یہ طعن اور اعتراض حقیقتِ حال سے عدم واقفیت کے باعث کیا گیا ہے اِس لئے کہ شریعت کے مقرر کردہ فرائض کے سوا کوئی آدمی کسی شے کو اپنی طرف سے فرض نہیں سمجھتا۔ ہاں البتہ اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرنا اور اُن سے فیض و برکت حاصل کرنا اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کے بعد اُن کی ارواحِ طیبہ کو ثواب کا ہدیہ پیش کر کے اُن کی مدد کرنا، وہاں اچھی دُعائیں کرنا، مٹھائی یا کھانا تقسیم کرنا ایک اچھا عمل ہے اور فلاح و نجات کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ بعد میں آنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اسلاف پر اس طرح کا احسان کریں چنانچہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ نیک اولاد ماں باپ کے لئے دُعا مانگے۔ قرآن حکیم کی تلاوت اور اِس کے ایصالِ ثواب کو عبادت کے زُمرے میں داخل کرنا بے وقوفی اور جہالت پر مبنی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی قبر کے سامنے سجدہ کرے یا اُس کا طواف کرے یا اِن الفاظ میں دُعا کرے کہ اے صاحبِ مزار!

Marfat.com

میرا فلاں کام یوں کر دے، ایسا کرنا بتوں کے پجاریوں سے مشابہت پیدا کرتا ہے۔ چونکہ اولیاء اللہ کی قبروں پر آنے والے اِس طرح کا کوئی عمل نہیں کرتے اِس لئے اُن پر اِس قسم کا طعن درست نہیں ہے۔ (مہر علی شاہ، اعلاء کلمۃ اللہ 66 :)

برکت والی جگہ دفن ہونے کی خواہش:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ملک الموت سیدنا موسیٰ کے پاس بھیجا گیا تو جب وہ آیا تو سیدنا موسیٰ نے اس کے ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی اور وہ اپنے پروردگار کے پاس واپس گیا اور عرض کی کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ دوبارہ اسے عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ موسیٰ کے پاس پھر جا اور ان سے کہہ کر وہ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیں، پس جس قدر بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے، اتنے ہی سال کی زندگی انہیں اور دی جائے گی۔ چنانچہ فرشتہ آیا اور موسیٰ کو پیغام باری سنایا تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! جب وہ سب برس گزر جائیں گے تو پھر کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آئے گی۔ انہوں نے کہا: ابھی سہی۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: انہیں ارض مقدس سے بقدر ایک پتھر پھینکنے کے قریب کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرما کر مزید کہا: اگر میں اس مقام پر ہوتا تو تمہیں موسیٰ کی قبر، راستہ کے ایک طرف سرخ ٹیلے کے پاس دکھا دیتا۔ (صحیح بخاری، کتاب جنائز)

اس حدیث مبارکہ سے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پاکیزہ اعتقاد معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے مقدس زمین پر اپنی تدفین کی خواہش کی۔ جو لوگ اپنی تدفین کیلئے اولیاء کرام کے مزارات کے قرب میں قبر کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں نیک لوگوں کے قرب میں دفن ہوں اس کی اصل یہ حدیث ہے۔

اسی طرح وہ احادیث کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کے پہلو میں اپنی تدفین کی خواہش کی۔ اُن احادیث سے بھی نیک لوگوں کے پڑوس میں دفن ہونے کی اصل ہے۔

Marfat.com

انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعا کرنا

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔(المائدہ ،۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں (نجات کا) وسیلہ تلاش کرو۔

وسیلہ کی تعریف:

جس چیز سے کسی شئی تک رسائی حاصل کی جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے، وہ وسیلہ ہے۔(نہایہ، ج ۵،ص ۱۸۵، مطبوعہ ایران)

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا:

ترجمہ: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق کرتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی (ﷺ) کے وسیلہ سے کافروں پر فتح کی دعا مانگتے تھے تو جب وہ ان کے پاس تشریف لائے، تو انہیں جانا پہچانا۔اس سے منکر ہو بیٹھے تو منکروں پر اللہ کی لعنت ہو۔(البقرہ،۸۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہود، اوس اور خزرج کے خلاف جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح طلب کرنے کی دعا مانگتے تھے جب اللہ نے آپ کو عرب میں مبعوث کر دیا تو جو کچھ وہ آپ کے متعلق کہتے تھے اس کا انہوں نے انکار کر دیا، ایک دن حضرت معاذ بن جبل اور حضرت بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔ جب ہم مشرک تھے تو تم ہمارے خلاف سیدنا حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے تھے تم ہم کو یہ خبر دیتے تھے کہ وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں اور اس نبی کی وہی صفات بیان کرتے تھے جو نبی کریم ﷺ میں موجود ہیں۔اس کے جواب میں بنونضیر کے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے جس کو ہم پہچانتے ہوں اور یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہم تم سے ذکر کیا کرتے تھے۔

(جامع البیان، ج ۱،ص ۳۲۵، بیروت)

Marfat.com

امام ابو نعیم دلائل النبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کفار کے خلاف جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یوں فتح کی دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہم نبی امی (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ہماری مدد فرما۔ تو ان کی مدد کی جاتی۔ اور جب وہ نبی آ گئے جن کو وہ پہچانتے ہیں تو انہوں نے ان کا کفر کیا۔ جبکہ دوسری سند کے ساتھ دعا کا اس طرح ذکر ہے۔

اے اللہ! اپنے اس نبی کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما اور اس کتاب کے وسیلہ سے جو تو ان پر نازل کرے گا، تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو ان کو آخر زمانہ مبعوث فرمائے گا۔

(الدر المنثور، ج ۱، ص ۸۸، مطبوعہ ایران)

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنے کا حکم:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ سے عرض کیا، آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ٹھیک کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دوں اور اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے لئے موخر کر دوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اس نے کہا آپ دعا کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح سے وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے، اے اللہ! میں تیرے نبی (سیدنا) محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو، اے اللہ! میرے متعلق آپ ﷺ کی سفارش قبول فرما۔ (امام ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ ابو اسحاق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے)

(سنن ترمذی رقم الحدیث، ۳۵۸۹۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث، ۱۳۸۵۔ مسند احمد، رقم الحدیث، ۱۷۱۷۵)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک نابینا صحابی کو خود سکھایا ہے کہ تم اللہ کی بارگاہ میں میرے وسیلے سے دعا کرو۔ یہاں پر ہم اس بات کی وضاحت کر دیں کہ معاشرے میں کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو اس طرح جاہلانہ تبلیغ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کسی وسیلے کے بغیر کسی کی دعا کو نہیں سن سکتا، کیا کسی وسیلے کے بغیر اسکی بارگاہ میں رسائی نہیں ہو

Marfat.com

سکتی؟ اس طرح کی فضول اور بے مقصد باتیں بتا کر سادہ لوح لوگوں کی اسلام کی اصل تعلیمات سے دور کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس حدیث رسول ﷺ نے ایسے لوگوں کی بدعقیدگی کی کلی کھول دی ہے۔ کہ وسیلے سے دعا کرنا نہ صرف جائز بلکہ حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعا کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے اور یہ عرض کرتے، اے اللہ! ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو ہم پر بارش برساتا تھا، (اب) ہم اپنے نبی کے عم (محترم) کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں لہذا تو ہم پر بارش برسا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر لوگوں پر بارش ہوتی۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۱۰۱۰)

اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یہ دعا مانگا کرو۔

یا عبا داللہ اعینونی۔(حصن حصین، ص ۱۰۲)

اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

اللہ کی مدد اور اس کے نیک بندوں کی مدد

اللہ، رسول ﷺ اور مومنوں کا دوست ہونا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا، الخ۔

(المائدہ، ۵۵)

ترجمہ: بے شک اللہ، اور اس کا رسول (ﷺ) اور ایمان والے ہی تمہارے دوست ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی

Marfat.com

انہوں نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا اور قسم کھالی کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست (ہم نشینی) نہیں کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر آپ ﷺ کے نبی ہونے پر اور مومنوں کے دوست ہونے پر۔ یہ حکم آیت عام ہے جو تمام مومنوں کو شامل ہے کہ سب مسلمان ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ (خزائن العرفان، ص ۲۱۱، ضیاء القرآن لاہور)

اللہ مخلوق کے ذریعے مدد فرماتا ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **واتینا عیسی ابن مریم و ایدنہ بروح القدس۔** (البقرہ۔۸۷)

ترجمہ: اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا کیں اور ان کی پاک روح (جبرائیل) کے ذریعے مدد کی۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جہاں براہ راست بھی ہوتی ہے تاہم عام جو قاعدہ و قانون ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد اپنی مخلوق کے ذریعے فرماتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مخلوق کو مددگار کہنا بالکل جائز ہے۔

اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کراما کاتبین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں، جب تم میں سے سفر میں کسی کو کوئی مشکل پیش آئے تو وہ اس طرح پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، تم پر اللہ رحم فرمائے میری مدد کرو۔ (المصنف، ج ۱۰، ص ۳۹۰، ادارۃ القرآن کراچی)

تعجب یہ ہے کہ منکرین کے بہت بڑے عالم اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے تمام روای ثقہ ہیں اس حدیث میں ان لوگوں سے مدد حاصل کرنے پر دلیل ہے جو نظر نہ آتے ہوں جیسے فرشتے اور صالح جن اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ (تحفۃ الذاکرین، ص ۲۰۲، مطبوعہ بیروت)

بعد از وصال نبی کریم ﷺ کا مدد فرمانا:

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ مالک الدار جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک بار لوگوں پر قحط پڑ گیا ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی) رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ قحط سے ہلاک ہو رہے ہیں نبی کریم ﷺ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ، ان کو سلام کہو اور یہ خوشخبری دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی اور ان سے کہو کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو، تم سمجھ بوجھ سے کام لو، پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو یہ بشارت سنائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے اے اللہ! میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔ (المصنف، ج ۱۲، ص ۳۲ ادارۃ القرآن کراچی، فتح الباری، ج ۲، ص ۲۳۸، دلائل النبوۃ ج ۷، ص ۴۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ وصال مبارک کے بعد بھی اسی طرح اپنی امت کی مدد فرماتے ہیں جس طرح آپ ﷺ ظاہری دنیا میں مدد فرماتے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ سے مدد کیلئے اور دعا کیلئے گزارش کرنی چاہیے۔

اللہ کی عطا سے نبی کریم ﷺ عطا فرمانے والے ہیں

نبی کریم ﷺ عطا فرمانے والے ہیں؛

ترجمہ: اور ان کو صرف یہ ناگوار ہوا کہ اللہ اور رسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ **(التوبہ، ۷۴)**

نبی کریم ﷺ کی عطا پر راضی نہ ہونے والے منافق ہیں:

ترجمہ: اور کیسا اچھا ہوتا اگر وہ اس چیز پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول نے عطا کی اور وہ یہ کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے عنقریب ہمیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے عطا کریگا۔ **(التوبہ، ۵۹)**

ان آیات میں واضح بیان ہوا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی عطا کو

Marfat.com

نہیں مانتے وہ منافق وکافر ہیں۔ ہمارے ہاں بعض سادہ مبلغین لوگوں میں یہ باور کراتے ہیں کہ صرف اللہ کی عطا کو مانو۔ اس کے سوا کسی کو عطا کرنے والا نہ مانو حالانکہ قرآن نے کہا کہ ایسے لوگ جو اللہ کے ساتھ ساتھ اس کے نبی ﷺ کی عطا کو نہیں مانتے وہ منافق وکافر ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ یہ عقیدہ بھی رکھیں اور یہ الفاظ کہا کریں ہمیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ اپنے فضل سے عطا فرمائے گا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عطا کا اعلان:

ترجمہ: اور جب آپ اس شخص سے کہتے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ ﷺ نے انعام کیا۔ (الاحزاب، ۳۷)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حقیقی داتا یعنی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے چونکہ اپنے نیک بندوں کو عطا کیا ہوا ہے اور وہ اللہ کی عطا سے مخلوق کو دینے والے یعنی داتا ہیں۔ بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو داتا نہ کہو انہیں یہ پتہ ہی نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ خود اپنے نیک بندوں کو داتا بنانے والا ہے تو ان کم عقلوں کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ یہ انہیں داتا تسلیم نہیں کرتے

امام بخاری روایت کرتے ہیں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ خیبر کو فتح فرمائے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہوگا۔ پھر مسلمانوں نے رات اس طرح گزاری کہ وہ ساری رات مضطرب تھے کہ آپ صبح کس کو جھنڈا عطا فرمائیں گے۔ صبح کو سب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ان میں سے ہر شخص کو یہ امید تھی کہ آپ جھنڈا اس کو عطا فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا: علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے آپ نے فرمایا: ان کو بلاؤ، ان کو لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کیلئے دعا کی، وہ تندرست ہو گئے گویا ان کی آنکھوں میں درد کبھی تھا ہی نہیں، آپ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا، تو

Marfat.com

حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ان سے قتال کرتا رہوں گا حتیٰ کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں گے۔آپ نے فرمایا تم اپنی مہم پر روانہ ہو جاؤ حتیٰ کہ ان کے علاقے میں پہنچ جاؤ، پھر تم ان کو اسلام کی دعوت دو، اور ان کو بتاؤ کہ ان پر اللہ کے کیا حقوق واجب ہیں، قسم بخدا! اگر اللہ تمہاری وجہ سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہت بہتر ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۴۲۱۰، صحیح مسلم، ۲۴۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے لعاب مبارک میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت رکھی ہے کہ وہ جہاں لگے اگر مرض ہو تو تندرستی عطا فرمائے، یہاں ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک دوائی ایک مرض کیلئے یا چند ایک امراض کیلئے دوا ہونے کا کام کرتی ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے لعاب مبارک نے ایک یا چند ایک نہیں بلکہ لاجواب کمالات دیکھائے ہیں۔کہیں کڑوے پانی کو میٹھا کر دے، کہیں پانی کو کنارے پر لائے، کہیں پانی میں ملایا جائے تو پندرہ سو صحابہ کرام کے لئے کافی ہونے کی برکت دے، وغیرہ۔

آپ ﷺ اللہ کی عطا تقسیم فرمانے والے ہیں:

حضرت حمید بن عبد الرحمان نے کہا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین میں فقہ عطا کرتا ہے اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی اور کسی کی مخالفت سے اس کو ضرر نہیں ہوگا، حتیٰ کہ اللہ کا حکم آجائے (یعنی قیامت)

(بخاری شریف، ج ا ص ۱۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

بعد از وصال مبارک بھی صحابہ کرام کا برکت حاصل کرنا:

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے سرہانے بٹھایا اور فرمایا: اے علی! جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اس ہاتھ سے غسل

Marfat.com

دینا جس سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا تھا اور مجھے خوشبو لگانا اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس لیجانا، اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھول دیا گیا ہے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ واپس لا کر عامۃ المسلمین کے قبرستان میں دفن کر دینا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو غسل اور کفن دیا گیا اور میں نے سب سے پہلے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر پہنچ کر اجازت طلب کی میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوبکر آپ سے داخلہ کی اجازت مانگ رہے ہیں، پھر میں نے دیکھا کہ روضۂ اقدس کا دروازہ کھول دیا گیا اور آواز آئی۔ حبیب کو اس کے حبیب کے ہاں داخل کر دو بے شک حبیب ملاقاتِ حبیب کے لئے مشتاق ہے۔ (حلبی، السیرۃ الحلبیۃ، 493 : 3 سیوطی، الخصائص الکبریٰ، 492 : 2 ابن عساکر، تاریخ دمشق، 436 : 30)

قبروں کی زیارت کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ پس اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں تقویٰ اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۱۱۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان اہل ایمان کیلئے اور سچے اعتقاد والوں کیلئے مضبوط دلیل ہے کہ قبروں کی زیارت کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سنت سے ثابت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور لفظ "غوث" کا استعمال:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پہنچتے ہی کافر قوم پر حملہ کر دیا اور بلند آواز سے اپنی قوم مسلم کو خطاب کرتے ہوئے پکارا، **"ابشروا یا معشر المؤمنین! اتاکم الغوث من رب العالمین"**

ترجمہ: اے گروہ مسلمین! تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس رب العالمین کی طرف سے غوث اور دستگیر آ گیا ہے۔ (فتوح الشام، ج۲، ص۲۵۶، امام واقدی، متوفی ۲۰۷ھ، مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور)

Marfat.com

دوسری اور تیسری صدی ہجری کے عظیم امام، امام واقدی علیہ الرحمہ کی عظیم تصنیف جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جہادی کارناموں پر مشتمل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی غوث کا لفظ مددگار اور مدد کرنے والے کیلئے استعمال ہوا کرتا تھا۔

مزارات پر گنبد بنانا:

ترجمہ: اور اس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کے حال سے واقف کر دیا تا کہ ان کو یقین آجائے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے جب لوگ ان کے معاملہ میں بحث کرنے لگے تو انہوں نے کہا ان کی غار کے قریب عمارت بنا دو، ان کا رب ان کے حالات کو زیادہ جاننے والا ہے، جو لوگ ان کے معاملات پر زیادہ حاوی تھے۔ انہوں نے کہا ہم ضرور بہ ضرور ان کے قریب مسجد بنائیں گے۔ (الکھف، ۲۱)

اصحاب کہف جو اللہ کے ولی تھے جب اللہ نے ان کو دوبارہ نیند یعنی حقیقی وصال سے دوچار کیا تو ان کی قبروں پر عمارت بنادی گئی اور ان کی قبروں کے قریب مسجد بنادی گئی۔

اکثر علماء، مفسرین اور محدثین کی نزدیک اس آیت کی روشنی میں اولیاء اللہ کے مزار پر ان کی یادگار قائم کرنا اور ان کے قرب و جوار میں مسجد تعمیر کرنا اور وہاں نماز پڑھنا اور ان سے برکت حاصل کرنا اور فیض حاصل کرنا جائز ہے۔ جبکہ چند علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

(تبیان القرآن، ج ۷، ص ۸۷، فرید بک سٹال لاہور)

صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں تمہارے حق کی معرفت میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کی اتباع کرنا کافی ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے ساتھ کیا کیونکہ وہ روئے زمین کی سب سے افضل قبر ہے بلکہ وہ عرش سے بھی افضل ہے آپ کے اصحاب آپ کی قبر کی زیارت کرتے تھے اور اس پر سلام پڑھتے تھے لہٰذا تم اصحاب رسول کی اتباع کرو۔

(روح المعانی، جز ۱۵، ص ۲۴۶، بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہ اللہ علیہم کی قبروں پر مزارات بنانا جائز و مستحسن عمل ہے اور ان کے ساتھ مسجد بنانا جس میں نماز پڑھنا، برکت حاصل کرنا جائز

Marfat.com

ہے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں ہے۔

قد اباح السلف البناء علے قبور المشائخ والعلماء المشھورین لیزورھم الناس ویستریحو ابالجلوس "پہلے علماء نے مشائخ اور علماء کی قبروں پر عمارت بنانا جائز فرمایا ہے تاکہ ان کی زیارت کریں۔ اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔"

جاہلوں کے مزارات بنانا منع ہے:

یاد رہے اولیاء کرام اور نیک لوگوں کے مزارات بنانا جائز ہے جبکہ جاہل و خلاف شرع زندگی بسر کرنے والے نام نہاد جعلی پیروں کو پیر ماننا حرام، ان کی بیعت منع، ان کی قبروں پہ گنبد بنانا منع ہے۔ کیونکہ جاہل اس تعظیم کے لائق نہیں۔

کن لوگوں کی قبروں پر جانا منع ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تقم علی قبرہ ،انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ۔(التوبہ ۔۸۴)۔

ترجمہ: اور ان کی قبر پر کھڑے نہ ہونا بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے منکر ہیں اور فسق ہی میں مر گئے۔

اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ منافقین کی قبروں پر نہ جائیں کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس رسول ﷺ پر صحیح معنوں میں ایمان نہیں لایا۔ یہی حکم کافروں اور مشرکوں کا ہے کہ کفار و مشرکین کی قبروں پر جانا منع ہے۔ ہمارے معاشرے کے کئی نادان لوگ بڑی جرأت مندی کے ساتھ اور لوگوں کی اصلاح کی غرض سے کہتے پھرتے ہیں کہ قبروں پر جانا منع ہے حرام ہے قبروں کی زیارت مت کرو، ان جاہلوں اور سادہ لوح تعلیم یافتہ لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں، مشرکین، منافقین اور گمراہ کن لوگوں کی قبروں پر جانے سے منع کیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ لوگ عوام کو قبروں کی زیارت سے منع کرتے ہوئے مسلمانوں کے قبرستان میں

Marfat.com

موجود مومنوں کی قبروں کو منافقوں اور کافروں کی قبریں قرار دے رہے ہیں۔

حالانکہ مسلمانوں کو قبروں پر جانا چاہیے تاکہ مسلمانوں کی قبروں اور کافروں کی قبروں کے درمیان فرق واضح ہو جائے اور اسی طرح قبروں پر جا کر قرآن پاک کی تلاوت کی جائے تاکہ مشرکین کی قبروں پر ہونے والے معمولات اور مسلمانوں کے قبرستان کے معمولات میں واضح فرق ہو جائے۔

مسلمانوں کے قبرستان میں قرآن پڑھو:

فرمان نبی ﷺ: تم یٰسین کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اس دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کی نماز جنازہ پڑھائی، ان کو قبر میں اتارا، جب ان کی قبر کی مٹی برابر کر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ''سبحان اللہ'' کہا اور ہم نے بہت دیر تک سبحان اللہ کہا،، پھر آپ نے ''اللہ اکبر'' کہا اور ہم نے بھی اللہ اکبر کہا، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سبحان اللہ اور اللہ اکبر کس غرض سے کہا؟ آپ نے فرمایا، اس نیک بندے پر قبر تنگ ہو گئی تھی حتی کہ اللہ نے اس پر کشادگی کر دی۔ (مسند احمد، ۱۴۸۰۹) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور کثیر کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔

اسی حدیث سے قبر پر اذان کا استدلال بھی ہے کہ اہل قبر کو دنیا میں اذان کے وقت پڑھا ہوا کلمہ طیبہ یاد آ جائے۔ اور وہ ثابت قدمی سے فرشتوں کے سوالوں کا جواب دے سکے۔

کن لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے:

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا۔ (التوبہ۔ ۸۴)

ترجمہ: اور ان میں کسی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھنا۔ اس آیت میں بھی منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ ان کا عقیدہ کافروں والا ہے وہ لوگ ظاہری طور پر تو اپنے آپ کو مسلمان بلکہ ظاہری عبادات میں مسلمانوں سے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور لمبی لمبی

Marfat.com

نمازیں بھی پڑھتے ہیں اوران کا ظاہری لباس عام مسلمانوں سے بھی بڑھ کر اسلام کے مطابق لگتا ہے لیکن ان کے اندر کا عقیدہ کافروں والا ہے کہ جس طرح کافر اسلام کو نہیں مانتے اسی طرح وہ بھی اسلام کو دل سے تسلیم نہیں کرتے۔

کافروں کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی نہ ہی ان کی قبروں پر جانے کی اجازت ہے اسی طرح ان کیلئے کسی قسم کا ایصال ثواب بھی نہیں کیا جائے گا۔

کئی نادان لوگوں نے کافروں کی روش اختیار کی ہوئی ہے اور اپنے مردوں سے ایسا سلوک کرتے جیسا کہ کافر اپنے مرنے والوں سے سلوک کرتے ہیں ایسے لوگوں کے گمراہانہ وعظ وتبلیغ سے بچنا ضروری ہے۔

قبر پر اذان دینا اور دعا کرنا:

نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ میت کے دفن کیے جانے کے بعد اس کی قبر پر کھڑے رہتے اور اس کیلئے دعا فرماتے کہ اللہ تعالیٰ اس کو منکر نکیروں کے سوالوں میں ثابت قدم رکھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو، اور اس کیلئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو، کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث، ۳۲۲۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور اس کیلئے دعا کرنی چاہیے اور ایسے کلمات پڑھے جائیں جس کی وجہ سے میت فرشتوں کے سوالوں کے جواب آسانی سے دے سکے، تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قبر پر اذان دی جائے تا کہ میت اس اذان کو سن کر قبر کے سوالوں کا جواب آسانی سے دے سکے۔ اور اسی طرح دعا و استغفار بھی کیا جائے۔

کئی ایک نادان لوگ قبر میں میت کو دفن کرنے کے بعد لحہ بھر وہاں ٹھہرنا پسند نہیں کرتے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی یہ باور کراتے ہیں کہ کوئی دوسرا کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا، اس قسم کی گمراہانہ باتیں اور من گھڑت مسائل سنا کر لوگوں کی اسلام کی تعلیمات سے دور کرنے میں

Marfat.com

مصروف نظر آتے ہیں۔ جبکہ انہیں جان لینا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر غور کریں آپ کا مبارک طریقہ لحہ بہ لحہ میت کی بھلائی اور اس کی بخشش کے سبب کے در پے رہتا تھا کہ کسی بہانے یا وسیلے سے اس فوت ہونے والے کی بخشش ہو جائے

علامہ شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمہ نے ''البحر الرائق '' کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض کتب شافعیہ میں لکھا ہے کہ نو مولود، غمزدہ، مرگی میں مبتلاء، غصہ سے مدہوش، اور بد خلق شخص کے کان میں اذان دینا، جہاد میں گھمسان کی جنگ کے وقت اور آگ لگنے کے وقت اذان دینا سنت ہے اسی طرح میت کو قبر میں اتارتے وقت بھی اذان دینے کو سنت لکھا ہے۔ تا کہ میت کی انتہاء، ابتداء کے اور موت پیدائش کے موافق ہو جائے۔ یعنی جس طرح دنیا سے آتے وقت اذان سنی تھی اسی طرح جاتے وقت بھی اذان سن کر جائے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۳۵۷، عثمانیہ، استنبول)

میت کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو ''لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کی تلقین کرو۔

(صحیح مسلم، ج ا، ص ۳۰۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

شارحین حدیث نے تلقین کا طریقہ لکھا ہے کہ مرنے والے کے پاس تلقین اس طرح کریں کہ اس کے پاس بہ آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیں، اور اسے خود مخاطب ہو کر یہ نہ کہیں کہ کلمہ پڑھو کیونکہ ہو سکتا ہے حالت نزاع میں وہ یہ کہہ بیٹھے کہ میں نہیں پڑھتا تو یہ کہنا کفر ہے اور کہیں اس کا آخری کلام کفر ہی نہ بن جائے۔

اور حالت نزاع کے بعد کلمہ کی تلقین اس طرح کی جائے کہ کلمہ طیبہ کا بہ آواز ورد کیا جائے اور ایسے ہی قبر پر اذان پڑھی جائے تا کہ اسے دنیا میں اذان کی آواز کا تصور یاد آ جائے۔

میت کے حق میں زندہ مسلمانوں کی شفاعت:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا فرزند قدید یا عسفان میں

Marfat.com

فوت ہوا، آپ نے کریب سے کہا دیکھو جنازہ میں کتنے لوگ ہیں؟ کریب کہتے ہیں کہ میں نکلا تو دیکھا کہ لوگ جمع ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہارے اندازے میں وہ چالیس ہیں میں نے کہا ہاں، تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنازہ نکالو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے لوگ ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما لیتا ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۰۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ زندہ لوگوں کی وجہ سے مرنے والوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے حتی کہ زندہ لوگ اگر چالیس مسلمان نماز جنازہ پڑھ دیں تو اللہ تعالیٰ مرنے والے کی بخشش فرما دیتا ہے۔

زندہ لوگوں کی گواہی پر جنت یا دوزخ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے، واجب ہو گئی ہے، واجب ہو گئی ہے اور دوسرا جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی مذمت کی، تب بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے، واجب ہو گئی ہے واجب ہو گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ایک جنازہ گزرا اس کی اچھائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی ہے، واجب ہو گئی ہے، واجب ہو گئی ہے، اور ایک دوسرا جنازہ گزرا اس کی برائی بیان کی گئی تو پھر بھی آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: جس جنازے کی تم نے تعریف کی اس کیلئے جنت واجب ہو گئی اور جس جنازے کی تم نے مذمت کی اس کیلئے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۰۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں کتنا صاف اور گمراہوں کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی کھول دینے والا بیان ہے اور وہ لوگ جو عوام میں یہ باور کرواتے پھرتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو نفع یا نقصان

Marfat.com

نہیں پہنچا سکتا، لہٰذا ایصال ثواب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، ختم دلوانے کی کوئی ضرورت نہیں، انہیں سوچنا چاہیے کہ وہ کس قدر اپنے مردوں پر ظلم کر رہے ہیں کہ ان کی بخشش کے ذرائع ختم کرنے کے درپے ہو رہے ہیں، کوئی مسلمان کسی مسلمان کا دشمن نہیں ہو سکتا، سوائے ان گمراہ فرقوں کے، کیونکہ وہ مسلمانوں کو جنت کی بجائے دوزخ کے راستے پر چلانے کیلئے کمر بستہ رہتے ہیں، اور خود فریبی میں اپنے آپ کو اسلام کا صحیح علمبردار سمجھتے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ بہانے بہانے سے اپنے مسلمان بھائیوں کی بخشش کے ذرائع پر عمل پیرا ہوں تاکہ ان کے مسلمان بھائیوں کی بخشش ہو جائے۔ اسی طرح اپنے فوت ہونے والے مسلمان بھائیوں کی تعریف کریں اور ان کی مذمت نہ کریں۔

قبروں پر پھول چڑھانا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں، جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور ان کو کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیا جا رہا تھا، پھر آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، ان میں سے ایک پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔ پھر آپ نے درخت کی ایک شاخ منگائی، پھر اس کے دو ٹکڑے کیے، پھر ہر قبر کے اوپر ایک، ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کس غرض سے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ خشک نہیں ہوں گے ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۸۴، قدیمی کتب خانہ کراچی

صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۹۲، جامع ترمذی، ۷۰، سنن نسائی، ۳۱، سنن ابن ماجہ، ۳۴۷ وغیرہ)

اس حدیث کے پیش نظر لوگ آج بھی مسلمانوں کی قبروں پر پھول ڈالتے ہیں کہ جب تک وہ خشک نہ ہوں گے صاحب قبر کے عذاب میں کمی ہو جائے گی۔ اور اگر صاحب قبر بخشا ہوا ہے تو اس کے درجے بلند ہوں گے۔

Marfat.com

قبر میں ثواب وعذاب کا علم:

اسی ذکر کردہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو یہ علم عطا فرمایا ہے جس سے آپ نہ صرف ظاہری پوری کائنات کا مشاہدہ فرماتے ہیں بلکہ آپ ﷺ اہل قبور کے احوال بھی جانتے ہیں۔ اہل قبور کے احوال جو دنیا کی مخلوق سے غیب ہیں آپ ﷺ اسے جانتے ہیں۔

اہل قبور کی زندگی کے احوال کا علم:

اسی حدیث میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک ان میں سے پیشاب کے قطروں سے بچا نہیں کرتا تھا جبکہ دوسرا غیبت کرتا تھا۔ حالانکہ ان لوگوں نے کہاں زندگی گزاری اور کس طرح گناہ کیے اور لاکھوں لوگ گناہ کرتے ہیں جس کا علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو یہ علم عطا فرمایا ہے کہ آپ کو انکی زندگی کے احوال بھی جانتے تھے اور آپ نے ان کے عذاب اور گناہوں کو بیان کر دیا۔

تر شاخ کے ذریعے عذاب میں کمی:

درخت کی وہ شاخ جو اللہ کی حمد و تسبیح کرتی ہے اس حدیث کے مطابق اس کی وجہ سے عذاب میں کمی آجاتی ہے تو کیا قبر پر اللہ کا کلام مقدس قرآن مجید پڑھنے کی وجہ سے اہل قبر کے عذاب میں کمی نہیں آئے گی؟ کس قدر جاہل لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ قبروں پر جانے کا کیا فائدہ؟ تم انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ انہیں کسی ختم کا ثواب نہیں پہنچتا۔ انہیں کسی تیجہ، دسواں اور چہلم پر پڑھے ہوئے کا ثواب نہیں پہنچتا۔ ایسے نادان لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ ایک درخت کی شاخ کی بیان کردہ تسبیح سے عذاب میں کمی آجاتی ہے تو وہ مسلمان و مومن جو باوضو ہو کر اپنی زبان پر اللہ کا کلام پڑھتا ہے۔ کیا اس کی وجہ سے عذاب میں کمی نہیں آئے گی؟ ہمارا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یقیناً اہل قبور پر قرآن پڑھنے سے ان کی بخشش ہوتی ہے۔

Marfat.com

اہل قبور کی تعداد کے برابر ثواب:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص قبرستان کے درمیان سے گزرے اور اس نے گیارہ مرتبہ (سورہ، الاخلاص) "**قل ھو اللہ احد**" کو پڑھا پھر اس کا ثواب قبرستان کے مُردوں کو بخش دیا، تو اس شخص کو بھی اتنا اجر دیا جائے گا، جتنا اجر ان مُردوں کو دیا جائے گا۔ (جمع الجوامع، رقم الحدیث، ۲۳۱۵۲)

جمعہ کے دن والدین کی قبر پر جانا:

محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن والدین کی قبر یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کیلئے نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۱۵۴، قدیمی کتب خانہ کراچی، رواہ بیہقی فی شعب الایمان مرسلا)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی قبروں کی زیارت کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں یہاں ان کم علم لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو لوگوں کو قبروں پر جانے سے منع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں یہاں پر ضمنی طور پر یہ بات بھی سامنے آ رہی ہے کہ والدین کا اولاد پر کس قدر احسان ہوتا ہے کہ بعد از وصال قبر میں جانے کے باوجود اپنی اولاد کیلئے باعث اجر ثابت ہو رہے ہیں اور ان کی وجہ سے اولاد کے گناہ معاف اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

فوت ہونے والے کے نام کا صدقہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اس کو فائدہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

(سنن ابوداؤد، ۲۸۸۲، جامع ترمذی، ۶۶۹، سنن نسائی، ۳۶۵۵)

Marfat.com

ہر سال قبروں پر جانا سنت ہے:

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے۔ اوران کو سلام کرتے تھے۔

(ردالمحتار، ج۱، ص ۸۴۳، مطبوعہ عثمانیہ، استنبول)

قبروں پر چادریں چڑھانا:

بیت اللہ شریف اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کے احترام کیلئے اس پر غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ جبکہ اولیاء اللہ بھی شعائر اللہ ہیں اس لئے ان کے مزارات پر چادریں ان کے احترام کیلئے چڑھائی جاتی ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی لکھتے ہیں۔ کہ میں کہتا ہوں کہ ائمہ سلف، صالحین اور اولیاء اللہ بھی شعائر اللہ ہیں کیونکہ جو چیز اللہ کی ذات یا اس کی کسی صفت کی علامت ہو وہ شعائر اللہ میں داخل ہے اور اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے اور جس کی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا خوف پیدا ہو جائے، اور اللہ کی عبادت کی طرف دل جھک جائے، تو اللہ تعالیٰ کے ولی میں شعائر اللہ ہونے میں کیا شک ہے اور جب قربانی کا جانور شعائر اللہ ہو سکتا ہے تو انسان کامل، اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اللہ شعائر اللہ کا مصداق کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور جب ریت، مٹی، اور پتھروں سے بنی ہوئی مسجدیں شعائر اللہ کا مصداق ہو سکتی ہیں تو اللہ کا بنایا ہوا انسان کامل، اور اس کا سنوارا ہوا ولی کامل شعائر اللہ میں کیوں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور ان کی قبروں کے ارد گرد روشنی کرنا تاکہ مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کر سکیں اور ان کے مزارات پر گنبد بنانا اور ان کی قبروں پر چادریں چڑھانا یقیناً شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ (تبیان القرآن، ج ۷، ص ۷۵۰، فرید بک سٹال لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ مزارات پر چادریں چڑھانا یہ ان کی تعظیم کی وجہ سے ہے جسے قرآن نے دلوں کا تقویٰ کہا ہے یقیناً انہی لوگوں کو دلوں کا تقویٰ یعنی ان کے دل ہر قسم کی منافقت سے پاک ہوتے ہیں جو اولیاء کرام کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہر وہ عمل جس کی وجہ سے صاحب مزار کی تعظیم پائی جاتی ہے اسے بجالاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بعض عناصر ایسے بھی ہیں جو مزارات

Marfat.com

اولیاء کی توہین کرتے رہتے ہیں اکثر مشاہدہ ہوا ہے کہ یہ لوگ دلوں کے تقویٰ سے خالی ہیں بلکہ ان کے دلوں میں منافقت پائی جاتی ہے۔

مزارات کی تعمیر:

ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب۔(الحج،۳۲)

ترجمہ: اور جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ کے آثار سے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی یادگاروں کی تعظیم کرنے سے دلوں کا تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔اسی آیت سے کثیر مفسرین نے یہ حکم بیان کیا ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات اس لئے تعمیر کیے جاتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں اور ان کی تعظیم کرنا دلوں کا تقویٰ ہے۔

مغالطے کا ازالہ:

ہماری یہ ساری تحریر جو مضبوط دلیل کے ساتھ لبریز ہے یہ صرف اللہ کے ولیوں کی تعظیم اور دلوں کا تقویٰ حاصل کرنے کی غرض سے ہے۔یاد رہے معاشرے میں کئی قسم کے جاہلی پیر و مرید بھی ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، جو بے نمازی ہونے کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ کا مذاق کرتے ہیں ایسے لوگ ولی نہیں ہوتے بلکہ شیطان کے مسخرے ہوتے ہیں ۔ یہ لوگ اولیاء اللہ کو بدنام کرنے والے ناپاک عناصر ہیں ہماری تائید ایسے جاہل بے دین لوگوں کی حمایت میں ہرگز نہیں ہے۔

کئی نام نہاد بدعقیدہ لوگ جو اس انداز سے لوگوں میں تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں کہ انہوں نے چند جاہل پیروں کی مثالیں لوگوں کے سامنے بیان کیں، اور کہا کہ دیکھو اس طرح کے لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں؟ اس طرح وہ جاہل پیروں کی حرکات اور خلاف شرع کارروائیوں کا بہانہ بنا کر اللہ کے ولیوں سے بغض خرید کر اپنے ایمانوں کا جنازہ نکال دیتے ہیں، اور دوسروں کو بدعقیدہ بنانے میں کوئی لمحہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ۔ہم ایسے جاہل پیروں اور بے دین بدعقیدہ لوگوں کی چالوں سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔

Marfat.com

نعلین مبارک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ:

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المواہب اللدنیۃ 118 : 2)۔119) میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام میں سے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں تکیہ، مسواک، نعلینِ مبارک اور وضو کے لیے پانی لے کر حاضر رہتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعلینِ مبارک پہنا دیتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین اٹھا کر بغل میں دبا لیتے تھے۔ اسی وجہ سے انہیں صاحب نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک جوڑوں کو اٹھانے والے صحابی کہا جاتا ہے۔ (مزی، تہذیب الکمال، 112 : 16 عسقلانی، تہذیب التہذیب، 25 : 6)

انبیاء کرام علیہم السلام کی جائے پیدائش برکت والی جگہ ہے:

میں مکۃ المکرمہ کے راستے میں ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہر گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس موقع پر مجھ سے مخاطب ہوئے آپ نے دریافت فرمایا آپ اس درخت کے نیچے کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس کے سایہ کی وجہ سے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آپ منیٰ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا تو وہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی ہے جس کو سُرَّبَہ یا سُرَرُ کہتے ہیں وہاں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء علیہم السلام کی ناف کاٹی گئی (یعنی وہاں ان کی ولادت باسعادت ہوئی)۔

(نسائی، السنن، کتاب مناسب الحج، باب :ما ذکر فی منی، 248 : 5، رقم 2995 :مالک، الموطأ، 1 : 423، رقم 949 : أحمد بن حنبل، المسند، 138 : 2، رقم 6232 :)

اس حدیث کے تحت ابنِ عبدالبر نے شرح مؤطا التمہید میں لکھا ہے :

اس حدیث میں انبیاء اور صالحین کے رہنے والی جگہوں، مقامات اور ان کی رہائش گاہوں سے تبرک کا ثبوت ہے (۔ابن عبدالبر، التمہید، 66 : 13)

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے تبرکات:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات مثلاً زرہ، عصا، تلوار، پیالہ اور انگوٹھی اور ان میں سے جن چیزوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء نے استعمال کیا جنہیں تقسیم نہیں کیا گیا، اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک اور نعل مبارک اور برتن کا بیان جن سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگ برکت حاصل کرتے تھے۔ (بخاری، الصحیح، کتاب فرض الخمس، باب 5 :)

مقام ولایت

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لاھم یحزنون (یونس ۔۶۲)

خبردار! بے شک اللہ کے اولیاء کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم زدہ ہوں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بعض بندوں میں سے ایسے انسان ہیں جو نبی ہیں نہ شہید۔ (لیکن) اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی ان کی تحسین کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ: ہمیں خبر دیں وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے محض اللہ کی وجہ سے محبت کرتے ہیں حالانکہ وہ لوگ ان کے رشتہ دار ہوتے ہیں نہ ہی ان کو ان سے کوئی مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے منور ہوں گے اور بے شک وہ نور پر فائز ہوں گے۔ اور جب لوگ خوف زدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غم زدہ ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون (یونس ۔۶۲)

(سنن ابوداؤد۔ رقم الحدیث۔ ۳۵۲۸)

Marfat.com

ولی کی تعریف:

ولی سے مراد وہ شخص ہے جو عالم باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ ہمیشگی کے ساتھ عبادت کرنے والا ہو (فتح الباری۔ج ۱۱۔۳۴۲۔عمدۃ القاری، جز ۳۔ص ۸۹۔مطبوعہ مصر)

حواس خمسہ میں خصوصی عطائے الٰہی:

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اولیاء اللہ نہ تو خوف زدہ ہوں گے اور نہ ہی غم زدہ۔جبکہ اس کا تعلق ہماری توجیہ کے مطابق صحیح بخاری شریف کی اس حدیث کے ساتھ واضح ہے اور وہی حدیث اس کا معنی بیان فرمارہی ہے۔کہ جب اللہ اپنے ولی کو مقام قرب عطا فرماتا ہے تو وہ اسکی سماعت بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اسی طرح بصارت اور دیگر حواس خمسہ کی قوت کا بیان کیا گیا ہے حالانکہ کائنات کا ہر شخص بلکہ ہر ذی روح یا ہر مخلوق اسی کی عطا کردہ قوت کے ساتھ ہی حواس خمسہ یا دیگر اعضاء کی طاقتوں کا استعمال کرتے ہیں۔لیکن اولیاء کرام کو حواس خمسہ کے ذریعے ایک خاص قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ باقی طاقتوں سے ممتاز اور جداگانہ طاقت رکھتے ہیں۔اسی لئے تو لوح محفوظ پر لکھی ہوئی تحریر پڑھ لیتے ہیں آخر ان کے پاس نگاہ بصیرت کا خاص عطیہ ہے جسکی وجہ سے پڑھتے ہیں۔

اسی طرح جب ہم خوف اور غم کی کیفیت کا اندازہ لگاتے ہیں تو اس کا اظہار بھی حواس خمسہ سے محسوس کرتے ہیں اور حواس خمسہ ہی اس کا اظہار کرتے ہیں یا دیگر اعضاء بھی اس کا اظہار کرتے ہیں۔جہاں تک دنیا کے خوف اور غم کا تعلق ہے اس پر اولیاء کرام کو عطا کردہ خصوصی عطیہ الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے تمام کائنات کے خوفوں اور غموں سے وہ بے پرواہ ہوتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ منصور حلاج نے مسکرا کر پھانسی کے رسے کو چومتے ہوئے اور بے خوف ہو کر ہاتھ میں تھام لیا۔کیا آپ نے نہیں سمجھا کہ کئی اولیاء کرام جن کا دنیاوی مال واسباب سب کچھ لٹ جاتا تو وہ اس پر کچھ غمزدہ نہ ہوتے۔کیونکہ اس قسم کے خوف اور غم پر ان کے حواس کو غلبہ حاصل تھا۔

اسی طرح آخرت کا خوف بھی انہیں نہ ہوگا کیونکہ اس پر انہیں عطا کردہ قرب الٰہی غالب ہوگا جس کی قوت وشان کی وجہ سے خوف نہ ہوگا۔اور انہیں غم اس لئے نہ ہوگا کہ دنیا کی کامیاب زندگی

Marfat.com

بسر کر کے وہ سرخرو ہو چکے ہوں گے۔ عام مومنین کی طرح حسرت نہ ہوگی۔

جب تک ہمارے دل پر کسی کی نگاہ تھی
غم تھا بھی کچھ، تو لذتِ غم بے پناہ تھی

خوف اور غم کا مطلب:

کسی واقعہ کے پیش آنے سے پہلے جو اس کی وحشت سے انسان پر حالت طاری ہو۔ اسے خوف کہتے ہیں اور کسی واقعہ کے رونما ہو جانے کے بعد جو غم کی حالت طاری ہو اسے غم کہتے ہیں۔

تخت بلقیس اور ہماری ٹیکنالوجی:

قرآن مجید میں ہے۔

قال الذی عنده علم من الکتاب انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک ،فلما راه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی (النمل،۳۹)

ترجمہ: جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اس تخت کو آپ کے پاس پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں تو جب سلیمان (علیہ السلام) نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔

صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں کہ یہ تخت دو ماہ کی مسافت پر واقع تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ایک ولی نے اسے پلک جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر کر دیا۔ جمہور مفسرین کے نزدیک اس شخص کا نام آصف بن برخیا تھا۔

آج جب سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور دورہ ہے اور بہت سی جدید ایجادات کو ہر صاحب عقل و شعور تسلیم کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن اس دنیا میں جو تصرف اللہ کے ولیوں کو حاصل ہے وہاں تک ہماری سائنس اور ٹیکنالوجی کی پہنچ نہیں ہے۔ یہ مانا کہ یوں لگتا ہے جیسے زمین کے تمام خزانے باہر آرہے ہیں اور لوگوں کا ان میں تصرف اور ان سے فوائد بے شمار ہو چکے ہیں لیکن ان تمام ٹیکنالوجیوں سے بڑھ کر وہ ٹیکنالوجی ہے جو اللہ کے ولیوں کو حاصل ہے۔

Marfat.com

تازہ پھل:

حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں دیکھتے تھے اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں دیکھتے تھے۔ جس کا قرآن نے بیان فرمایا ہے۔

کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا قال یمریم انی لک هذا قالت هو من عندالله ،ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب .(آل عمران ،۳۷)

جب بھی زکریا اس کے پاس اسکی عبادت کے حجرے میں داخل ہوتے ،تو اس کے پاس رزق موجود پاتے ،انہوں نے کہا: اے مریم! تمہارے پاس یہ رزق کہاں سے آیا؟ مریمؑ نے کہا: یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

آج دنیا میں بڑی حد تک فریج سسٹم آگیا ہے لیکن اس کے باوجود جس قدر تازہ پھل حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ کی طرف سے عطا ہوتے تھے۔ ان کی مثل ہماری سائنس کی ہمت نہیں۔

تصرف انبیاء واولیاء اور مقام "کن":

اللہ تعالی کے مقربین انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالی نے مقام کن عطا فرمایا ہے کہ وہ کسی امر کے بارے میں فرمادیں کہ وہ ہوجائے تو وہ ہوجاتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال قرآن نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

ترجمہ: (حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اے میرے قید کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور رہا دوسرا تو اس کو سولی دی جائے گی۔ پھر پرندے اس کے سر سے (گوشت کو نوچ کر) کھائیں گے تم جس کے متعلق سوال کرتے تھے اس کا اسی طرح فیصلہ ہوچکا ہے۔ (یوسف،۴۱)

ابن سائب نے بیان کیا ہے کہ جب ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں انگور کے تین خوشوں سے شراب نچوڑ رہا ہوں تو آپ نے فرمایا: تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ تین خوشوں سے مراد تین دن ہیں تین دن

Marfat.com

کے بعد بادشاہ تم کو بلوائے گا اور دوبارہ تم کو تمہارے منصب پر بحال کر دے گا۔اور نانبائی سے فرمایا:تم نے برا خواب دیکھا ہے کہ تم روٹی کی تین زنجیریں اٹھائے ہوئے ہو۔تین زنجیروں سے مراد تین دن ہیں تین دن گزرنے کے بعد بادشاہ تم کو بلائے گا اور تم کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دے گا۔اور پرندے تمہارے سر سے گوشت نوچ کر کھائیں گے۔اس پر ان دونوں نے کہا کہ ہم نے تو کوئی خواب دیکھا ہی نہیں تھا۔تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: جس چیز کے متعلق تم نے سوال کیا اس کا اسی طرح فیصلہ ہو چکا ہے (یعنی تمہارے خوابوں کی تعبیر میں جو کچھ ہم نے کہہ دیا ہو گیا) یعنی اس معاملہ سے فراغت ہو چکی ہے خواہ تم نے سچ بولا یا جھوٹ بولا۔عنقریب اسی طرح واقع ہوگا۔(زادالمیسر، ج۴،ص۵۹۷، بیروت)

اس بیان کردہ قرآن کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: "قضی الامر" کہ جو ہم نے کہہ دیا وہ ہو گیا۔یہی وہ تصرف تھا جو لفظ کن کا مقام رکھتا ہے۔

قبروں والے سنتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے (الحدیث) (صحیح بخاری، ج۱،ص۱۸۳ قدیمی کتب خانہ کراچی۔صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۲۸۷۰، سنن ابوداؤد، ۴۷۵۲)

صحاح ستہ اور دیگر معروف کتب احادیث کی اس مشہور حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کی دنیاوی قوت سے بعد از وصال قوت بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر زندہ آدمی کو قبر میں رکھ دیا جائے تو وہ باہر والے لوگوں کی بلند آوازیں بھی نہیں سن سکتا، جبکہ میت جوتوں سے پیدا ہونے والی معمولی آواز کو سن لیتی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ میت کے اعضاء میں دنیاوی طاقت سے کئی گنا طاقت کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

اس حدیث میں بیان کردہ حکم ہے کہ عام لوگوں [illegible] سننے کی اس قدر قوت موجود ہوتی ہے۔اس حدیث سے وہ جاہل و نادان لوگ عبرت و سبق حاصل کریں [illegible] کہتے ہیں کہ قبروں والے کچھ سن نہیں سکتے، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ احادیث صحیحہ کا انکار کر کے گمراہ ہو رہے ہیں [illegible] لموں

Marfat.com

جب ایک عام آدمی کے اعضاء میں سننے کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہ اللہ علیہم کا کیا مقام عظمت ہوگا، وہ کیونکر دور ونزدیک سے نہیں سن سکتے ہم ایسے گمراہ لوگوں کے فتنے سے بچنے کیلئے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔

قبروں کو بتوں پر قیاس کرنا:

کئی ایک ان پڑھ ونادان لوگ مسلمانوں کی قبروں کو ہندوؤں کے بتوں پر قیاس کرتے ہیں یعنی وہ لوگ مسلمانوں کو ہندوؤں جیسا بنانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر کوئی ہندو کوئی فلاحی نیک کام کرتا ہے تو کیا تم بھی فلاحی نیک کاموں کو یہ کہہ کر چھوڑ دو گے کہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے۔

لاہور میں ایک مشہور ''گنگارام'' کے نام سے ہسپتال ہے تو کیا کوئی بے وقوف یہ کہہ سکتا ہے کہ ہسپتال بنانا ہندوؤں کا طریقہ ہے لہٰذا منع ہے بدعت ہے۔ اگر کوئی ہندو صدقہ وخیرات کرتا ہے تو کیا یہ نام نہاد تبلیغ کرنے والے لوگوں کو صدقہ کرنے سے بھی یہ کہتے ہوئے منع کریں گے کہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے مسلمانوں کو نہیں کرنا چاہیے۔ نعوذ باللہ من تلک الخرافات المضلات۔

یارسول اللہ ﷺ کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے:

بعض لوگ جوشِ توحید میں صیغۂ خطاب کے ساتھ آقائے دوجہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام کو استعانت بالغیر کہہ کر شرک قرار دیتے ہیں اور اسے ناجائز سمجھتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے سے منع نہیں کیا بلکہ پکارنے کے آداب سکھائے ہیں، ارشادِ ربانی ہے :

(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی تمہاری مثل کیسے ہوسکتی ہے)، بیشک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) چپکے

Marfat.com

سے کھسک جاتے ہیں، پس وہ لوگ ڈریں جو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے امرِ (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آ پہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا (النور، 63 : 24)

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں ائمہ تفسیر نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے وقت یا محمد اور یا ابا القاسم کہا کرتے تھے۔۔امام محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

فنهاهم الله تعالى عن ذالك بقوله سبحانه :لا تجعلوا . . .الآية إعظاما لنبيه صلى الله عليه وآله وسلم، فقالوا :يا نبى الله يا رسول الله.

پس اللہ عزوجل نے انہیں اپنے اس فرمان لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ کے ذریعہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم کی خاطر منع فرمایا۔ پس صحابہ نے بوقت نداء یا نبی اللہ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہنا شروع کردیا۔ آلوسی، روح المعانی، 204 : 18

تمام علمائے امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاپرواہی اور بے توجہی و بے اعتنائی کے طور پر ذاتی نام سے پکارنا حرام ہے اور یہ حکم حیاتِ ظاہری کے ساتھ مختص نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے۔ تمام اہلِ ایمان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا جائز ہے خواہ قریب ہوں یا بعید اور خواہ حیاتِ ظاہری ہو یا بعد از وصال۔ آیتِ مبارکہ میں وارد ہونے والی نہی کا محل دراصل وہ عامیانہ لہجہ اور طرزِ گفتگو ہے جو صحابہ اور اہلِ عرب ایک دوسرے سے بلا تکلف اختیار کرتے تھے۔ اس حکمِ نہی میں مطلق ندا سے منع نہیں کیا گیا اس لیے تعظیم وتکریم پر مشتمل ندا جائز ہے۔

دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ مدعائے کلام بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کی تعلیم ہے لہٰذا اگر صیغہ خطاب کے ساتھ ادب و تعظیم کا تقاضا پورا نہ ہو اور عرفاً ومعناً اس ندا سے گستاخی اور اہانتِ رسول کا پہلو نکلتا ہو تو وہ ندا ممنوع اور حرام ہوگی وگرنہ نہیں۔ اہلِ ایمان حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیے بغیر، منصبِ نبوت و رسالت کے ساتھ پکارتے ہیں تو اس میں محبت، ادب، تعظیم اور توقیر مراد ہوتی ہے۔

ندا کے جواز کا تیسرا سبب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب و بعید اور حیاتِ ظاہری اور بعداز وصال تمام اہلِ ایمان کو تشہد میں سلام پیش کرنے کا جو طریقہ تعلیم فرمایا اس میں دعا و پکار اور نداء بطریقِ خطاب ہی وارد ہے۔ یہ تلفظ محض حکایۃً نہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے شبِ معراج حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا تھا بلکہ ضروری ہے کہ ہر نمازی اپنی طرف سے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُه . (یا نبی! آپ پر خاص سلامتی، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں) کے کلمات کے ساتھ سلام پیش کرے۔ تمام اہلِ ایمان کو اپنی طرف سے بطور انشاء بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام بھیجنا لازم ہے۔ ذیل میں ہم اس سلسلے میں محدثین و محققین کی آراء پیش کرتے ہیں۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

اجمع الأربعة علىٰ أن المصلي يقول :أَيُّهَا النَّبِيُّ .وأن هذا من خصوصياته عليه السلام، إذ لو خاطب مصلٍ أحدا غيره و يقول السلام عليك بطلت صلاته.

ائمہ اربعہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ نمازی تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہے اور یہ اندازِ سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ اگر کوئی نمازی آپ کے علاوہ کسی ایک کو بھی خطاب کرے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی (ملا علی قاری، شرح الشفاء، 120 : 2)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص الکبریٰ میں ایک مکمل باب قائم کیا ہے اور اس خصوصیت کو درج ذیل عنوان سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے :

باب اختصاصه صلى الله عليه وآله وسلم بأن المصلي يخاطبه بقوله اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ولا يخاطب سائر

Marfat.com

الناس.

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امر کے ساتھ مختص ہیں کہ نمازی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صیغہ خطاب کے ساتھ اس طرح سلام پیش کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اور وہ تمام لوگو کو مخاطب نہیں ہوسکتا۔ (سیوطی، الخصائص الکبری، 253 : 2)

4۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ المواہب اللدنیہ میں اور امام زرقانی شرح المواہب میں اسی خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ومنها أن المصلی یخاطبه بقوله :اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه کما فی حدیث التشهد والصلوٰة صحیحة. ولا یخاطب غیره من الخلق ملکا أو شیطانا أو جماذا أو میتاً.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ نمازی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه کے کلمات کے ساتھ خطاب کرتا ہے جیسا کہ حدیثِ تشہد میں ہے اور اس کے باوجود اس کی نماز صحیح رہتی ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ مخلوق میں سے کسی فرشتے یا شیطان اور جماد یا میت کو خطاب نہیں کرسکتا۔ (زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، 308 : 5)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں کیا ایمان افروز عبارت لکھی ہے فرماتے ہیں :

واحضر فی قلبک النبی صلی الله علیه وآله وسلم وشخصه الکریم، وقُل :سَلَامٌ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه . ولیصدق أملک فی أنه یبلغه و یرد علیک ما هو أوفی منه.

(اے نمازی ! پہلے) تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کریم شخصیت اور ذاتِ مقدسہ کو اپنے دل میں حاضر کر پھر کہہ :اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه . تیری امید اور آرزو اس معاملہ میں مبنی بر صدق واخلاص ہونی چاہیے کہ تیرا سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے

Marfat.com

کامل تر جواب سے تجھے نوازتے ہیں۔ (غزالی، احیاء علوم الدین، 151 : 1)

اس عبارت سے یہ امر واضح ہوا کہ اگر خطاب اپنے ظاہری معنی و مفہوم میں نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کو مستحضر سمجھ کر سلام پیش کرنے کی تلقین نہ کی جاتی۔

نماز میں صیغۂ خطاب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب ہونے کی حکمت امام طیبی نے بھی بیان کی ہے جسے امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں نقل کیا ہے :

إن المصلين لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات أذن لهم بالدخول فی حريم الحی الذی لا يموت، فقرّت أعينهم بالمناجاة. فنبهوا أن ذلک بواسطة نبی الرحمة وبركة متابعته. فالتفتوا فإذا الحبيب فی حرم الحبيب حاضر فأقبلوا عليه قائلين: اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه.

بے شک نمازی جب التحیات سے ملکوتی دروازہ کھولتے ہیں تو انہیں ذاتِ باری تعالیٰ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ کے حریمِ قدس میں داخل ہونے کی اجازت نصیب ہوتی ہے، پس مناجاتِ ربانی کے سبب ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا ہوتی ہے۔ پھر انہیں متنبہ کیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت اور آپ کی متابعت کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ پس وہ ادھر توجہ اور التفات کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کریم رب کے حضور میں موجود ہیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف یوں سلام پیش کرتے ہوئے متوجہ ہوتے ہیں :اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه.

(عسقلانی، فتح الباری، 314 : 2)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صیغہ خطاب کی وجہ پر محققانہ کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وبعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقۃ محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات۔ پس آں حضرت در ذات مصلیاں موجود و حاضر است۔ پس مصلی باید کہ ازیں

Marfat.com

معنی آگاہ باشد وازین شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور و فائز گردد۔

بعض عرفاء نے کہا ہے کہ اس خطاب کی جہت حقیقتِ محمدیہ کی طرف ہے جو کہ تمام موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذاتوں میں حاضر وموجود ہیں لہٰذا نمازی کو چاہئے وہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو یہاں تک کہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے منور اور مستفید ہو جائے۔

(عبدالحق الدہلوی، اشعۃ اللمعات، 401 : 1)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :

ذکر کن او را و درود بفرست بروے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضر است پیش تو در حالتِ حیات، و می بینی تو او را متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیاء۔ بدآنکہ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می بیند ترا و می شنید کلام ترا زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالیٰ۔ و یکے از صفات الٰہی آنست کہ انا جلیس من ذکرنی و پیغمبر را نصیب وافر است ازیں صفت۔

(اے مخاطب!) تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر اور ان پر درود بھیج اور حالتِ ذکر میں اس طرح سمجھ کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ظاہری میں تیرے سامنے موجود ہیں، اور تو جلالت و عظمت کو ملحوظ رکھ کر اور ہیبت و حیاء کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہے۔ یقین جان کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ موصوف و متصف ہیں۔ ان صفاتِ ربانی میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي (میں اس کا ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس صفتِ الٰہیہ سے وافر حصہ حاصل ہے۔ عبدالحق الدہلوی، اشعۃ اللمعات، 621 : 2

قبروں والوں کو ''یا'' کے ساتھ سلام کہنا:

سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان کی طرف جائیں تو ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے ''السلام علیکم یا اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین، الخ۔

Marfat.com

ترجمہ: السلام علیکم! اے مومنین اور مسلمین کے گھر والو۔ ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں تم ہمارے پیش رو ہو، ہم تمہارے پیچھے ہیں اور ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے معافی کا سوال کرتے ہیں۔ (سنن ابوداؤد، ۳۲۳۰، سنن ابن ماجہ، ۱۵۴۷، سنن نسائی، ۱۰۹۳۰، صحیح ابن حبان، ۳۱۷۳)

اتنی تعداد میں کتب احادیث میں مذکورہ حدیث موجود ہے۔جس میں واضح الفاظ کے ساتھ لکھا ہے کہ تم اپنے فوت شدہ مسلمانوں کو لفظ ''یا'' کے ساتھ سلام کرو۔ ہمارے ہاں عوام میں جہالت پھیلانے والا ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ لفظ ''یا'' صرف اللہ کے نام کے ساتھ استعمال کیا جائے۔اور خود ساختہ ومن گھڑت دلیلیں تلاش کر کے لوگوں میں بدعقیدگی اور قرآن وسنت کے خلاف نظریات پھیلانے میں مصروف رہتے ہیں۔ان کم عقل لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو مردوں کو یا کے ساتھ پکار کر سلام کرنے حکم ارشاد فرمارہے ہیں۔اور یہ عین حکم اسلام کو شرک کہہ رہے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

عورتوں کا قبرستان یا مزارات پر جانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قبر کے نزدیک ایک عورت کے پاس سے گزرے، وہ اس وقت رو رہی تھی، آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۱۲۸۳، مسلم، ۹۲۶، سنن ابوداؤد، ۳۱۲۴، سنن نسائی، ۱۸۷۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواتین کیلئے قبروں کی زیارت کیلئے جانا جائز ہے۔لیکن پردے کی پابندی اور مردوں سے اختلاط منع ہے۔کیونکہ اگر قبر پر جانا عورتوں کا منع ہوتا تو جس طرح آپ ﷺ نے اس عورت کو آواز سے رونے پر منع کیا۔اسی طرح آپ ﷺ اس کو قبر پر جانے سے بھی منع فرماتے۔

حضرت ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حُبشی میں فوت ہوگئے ان کی میت کو مکہ لاکر وہاں دفن کر دیا گیا۔پس عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی قبر پر آئیں۔اور یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: ہم بادشاہ جذیمہ کے دو صاحبوں کی طرح اکٹھے رہے یہاں تک کہ کہا گیا: یہ کبھی جدا نہیں

Marfat.com

ہوں گے۔

جب ہم جدا ہو گئے تو گویا مدت دراز تک اکٹھا رہنے کے باوجود، میں نے اور مالک نے ایک رات بھی اکٹھے نہیں گزاری۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں تمہاری وفات پر حاضر ہوتی تو تم کو وہیں دفن کیا جاتا جہاں تم فوت ہوئے تھے اگر میں حاضر ہوتی تو اب تمہاری زیارت کیلئے نہ آتی۔

(سنن ترمذی، ۱۰۵۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا مدینے سے مکہ کی طرف سفر کرنا اس غرض سے وہ ان کی قبر کی زیارت کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے اس حجرے میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد مدفون تھے تو میں اپنے (زائد) کپڑے اتار دیتی تھی اور کہتی تھی یہ میرے خاوند اور والد ہی تو ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ کی قسم! میں اس حال میں داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنے کپڑوں کو باندھا ہوا ہوتا تھا اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے تھا۔

(سنن ابوداؤد، ۲۰۰۳، موطا امام مالک، ج۱، ص ۴۱۳، سنن بیہقی، ج ۵، ص ۱۶۲، مشکوٰۃ، ۱۷۱۲)

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے آئیں، میں نے ان سے کہا: اے ام مؤمنین! آپ کہاں سے آ رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر سے آ رہی ہوں میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہاں، آپ نے قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر آپ نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا۔

(مصنف، عبدالرزاق، ۶۷۱۰)

حضرت جعفر بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کی قبر کی زیارت کو ہر جمعہ کے دن جایا کرتی تھیں اور آپ نے ایک پتھر کو اس کی علامت

Marfat.com

کے طور پر رکھ دیا تھا۔ (مصنف، عبدالرزاق، ۶۷۲۲)

اس قدر مضبوط دلائل کے بعد یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ جس طرح مردوں کیلئے قبروں کی زیارت سنت ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی قبروں کی زیارت جائز ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ عورتوں کو پردے کا اہتمام کرنا اور مردوں کے میل جول سے بچنا بہت ضروری ہے۔

میت کی تعظیم کیلئے جنازہ کے پیچھے چلنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنازہ کے پیچھے چلو، نہ کہ جنازہ سے آگے چلو، جو جنازے سے آگے چلا گویا وہ جنازے کے ساتھ نہ گیا۔

(سنن ابوداؤد، ۳۱۸۴، سنن ابن ماجہ، ۱۴۸۴، مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۱۴۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے احترام کیلئے جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے اس سے آگے نہیں چلنا چاہیے۔ اس سے وہ لوگ درس حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ ''غیر اللہ'' کی تعظیم کرنا شرک ہے۔ ان جاہلوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم تو محض غیر اللہ کی تعظیم کو شرک بتاتے ہو جبکہ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اگر ایک مسلمان فوت ہو جائے، تو اس کے مردہ ہونے کی حالت میں بھی اس کا احترام کرنا ضروری ہے۔ آج تک پوری امت مسلمہ کا یہی طریقہ ہے کہ وہ مسلمان میت کا احترام کرتے ہیں، تعظیم کرتے ہیں۔

غائبانہ نماز جنازہ منع ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے، اس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی موت کی خبر دی، آپ عیدگاہ کی طرف نکلے آپ نے مسلمانوں کی صفیں بنوائیں اور چار تکبیریں پڑھیں۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۷۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے بعض جدت پسند لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر غائبانہ نماز جنازہ شروع کر دی ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے مطابق جو آپ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی ہے وہ آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہے۔ اور کم علم لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ شریعت کا یہ قانون ہے جو عمل آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہو اس سے عمومی حکم ثابت نہیں

Marfat.com

ہوتا کیا کوئی شخص یہ کہے گا مرد کیلئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت ۹ بیویاں اپنے میں نکاح میں رکھ سکتا ہے کیونکہ ایسا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ ہرگز نہیں، کیونکہ ۹ بیویاں بیک نکاح میں رکھنا آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہے جو آپ ﷺ کے سوا کسی کیلئے جائز ہی نہیں۔

پانچویں صدی ہجری کے مشہور امام علامہ بن بطال مالکی لکھتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی اور خصوصاً اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ عام مسلمانوں کے علم میں اس کا اسلام لانا نہیں تھا، تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو اس کے اسلام لانے کی خبر دیں اور تمام مسلمانوں کے ساتھ اس کے حق میں دعا کریں تا کہ اسے مسلمانوں کی دعا کی برکت حاصل ہو۔ اس کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور نہ ان مہاجرین وانصار جو مختلف شہروں میں فوت ہوئے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کے بعد مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے سوا کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جو شخص جس شہر میں فوت ہو جائے اس شہر کے لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ نجاشی کی روح آپ ﷺ کے سامنے حاضر تھی لہٰذا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کیلئے جنازہ کو اٹھا کر لایا گیا تھا جس طرح بیت المقدس کو آپ کیلئے منکشف کر دیا گیا تھا۔ جب کفار نے بیت المقدس کے متعلق آپ ﷺ سے سوالات کیے تھے۔ اور میں نے امت میں سے کسی کو نہیں پایا جس نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہو۔ (شرح ابن بطال ج ۳، ص ۲۴۵، بیروت)

سینکڑوں کی تعداد میں دلائل موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں۔ کیونکہ خود نبی کریم ﷺ کے دور اقدس میں ایسے ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے کہ جن کی نماز جنازہ پڑھانے میں آپ بہت حریص تھے تاہم آپ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اسی طرح بیر معونہ کا واقعہ اس پر شاہد ہے کہ وہ صحابہ کرام جو قرآن کے قاری وحافظ تھے اور جن کی شہادت پر آپ ﷺ کو اتنا رنج پہنچا تھا کہ آپ ﷺ نے مسلسل

Marfat.com

ایک ماہ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھی اوران کفار کی مذمت کی، لیکن ان شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے دور خلافت تک جو کل تیس سال کا عرصہ بنتا ہے کسی ایک خلیفہ یا کسی ایک صحابی سے بھی غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں۔

اسی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت سے لیکر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بھی کسی دور میں کسی ملک میں کسی مسلمانوں کے شہر میں کسی گاؤں ودیہات قصبہ میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

دور صحابہ کے بعد تابعین کے دور، تبع تابعین کے دور سے لیکر مسلمانوں کے چودہ سو سالہ دور میں کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔

حالانکہ نماز جنازہ ایک ایسی عبادت ہے جسے اجتماعی عبادت کہا جاتا ہے یہ کوئی ایک شخص نہیں پڑھتا بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اسے پڑھتی ہے۔ جس کیلئے قوی دلائل کی ضرورت ہے جو کہ بالکل مفقود ہیں اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے والوں کے دلائل بھی غائب ہیں۔

چودھویں صدی کے آخر میں اور پندرھویں صدی کے اوائل میں ایک بدعتی فرقے نے غائبانہ نماز جنازہ کو اپنے جماعتی مفاد اور چندے کو جمع کرنے کی غرض سے غائبانہ نماز جنازہ کو گھڑ لیا ہے اس طرح اس فرقے کی جماعت کی شہرت بھی ہوتی ہے اور یہ لوگ عوام کے دلوں میں شہداء کے ساتھ ہمدردی کا اظہار اور لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں لہذا ان کی معاونت ومدد کی جائے۔ اور ان لوگوں کا غیر اللہ سے مدد مانگنے کا یہ ایک مضبوط بہانہ ہے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ یہی گروہ اذان سے پہلے یا بعد میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا بدعت سمجھتا ہے، حالانکہ یہ درود پڑھنا ایک انفرادی عمل ہے جس کیلئے ان لوگوں کو کوئی دلیل نظر ہی نہیں آتی۔ حالانکہ درود وسلام کی اصل تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور

Marfat.com

میں موجود ہے۔ایک وہ مسئلہ جس کی اصل موجود ہو وہ بدعت ہے۔اور ایک وہ عمل جس کی اصل موجود نہ ہو وہ عین عبادت ہے۔ان لوگوں کا کیسا استدلال ہے۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میت پر نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو میت کو دعا کیلئے خاص کرلو۔

(سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۱۴۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ جب تم کسی مسلمان میت کی نماز جنازہ پڑھ لو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے کے بعد اس کیلئے خصوصی طور پر دعا کرو۔اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو لوگوں کو جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے منع کرتے ہیں، ان نادانوں کو چاہیے کہ اپنے مردوں کی مخالفت کرنا اگر کوئی ان کا شیوہ ہے تو کرتے رہیں کم از کم دوسروں کو تو اس طرح گمراہی کی پٹیاں نہ پڑھائیں۔کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے لوگوں کو دعا سے منع کرتے ہیں۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد دوم صفحہ 67 باب غسل المیت میں روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک جنازے پر بعد نماز پہنچے اور فرمایا۔

ان سبقتمولی بالصلوٰۃ علیه فلا تسبقونی بالدعاء۔

اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی تو دعا میں تو مجھ سے آگے نہ بڑھو یعنی آؤ میرے ساتھ مل کر دعا کرلو۔

جو لوگ قبرستان جانا یا قبروں کی زیارت کو شرک و بدعت کہتے ہیں انہیں چاہیے کہ جب ان کا کوئی شخص مرجائے تو اس وقت بھی وہ اسے قبرستان میں دفن نہ کریں کیونکہ جب وہ اسے قبرستان لے جائیں گے تو ہوسکتا ہے شرکیہ راستے پر چلنے کی وجہ سے وہ سارے کہیں مشرک نہ ہو جائیں۔اور اپنی اولادوں کو یہ وصیت کر کے جائیں کہ جب ہم مرجائیں تو ہمیں شرکیہ راستے سے بچا کر کہیں نالوں گٹروں میں پھینک دینا لیکن قبرستان جیسے شرکیہ راستے کی طرف لیکر نہ چلنا۔

Marfat.com

قبروں والے سلام کا جواب دیتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ احد سے لوٹے تو حضرت مصعب بن عمیر اور دیگر اصحاب (رضی اللہ عنہم) کی قبروں کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو، پس تم ان کی زیارت کرو۔ اوران کو سلام کرو۔ پس اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے تم قیامت تک ان میں سے جس کو بھی سلام کرو گے وہ تمہارے سلام کا جواب دیں گے۔

(مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۶۰، بیروت)

قبروں والے زائرین کو پہچانتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بھی کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جو دنیا میں اسے پہچانتا تھا، پھر اس کو سلام کرتا ہے تو وہ قبر والا اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، ۲۵۴۴، ج ۱۰، ص ۲۹۴، بیروت)

اس حدیث میں کتنے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ قبر والا اگر دنیا میں قبر پر آنے والے شخص کا واقف تھا تو وہ اب بھی اسے پہچان لے گا۔ اور اس کے سلام کا جواب دے گا۔ ہمارے کئی اسلامی تعلیمات سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ قبروں والے نہ سنتے ہیں نہ ہی جواب دیتے ہیں اس حدیث نے ان کے باطل نظریے کو تار تار کر دیا ہے۔ جب عام مسلمان قبروں والوں کا یہ مقام ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی کیا شان ہو گی؟ (سبحان اللہ)

قبروں کی تعظیم کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور وہ انگارہ تمہارے کپڑوں کو جلا کر کھال تک پہنچ جائے تو یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۱۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں کا احترام اور ان کی تعظیم کرنا اسلامی شریعت میں ضروری

Marfat.com

ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے قبر پر چلنے یا بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس حکم کی پابندی پر سختی سے حکم دیا گیا ہے کہ اگرچہ تمہیں آگ کے انگاروں پر ہی کیوں نہ بیٹھنا پڑے۔لیکن قبر پر مت بیٹھو۔

اس حدیث سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ قبروں کو گرا دینا چاہیے، ان کو باقی رکھنا یا ان کا ادب کوئی ضروری نہیں۔ان نادانوں کو یہ حدیث پڑھنی چاہیے۔

اسی طرح وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ''غیر اللہ'' کی تعظیم شرک و بدعت ہے ان ظالموں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ اسلام تو قبروں کی بھی تعظیم کا حکم دیتا ہے لہٰذا جس قبر میں مؤمن بندہ موجود ہو تو اس کی قبر کا بھی احترام ضروری ہے تو بذات خود مؤمن کس قدر احترام کے لائق ہوگا۔

قبروں کو سجدہ کرنا حرام ہے:

اگر کسی نے قبر کا یا قبر والے کا احترام کرتے ہوئے اسے سجدہ کیا تو یہ عمل حرام ہے اور اگر کسی نے صاحب قبر کو خدا سمجھ کر یا خدا کے برابر سمجھ کر سجدہ کیا تو سجدہ کرنے والا مشرک ہو جائے گا۔

تعزیت کرنے کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مرگ فرزند کی مصیبت زدہ کسی عورت کی تعزیت کرے، اسے جنت میں عمدہ چادر پہنائی جائے گی۔(جامع ترمذی، ابواب الجنائز، ج ۱ ص ۱۲۷)

قبر پر دعا، فاتحہ کا ثبوت:

حضرت یحیٰ بن ایوب الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جس نے مسجد کو لازم کر لیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے بہت خوش تھے اس کا ایک بوڑھا باپ تھا وہ عشاء کی نماز پڑھ کر واپس اپنے باپ کی طرف لوٹ آتا تھا اس کے راستے میں ایک عورت کے گھر کا دروازہ تھا وہ اس پر فریفتہ ہو گئی تھی وہ اس کے راستے میں کھڑی ہو جایا کرتی تھی ایک رات وہ گزرا تو وہ اس کو مسلسل بہکاتی رہی، حتیٰ کہ وہ اس کے ساتھ چلا گیا، جب وہ اس کے دروازے کے پاس پہنچا تو وہ بھی داخل ہو گئی، اس نوجوان نے اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہو گئی۔

Marfat.com

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں انہیں اگر شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو بھی جائے تو وہ خبردار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (اعراف، ۲۰۱)

پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا اس عورت نے اپنی باندی کو بلایا اور دونوں نے مل کر اس نوجوان کو اٹھایا اور اسے اس کے گھر کے دروازہ پر چھوڑ آئیں، اس کے گھر والے اسے اٹھا کر لے گئے، کافی رات گزرنے کے بعد وہ نوجوان ہوش میں آیا، اس کے باپ نے پوچھا اے بیٹے! تمہیں کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا خیر ہے باپ نے پھر پوچھا؟ تو اس نے پورا واقعہ سنایا۔ باپ نے پوچھا بیٹے تم نے کونسی آیت پڑھی تھی؟ تو اس نے اس آیت کو دہرایا جس کو پڑھا تھا۔

وہ پھر بے ہوش ہو گیا گھر والوں نے اسے ہلایا جُلایا لیکن وہ فوت ہو چکا تھا۔ انہوں نے اس کو غسل دیا اور اسے لے جا کر دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو اس بات کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے والد پاس تعزیت کیلئے آئے اور فرمایا: تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی؟ اس کے باپ نے کہا رات کا وقت تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر کی طرف لے چلو، پھر حضرت عمر اور ان کے اصحاب اس کی قبر پر گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے نوجوان! جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کیلئے دو جنتیں ہیں؟ تو اس نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا: اے عمر! مجھے میرے رب عزوجل نے جنت میں دو بار دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔ (مختصر تاریخ دمشق، جامع رقم الحدیث، ۱۱۴، ج ۱۹، ص ۱۹۰، بیروت)

قبر پر فاتحہ کا طریقہ:

قبر کے پاس کھڑے ہو کر سورت فاتحہ و اخلاص کو اول و آخر درود شریف کے ساتھ پڑھ کر یہ کہیں کہ یا اللہ! میں نے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے اور جس صاحب مزار کے پڑوس میں وہ قبر موجود ہے اس کا وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے صاحب قبر کی بخشش کی دعا مانگے۔ جس قدر ہو سکے قرآن مجید و تلاوت قبر کے پاس کرے تاکہ تلاوت کی برکت صاحب قبر کو حاصل ہو۔

Marfat.com

مؤمن کی تعظیم اور بیت اللہ:

امام ابن ماجہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف کرر ہے ہیں اور فرمار ہے تھے تو کتنا پاکیزہ ہے تیری خوشبو کتنی اچھی ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اللہ کے نزدیک ایک مؤمن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے۔

(بوادر النوادر، ص ۱۳۷، شیخ غلام اینڈ سنز، لاہور، ابن ماجہ)

قل خوانی کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جن کو منکرین قل خوانی بھی مسلمہ محدث وامام مانتے ہیں وہ اپنی معروف کتاب تحفہ اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق ودیگر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں تعزیت کیلئے آئے اور شکایت کی کہ ہمیں خبر کیوں نہ دی کہ نماز جنازہ اور حاضری کا شرف حاصل کرتے، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے وصیت کی تھی کہ میں دنیا سے جب جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تاکہ میرے جنازے پر نامحرم کی نظر نہ پڑے، تو میں نے ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ یہ روایت مشہور ہے۔ (تحفہ اثناء عشریہ، باب دہم، ص ۲۸۱، سہیل اکیڈمی لاہور)

الحمدللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس روایت کو آج بھی اہل سنت وجماعت نے اپنا رکھا ہے اور میت کے وصال کے دوسرے دن قل خوانی وتیجہ کے نام سے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس سنت کے مطابق اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور فوت ہونے والوں کے اہل وعیال سے تعزیت کرتے ہیں اور میت کی بخشش کیلئے فاتحہ پڑھتے ہیں۔

فوت ہونے والوں کے گھر دوسرے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح جمع ہونے والے عمل کو بدعت کہنے والے ذرا توجہ کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین اسلام کو صحیح سمجھا ہے یا ان پندرھویں صدی کے نام نہاد مبلغین نے دین کو زیادہ سمجھ لیا ہے۔

Marfat.com

لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ ان نام نہاد تبلیغ کرنے والوں کی تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے دھوکے میں آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت کو مت چھوڑیں کیونکہ جو جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف عقیدہ رکھے۔ اس سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔ اسی طرح جو لوگ تیجہ و چہلم کو محض رسم بنا ڈالتے ہیں یا اس اہتمام کو شادی بیاہ کا روپ دیتے ہیں یہ بھی انتہائی غلط طریقہ ہے کہ ایک افسوس کی مجلس کو شادی کے پروگرام میں منتقل کر دیا جائے۔

عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی پر ثواب:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی باندی تھی جب ثویبہ نے ابولہب کو نبی ﷺ کے میلاد کی بشارت دی تو اس نے آپ کو آزاد کر دیا۔ جب ابولہب کا انتقال ہو گیا تو انہیں (خواب میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا) اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو ابولہب نے کہا کہ میرے (انتقال کے بعد) مجھے کچھ بھلائی نہ پہنچی مگر سوائے اس (پیر کے دن) جس میں، میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۶۴، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد)

اس حدیث کی شرح میں جمہور محدثین نے یہ کہا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے میلاد کی خوشی کا فائدہ ایک کافر کو مل سکتا ہے جس نے آپ کو اللہ کا رسول ﷺ مان کر نہیں بلکہ محض نسبی رشتہ داری کی وجہ سے خوشی کا اظہار کیا تھا، تو مومن و مسلمان تو زیادہ حقدار ہے کہ اگر وہ میلاد نبی ﷺ کے موقع پر خوشی کا اظہار کرے اور اسے برکت و خیر کے طور پر منائے۔

لفظ میلاد کا ثبوت:

صحاح ستہ کی معتبر کتاب جامع ترمذی کے مصنف، تیسری صدی ہجری کے عظیم محدث امام ترمذی علیہ الرحمہ نے ایک باب قائم کیا ہے جس کا نام ہی "**باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ**" رکھا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا آپ (عمر میں) بڑے ہیں یا، رسول اللہ ﷺ؟ تو انہوں نے کہا کہ بڑے تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ ہیں اور میں میلاد (پیدا ہونے میں) آپ ﷺ سے پہلے تھا۔

Marfat.com

(جامع ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لفظ میلاد استعمال فرمایا کرتے تھے جیسا کہ اس حدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ لفظ میلاد آیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کمال اسلوب یہ تھا کہ وہ ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کا ادب اور تعظیم کیا کرتے تھے، حالانکہ وہ صحابی عمر میں بڑے تھے لیکن اس کے باوجود یہ فرما رہے ہیں کہ مجھ سے بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن عمر کے حساب سے میرا میلاد پہلے ہوا تھا یعنی ولادت پہلے میری ہوئی ہے۔

یوم میلاد کی خوشی میں ضیافت کا اہتمام کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔ (سنن کبریٰ، ج ۹، باب ۴۳، بیروت)

اس حدیث کی تشریح میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا عقیقہ تو آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کے میلاد کے ساتویں روز کر چکے تھے اور آپ ﷺ کا نام "محمد" ﷺ رکھ چکے تھے اور آپ کا اعلان نبوت کے بعد عقیقہ کرنا یہ شرعی عقیقہ نہ تھا بلکہ یہ میلاد کے یوم پر اظہار تشکر تھا، کیونکہ عقیقہ کا اعادہ نہیں کیا جاتا۔ (الحاوی للفتاوی، ج ۱، ص ۳۰۳، بیروت)

میلاد النبی ﷺ کا یوم عید ہونا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں پس جو شخص چاہے اسے عید کی نماز سے جمعہ کافی ہوگا اور ہم جمعہ پڑھیں گے

(سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۳، دارالحدیث ملتان)

اس حدیث سے یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعۃ المبارک کو عید کہا ہے۔

یوم جمعہ کو عید کہنے کی وجہ:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے افضل دونوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے کیونکہ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن ان

Marfat.com

کی روح قبض کی گئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن لوگ بے ہوش ہوں گے اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جسم تو (قبر میں) بوسیدہ ہو چکا ہو گا پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا، آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ (یا نقصان پہنچائے)۔

(سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۰، دار الحدیث ملتان)

اس حدیث اور سنن نسائی کی حدیث میں بڑی وضاحت ہے کہ جمعہ کو عید بنانے کی پانچ وجوہات ہیں۔ ان میں سے پہلی وجہ تخلیق آدم علیہ السلام ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس دن نبی (علیہ السلام) کی تخلیق ہو یا ولادت ہو یا میلاد ہو، وہ دن عید بن جاتا ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ اظہار تشکر کا دن:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: اس دن میں پیدا (میلاد) ہوا ہوں اور اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۶۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

فوت ہونے والوں کے اچھے اوصاف بیان کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی۔ واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ اور دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہو گئی واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ایک جنازہ گزرا اس کی اچھائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی۔ واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ اور ایک دوسرا جنازہ گزرا، اسکی برائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی۔ واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: جس جنازے کی تم نے تعریف کی اس پر جنت واجب ہو گئی اور جس جنازے کی تم نے مذمت کی اس کیلئے جہنم واجب ہو گئی تم

Marfat.com

زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (صحیح مسلم، ج ا،ص ۳۰۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں ہے اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اپنے فوت ہونے والے لوگوں کی تعریف کرے تو فوت ہونے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کے مزارات پر عرس کا انعقاد کروا کر ان کی تعریفات کرنا، ان کی شان بیان کرنی چاہیے ایسے ہی ختم، تیجہ، چہلم وغیرہ کے موقع پر فوت ہونے والے کی تعریف کرنی چاہیے تا کہ مؤمن پر جنت واجب ہو جائے۔ جب عام مسلمان میت کی تعریف کرنا جائز ہے تو اولیاء اللہ کی تعریفیں کرنا کیونکر منع ہوسکتا ہے۔

کفن پر کلمہ لکھنا:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم زینب بنت رسول ﷺ کو غسل دیکر فارغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ کو خبر دی، ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا تہبند دیا اور فرمایا: اس کو تم کفن کے اندر جسم میت سے متصل رکھ دو۔ (صحیح مسلم، ج ا، ۳۰۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح کثیر روایات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے تبرکات قبر وکفن میں رکھنے کی آرزو میں رہتے تھے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض محققین نے فوائد الشرجی سے نقل کیا ہے کہ میت کی پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی لکھ دیا جائے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' اور سینے پر لکھ دیا جائے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور یہ تحریر غسل دینے کے بعد اور کفن دینے سے پہلے ہو۔ (فتاویٰ شامی)

نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا منع ہے:

حضرت سعید بن ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا میں نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھوں، فرمایا: نہیں۔

(المصنف، ج ۳،ص ۲۹۹، ادارۃ القرآن کراچی)

نماز جنازہ کو دوسری نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے اس میں فاتحہ پڑھنا جائز نہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جو لوگ قیاس کو شرک کہتے رہے ہیں انہی لوگوں نے نماز جنازہ کو دوسری نمازوں پر

Marfat.com

خود قیاس کر کے نماز جنازہ میں بھی فاتحہ شروع کر دی ہے۔ جو کام اہل سنت و جماعت کیلئے گناہ ہے وہی ان لوگوں کیلئے ثواب بن گیا ہے۔

مساجد میں آیات لکھوانا:

مسلمانوں نے بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ ایک چادر پر سورت ''**الکوثر**'' لکھ کر لٹکائی حتیٰ کہ ابو جہل نے اسے پڑھ لیا۔ اور اس نے اس کے نیچے یہ لکھ دیا ''**ھذا الکلام لیس من البشر**'' یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔

بیت اللہ کے سائے میں ابو جہل نے قرآن کی اس سورت کو پڑھا اور یہ بھی تسلیم کر لیا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں، گویا اسے یہ علم ہو چکا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اسے ایمان پھر بھی نصیب نہیں ہوا، کیونکہ اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بغض تھا، معلوم ہوا کہ اگر نبی کریم ﷺ کی محبت حاصل نہیں تو کعبے کے سائے میں بھی قرآن پڑھنے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا یہاں سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ جس مسلک کا تابع امام کعبہ ہوگا وہی حق پر ہوگا انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ کعبہ کے سائے میں قرآن پڑھنے والے کا دل اگر محبت رسول ﷺ سے خالی ہو، اور ذکر رسول ﷺ، میلاد رسول ﷺ کی محفل کو بدعت کہنے والا ہے تو ایسا کہنے والا بالکل ابو جہل کے مشابہ ہوگا۔

دور حاضر میں ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' لکھوانا:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو ''**بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ** (ﷺ) اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تب بھی ''**بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ** (ﷺ) پڑھتے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۷۰، قدیمی کتب خانہ کراچی، ابن ماجہ، مسند احمد، ترمذی شریف)

لہٰذا مساجد میں بسم اللہ اور صلوٰۃ و سلام واضح الفاظ میں لکھوانا چاہیے تا کہ مسجد میں داخل ہونے والا دیکھ کر پڑھنے والا بنے۔

دور حاضر میں مساجد میں صلوٰۃ و سلام اس لئے بھی لکھوانا اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے عام پڑھے لکھے لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسجد اہل سنت و جماعت جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل

Marfat.com

بیت کی سچی پیروکار جماعت ہے یہ ان کی مسجد ہے۔ اور لوگوں کیلئے سہولت ہوتی ہے تا کہ وہ بد عقیدہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

اذان سے پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا:

یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔(الاحزاب، ۵۶)

اے ایمان والو! تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خوب صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔

اس آیت میں درود اور سلام کا حکم علی الاطلاق وارد ہوا ہے۔ اور اسے مطلق حکم پر رکھنا چاہیے۔

صلوٰۃ وسلام کا مطلب:

یاد رہے یہاں پر ہم تفصیل میں جائے بغیر یہ بیان کر رہے ہیں کہ یہ بات تمام فقہاء اسلام اور جمہور علمائے اسلام کے نزدیک متفق ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے صلوٰۃ وسلام کا مطلب دعا ہے علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ جب ہم صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نزول رحمت فرمائے۔ (جلاء الافہام ص ۸۷، دار الکتاب العربی بیروت)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنی نجار کی ایک عورت سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرا گھر اونچے گھروں میں سے تھا اور مسجد کے گردونواح میں تھا، پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کیلئے سحری کے وقت آتے اور میرے مکان پر بیٹھ جاتے اور فجر کا انتظار کرتے تھے اور جب وہ دیکھ لیتے تو وہ یہ کہتے، اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے مدد مانگتا ہوں اس بات کی کہ قریش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین پر قائم رہیں انہوں نے کہا پھر وہ اذان پڑھتے۔ (بنی نجار کی اس عورت نے کہا) خدا کی قسم! میں نہیں جانتی کہ کسی بھی رات آپ نے یہ کلمات پڑھنے ترک کئے ہوں۔ (ہر رات کو اذان سے پہلے پڑھتے تھے)۔

(سنن ابوداؤد ج ا ص ۷۷، مطبوعہ، دار الحدیث ملتان)

نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد نفلی نماز پڑھنا مباح ہے اگر کوئی شخص اس وقت میں ہمیشگی کے ساتھ نفل پڑھے تو کیا اس پر مقید کا الزام لگاتے ہوئے اسے نماز سے منع کرو گے۔ حاشا للہ تو اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دعا کرنا اذان سے پہلے جائز ہے یا

Marfat.com

نہیں تو اس کا ثبوت ہم فراہم کر رہے ہیں۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ کے طور پر تو حکم نص سے ثابت ہے تاہم تسلی کیلئے ہم اسکی جزی کا بیان بھی کر دیتے ہیں۔

منکرین صلوٰۃ وسلام کے شیخ الحدیث زکریا صاحب اپنی کتاب فضائل اعمال میں لکھتے ہیں کہ نماز کے فارغ ہونے پر، اذان کا جواب دینے کے بعد، جمعہ کے دن صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے گا (فضائل اعمال، ص ۸۳۱، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

اس حکم کے باوجود یہ لوگ نہ تو اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں اور نہ نماز جمعہ کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اب جو لوگ قرآن وسنت کے علاوہ اپنے اسلاف کی بھی پیروی نہیں کرتے، انہیں ہمارے دلائل سے شاید ہی نفع ملے؟

نام محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا:

سنت آدم علیہ السلام:

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں موجود ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ کی ملاقات کا شوق ہوا، تو اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی بھیجی، کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا۔ تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی۔ اسی وجہ سے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے جمال محمدی ﷺ کو حضرت آدم کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

Marfat.com

سنت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

محیط میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی۔ جب انہوں نے ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری آنکھیں آپ کے نام سے ٹھنڈی رہیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ اذان دے چکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! جو شخص ایسا کرے گا جیسا کہ تم نے کیا خدا تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ (تفسیر روح البیان)

شفاعت حلال ہوگئی:

لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله قال هذا وقبل باطن الانملتين السبابتين و مسح على عينيه فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل فقد حلت شفاعتی۔

(المقاصد الحسنه فی الاحادیث الدائرة علی السنة)

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے امام دیلمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب موذن کو ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' کہتے سنا تو یہی کہا اور اپنی انگشتان شہادت کے پورے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کیلئے حلال ہوگئی۔

مفتی مکہ کا فتویٰ:

سید العلماء امام الحرمین شریفین مولانا جمال الدین بن عمر المکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور ﷺ کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں

Marfat.com

میں جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے۔ بلکہ مستحب ہے ہمارے مشائخ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الا بہامین ص ۱۴)

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے حدیث کے امام، امام دیلمی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الفردوس'' کے حوالے سے یہ حدیث لکھی ہے۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان میں ''**اشھد ان محمد رسول اللہ**'' سن کر (آنکھوں پر) انگوٹھے رکھ کر چومے، میں اس کی قیادت کر کے اس کو جنت کی صفوں میں داخل کردوں گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۷۰، عثمانیہ، استنبول)

اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں:

اس مسئلہ میں لوگوں نے ایک من گھڑت دلیل کو عوام الناس میں پھیلانے کی کوشش کی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہی اللہ کا نام لیا جائے تو تم اس کے احترام کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی بھی خلاف سنت کام کسی قسم کے ثواب یا اجر کا حامل نہیں ہوتا۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے مسجد میں تشریف لانے سے پہلے اٹھ جاتے اور آپ کے آنے سے پہلے ہی اپنے کھڑے ہونے کی جگہوں کو سنبھال لیتے، تب آپ ﷺ نے ان پر تخفیف و نرمی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: نماز کیلئے جلدی کھڑے نہ ہوا کرو مجھے دیکھ کر کھڑے ہوا کرو۔ (سنن کبریٰ، ج ۲، ص ۲۰، مطبوعہ بیروت)

امام بیہقی علیہ الرحمہ کی یہ روایت بڑی واضح طور پر بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں منع کر دیا۔ لہٰذا جو لوگ اقامت کے وقت ابتداء ہی میں کھڑے ہو جائیں انہیں کھڑے ہونے سے منع کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

ایک جماعت کے بہت بڑے عالم سے ہمارا جب اس مسئلہ میں مباحثہ ہوا، تو ہم نے ان سے اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے صحیح بخاری سے حدیث پیش کی، جس میں یہ تعین موجود تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ابتدائے اقامت کے وقت کھڑے ہونے سے منع کیا۔ اور اس طویل مباحثہ

Marfat.com

کے آخر وقت تک ہم اس سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہمیں صحیح بخاری کی حدیث میں بیان کردہ قیام کی نفی کا تعین آپ اپنے مؤقف کے مطابق بیان کردیں، لیکن آخرکار وہ عالم صاحب عاجز آ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ اس مسئلہ کی کچھ مزید تحقیق کے بعد وہی مؤقف اپناؤں گا جو آپ کا مؤقف ہے۔ لیکن افسوس! وہ عالم عاجز آ کر بھی اس مسئلہ کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوا۔ حالانکہ اس عالم صاحب نے مسجد میں بیٹھ کر ہمارے سامنے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ اب ہم قارئین کے سامنے صحیح بخاری کی وہی حدیث بیان کر رہے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے نہ ہوں۔

عن ابی قتادة قال قال رسول الله ﷺ اذا اقیمت الصلوٰة فلا تقوموا حتی ترونی۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کیلئے اقامت کہی جائے تم کھڑے نہ ہو جاؤ جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

اس حدیث مبارکہ میں لفظ ''اذا'' موجود ہے جس کا معنی یہ ہے کہ کھڑا ہونا اس وقت منع ہے جس وقت اقامت کہی جائے، کیونکہ اقامت سے پہلے تو کھڑے ہونے کا معنی و مفہوم بنتا ہی نہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابتدائے اقامت کے وقت کھڑے ہوئے تھے جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا۔ نبی کریم ﷺ کبھی حجرہ مبارک سے ''**حی علی الصلوہ**'' کے وقت تشریف لاتے اور آپ ﷺ کا عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ ''**قد قامت الصلوة**'' کے وقت کھڑے ہوتے تھے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہے۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی مؤذن نے اقامت کہنا شروع کی، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ جب مؤذن ''**قد قامت الصلوٰة**'' کہے تب کھڑے ہونا۔

(المصنف، باب قیام الناس عند الاقامة، ج ۱، ص ۵۰۶، دار القلم، بیروت)

Marfat.com

اقامت میں اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی کھڑا ہونا مکروہ ہے:

فقہ حنفی کے چھ سو متفقہ علماء کے بورڈ سے مرتب کیا جانے والا فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔ جب کوئی شخص اقامت میں داخل ہو تو اس کیلئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن وہ بیٹھ جائے اور جب مؤذن "حی علی الفلاح" کہے تو کھڑا ہو جائے۔

(مضمرات، عالمگیری، ج ا، ص ۵۷، بولاق مصر)

اب بدعقیدہ لوگوں کو یا تو فقہ حنفی کا پرچار کرنا چھوڑ دینا چاہیے یا پھر صحیح معنوں میں اس پر عمل کریں ویسے عوام میں بڑے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ یہ لوگ فقہ حنفی کا نام استعمال کرتے ہیں لیکن ایک وہ عمل جس کو فقہ حنفی نے مکروہ لکھا ہے اس پر انتہائی سختی سے عمل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ صرف اسے ہی اپنائے ہوئے ہیں جس میں اہل سنت و جماعت کی مخالفت لازم آئے۔

اذان و اقامت کے کلمات:

اس مسئلہ کو لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی جارہی ہے کہ بعض لوگ اذان میں جتنے کلمات پڑھتے ہیں اقامت میں اتنے کلمات نہیں پڑھتے۔ اس لئے ہم صحاح ستہ کی حدیث صحیح سے یہ بیان کررہے ہیں کہ جو کلمات اذان میں پڑھے جاتے ہیں "قد قامت الصلوٰۃ" کو دو بار کہنے کے سوا باقی وہی کلمات اقامت میں کہنا سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اذان اور اقامت دونوں میں کلمات اذان اور اقامت دو، دو بار پڑھے جاتے تھے۔

(جامع ترمذی، ص ۵۵، نور محمد اصح المطابع کراچی)

تقلید کرنا

عام لوگوں کو براہ راست قرآن وسنت کے احکام سے مسائل کا استنباط نہ صرف مشکل بلکہ ہر ایک انسان کیلئے یہ کام ناممکن ہے۔ اس لئے قرآن وحدیث نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب تم کسی مسئلہ سے آشنا ہونا چاہو تو علمائے کرام سے پوچھو جس طرح وہ تمہیں حکم دیں تم ان کے حکم کی

Marfat.com

پیروی کرو۔ایک گمراہ کن لوگوں کا ایسا گروپ بھی دنیا میں موجود ہے جو فقہاء کی تقلید کرتا بھی ہے اور تقلید کا انکار بھی کرتا ہے۔اس گروپ کی سازش یہ ہے کہ لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین فقہاء اور ائمہ دین کی تقلید سے ہٹا کر صرف اپنے چودھویں صدی کے علماء کی تقلید کروانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے اس قسم کے شر سے محفوظ فرمائے، آمین۔

تقلید کا ثبوت اس حکم سے ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (النحل۔۴۳)

اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے پوچھو،

تقلید کا معنیٰ:

کسی کے گلے میں ہار ڈالنا، حاکموں کا کسی کے ذمہ کوئی کام سپرد کرنا۔

(القاموس ج۱ص ۶۲۵، بیروت)

تقلید کی اصطلاحی تعریف:

بغیر دلیل اور حجت کے غیر کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے حجت سے مراد یہ ہے، کتاب وسنت اجماع اور قیاس، ورنہ مجتہد کا قول مقلد کیلئے دلیل کی طرح ہے جیسے عام آدمی مفتی اور مجتہد سے مسئلہ معلوم کرتا ہے۔(فواتح الرحموت ج۲ص ۴۰۰، بولاق مصر)

امام غزالی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

عام آدمی پر لازم ہے کہ وہ اسی شخص سے مسئلہ معلوم کرے جو علم اور پرہیزگاری میں معروف اور مشہور ہو اور جو شخص جہل میں مشہور ہو اس سے بالکل سوال نہ کرے اور جو آدمی فسق و فجور میں معروف ہو اس سے بھی قطعاً سوال نہ کرے۔(مستصفیٰ ج۲ص ۳۹۰، بولاق مصر)

تقلید کا ثبوت از روئے قرآن:

ترجمہ: ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت علم دین کے حصول کیلئے نکلتی تا کہ جب وہ واپس آتی تو اپنے گروہ کو (اللہ تعالیٰ کے عذاب) سے ڈراتی تا کہ وہ گناہوں سے بچے (التوبہ ۱۲۲)

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں بعض ان مسلمانوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ علم دین حاصل کریں اور دین میں یہ فقہ دوسروں کو سکھائیں۔

تقلید کا ثبوت از روئے حدیث:

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے ہم آپ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے، پھر آپ نے یہ گمان فرمایا کہ ہمیں اپنے گھر والوں کی یاد آرہی ہے۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ ہم اپنے گھروں میں کس کس کو چھوڑ کر آئے ہم نے آپ کو بتایا، آپ بہت رفیق اور رحیم تھے آپ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان کو تعلیم دو، اور ان کو نیک کاموں کا حکم دو اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری شریف رقم الحدیث ۶۰۰۸)

تقلید اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاوی سے استدلال:

حضرت عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا کہ جس عورت نے طواف (زیارت) کرلیا ہو، پھر اس کو حیض آئے تو وہ طواف وداع کئے بغیر واپس جاسکتی ہے) اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جاسکتی ہے اہل مدینہ نے کہا: ہم آپ کے قول کی وجہ سے حضرت زید بن ثابت کے قول کو ترک نہیں کریں گے (کہ ایسی عورت بغیر طواف وداع نہیں جاسکتی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم مدینہ جاؤ تو اس مسئلہ کی تحقیق کر لینا، جب وہ مدینہ گئے تو انہوں نے اس کی تحقیق کی، اور حضرت ام سلیم سے بھی پوچھا؟ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی (یہ) حدیث بیان کی (کہ ایسی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو طواف وداع کئے بغیر جانے کی اجازت دی تھی)۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۱۷۵۱)

صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بیان کردہ تقلیدی مسائل

۱۔ چادر میں بٹن لگانا:

عبدالرحمان بن اعرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کہ

Marfat.com

کیا محرم اپنی چادر میں بٹن لگا سکتا ہے انہوں نے کہا نہیں۔

۲۔سجدہ تلاوت:

عمرو بن ھرم بیان کرتے ہیں کہ جابر بن زید سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص اس کے قریب کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اس نے آیت سجدہ پڑھی تو پہلے شخص نے اس آیت سجدہ کو سن لیا تو کیا وہ سجدہ کرے گا؟ انہوں نے کہا نہیں۔

۳۔خون کا نشان باقی رہے:

عمرو بن ھرم بیان کرتے ہیں کہ جابر بن زید سے سوال کیا گیا کہ حائضہ عورت کے کپڑے پر خون لگ جائے وہ اس کو دھولے اور اس میں خون کا نشان باقی رہے تو وہ اس میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

۴۔تدفین جنازہ:

عمرو بن ھرم بیان کرتے ہیں کہ جابر بن زید سے سوال کیا گیا کہ طلوع آفتاب کے وقت یا غروب آفتاب کے وقت یا جب سورج کچھ غروب ہوا ہو، اس وقت میں جنازہ دفن کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

۵۔دو نمازوں کو جمع کرنا:

حضرت یونس بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن سے سوال کیا گیا کہ کیا سفر میں دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے؟ وہ اس کو بغیر عذر کے مستحسن نہیں سمجھتے تھے۔

۶۔عمرہ کرنا:

عبدالمالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، (فقہاء احناف کے نزدیک عمرہ کرنا سنت ہے)

(مصنف عبدالرزاق، رقم الحدی (۱) ۱۴۶۶۶ (۲) ۴۳۰۸ (۳) ۱۰۲۰ (۴) ۱۱۳۲۵ (۵) ۸۲۴۹ (۶) ۱۳۶۵۴)

قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسلک کو چھوڑ کر اگر کوئی نیا مسلک بنا تا ہے اور تقلید کو شرک یا بدعت بنا تا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں ایک عام آدمی بھی کہہ سکتا ہے کہ اس دین

Marfat.com

کی کیا حیثیت ہے جو قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید سے ہٹا کر پندرھویں صدی کے نام نہاد سکالرز کی اتباع میں لگانا چاہتا ہے۔

دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلیوں کو، ہتھیلیوں پر، ناف کے نیچے رکھا جائے۔ (مسند احمد، ج ۱، ص ۱۱۰، مکتب اسلامی بیروت)

حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے نبی کریم ﷺ نے نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱، ص ۳۹۰، ادارۃ القرآن کراچی)

ان احادیث اور دیگر بہت سی مشہور روایات کے مطابق نماز میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو یعنی دائیں کی ہتھیلی کو بائیں کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے ناف کے نیچے باندھا جائے۔ لیکن بعض لوگوں کو عادت ہے کہ وہ عورتوں کی طرح اپنے ہاتھوں کو سینے پر باندھتے ہیں۔ اب ہم یہ تو نہیں کہتے کہ ان لوگوں کو عورتیں بننے کا شوق کیوں دامن گیر رہتا ہے۔ حالانکہ نماز پڑھنے کے طریقے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کئی امور میں فرق ہے۔ اسی طرح سینے پر ہاتھ باندھنے والا حکم عورتوں کیلئے ہے مردوں کیلئے نہیں۔

آمین آہستہ آواز سے کہنا:

نماز میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں تو حکم شرعی یہ ہے کہ جس وقت امام "ولا الضالین" کہے تو تم آہستہ "آمین" کہو۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ امین کے آہستہ کہنے پر ایک باب باندھتے ہیں اور اس کے ذیل میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام امین کہے تو تم امین کہو، کیونکہ جس کی امین فرشتوں کی امین کے موافق ہوگئی، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۰۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

سادہ لوح لوگوں کو صحیح بخاری کا نام استعمال کر کے گمراہ کرنے والے ہی صحیح بخاری کی اس

Marfat.com

حدیث کو قبول نہیں کرتے اور حالت نماز میں نہایت شور کرتے ہوئے بلند آواز سے آمین کہتے ہیں۔ ہم اسی حدیث کی تائید میں صحاح ستہ کی ایک اور حدیث بیان کر رہے ہیں تا کہ من گھڑت روایات بیان کرنے والوں کے منہ کو لگام دی جاسکے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے "**غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**" پڑھا اور آہستہ امین کہی۔ (جامع ترمذی، ص ۳۳، نور محمد اصح المطابع کراچی)

یادر ہے جو روایت آمین بلند آواز سے کہنے والے لوگوں کو سناتے ہیں اس میں ایک راوی بشر بن رافع ابو الاسباط حارثی ہے جس کو امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد، اور امام ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ لہٰذا وہ روایت صحیح نہیں۔ (عمدۃ القاری، ج ۶ ص ۵۲، مطبوعہ منیر یہ مصر)

رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے:

نماز میں رفع یدین کرنا ابتدائے اسلام میں مباح تھا بعد میں یہ رفع یدین منسوخ کر دیا گیا ہم اس کے منسوخ ہونے پر صحاح ستہ کی حدیث بیان کر رہے ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح نماز میں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ پھر دوبارہ تشریف لائے تو ہم کو متفرق حلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا: کہ تم متفرق طور پر کیوں بیٹھتے ہو، تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بناتے ہیں آپ نے فرمایا: وہ پہلے پہلی صف پوری کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، ج ۱ ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اہل علم کیلئے یہ قانون بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام علمائے اصول حدیث کے نزدیک یہ تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ جب کسی قولی حدیث اور فعلی حدیث میں تقابل آجائے تو فعلی حدیث کو چھوڑ کر قولی حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہم نے رفع یدین کے

Marfat.com

منسوخ ہونے پر قولی حدیث بیان کر دی ہے۔ جب کہ رفع یدین کرنے والے بیچارے رفع یدین پر قیامت تک بھی ایک بھی قولی حدیث بیان نہیں کر سکتے۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ وہ رفع یدین ترک کرتے ہوئے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھا کریں۔ ہم انصاف کی دعوت دیتے ہیں کہ ضد کو چھوڑ کر عدل پسندی کا مظاہرہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے شروع ہوتے وقت کندھوں تک رفع یدین کرتے اور رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور نہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ (المسند، ج۲، ص۲۷۷، بیروت)

وتر کی رکعتیں تین ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور پہلی رکعت میں ''**سبح اسم ربک الاعلیٰ**'' دوسری رکعت میں ''**قل یا ایھا الکافرون**'' اور تیسری رکعت میں ''**قل ھو اللہ احد**'' پڑھتے تھے۔

(سنن نسائی، ج۱، ص۲۴۹، مکتبہ امدایہ ملتان)

ایک رکعت وتر پڑھنے کی ممانعت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دم کٹی نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کہ ایک شخص ایک رکعت نماز پڑھ کر اس سے (نمازوں کو) وتر کرے۔

(تمہید ابن عبدالبر، ج۵، ص۲۵۷، بیروت)

ان احادیث کے باوجود اگر کچھ لوگ پندرھویں صدی کے علماء سوء کی پیروی کرتے ہوئے ایک بدعت کو مسلک بنالیں اور ان احادیث کا انکار کر دیں تو پھر سوائے افسوس! کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا:

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو ہاتھ کانوں تک اٹھاتے۔ (صحیح مسلم، ج۱، ص۱۶۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز

Marfat.com

پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے حتیٰ کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے برابر ہو جاتے۔

(مسند احمد، ج۴، ص۳۰۲، مکتب اسلامی بیروت)

امام کے پیچھے قرأت کرنا منع ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، ایک شخص نے آپ کے پیچھے "**سبح اسم ربک الاعلیٰ**" پڑھنا شروع کر دیا نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے پوچھا تم میں سے کس نے قرأت کی یا کون قرأت کرنے والا تھا ایک شخص نے کہا، میں، آپ نے فرمایا: مجھے یوں محسوس ہوا کہ تم میں سے کوئی میری قرأت میں خلل ڈال رہا ہے۔ (صحیح مسلم، ج۱، ص۱۷۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب باندھا ہے جس کا نام رکھا ہے "**انما جعل الامام لیؤتم بہ**" کہ امام بنایا ہی اسی لئے جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ لہٰذا اس کے پیچھے قرأت نہیں کی جائے گی۔ (صحیح بخاری، ج۱، ص۹۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حدیث کے فن میں مدون ہونے والی سب سے پہلی کتاب "مؤطا امام مالک" میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا امام کے پیچھے قرأت کی جائے گی؟ تو آپ نے فرمایا: جب تم میں کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قرأت کافی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھے تو وہ قرأت کرے۔

(مؤطا امام مالک، ج۱، ص۵۱، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

ان احادیث کا تقاضہ یہی ہے کہ جب اکیلے نماز پڑھی جائے تو قرأت کی جائے گی اور جب امام کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو ہرگز قرأت نہ کی جائے۔ اور جہاں بھی قرأت فاتحہ کا حکم ہے وہ اکیلے نمازی کیلئے ہے جبکہ گمراہ کن لوگ ایسی روایات کو خواہ مخواہ جماعت والی نماز کے ساتھ ملا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان نادانوں کو علم ہی نہیں کہ امام کے پیچھے قرأت کرنا کتنی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہری نماز پڑھانے کے بعد فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میں بھی کہہ رہا تھا کہ قرآن میں منازعت کیوں ہو رہی ہے (مؤطا امام مالک، ج ۱، ص ۵۱، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

منازعت کیا ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الکبر ردائی والعظمۃ ازاری من نازعنی واحدا منھما القیتہ فی النار۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۴۱۶۴، سنن ابوداؤد، ۳۵۶۷، مسند احمد، ۲۵۸۵۹، مسلم، ۴۷۵۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کبر میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے جس نے ان میں سے کسی ایک میں بھی میرے ساتھ منازعت یعنی جھگڑا کیا میں اسے جہنم میں ڈالوں گا۔

جو لوگ امام کے پیچھے قرأت کرتے ہیں وہ منازعت کرتے ہیں لہٰذا انہیں منازعت کے اس عمل سے باز رہنا چاہیے۔

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا:

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ میں جب ذکر سنتا تو پہچان جاتا کہ اب وہ نماز سے فارغ ہوئے ہیں۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں فرض نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان ہوا ہے ہم نے صحیح بخاری کی اس روایت کو اس لئے پیش کیا ہے کہ نام نہاد اسلام کی تبلیغ کرنے والے اور بخاری کا صرف نام استعمال کر کے لوگوں کو اپنی ذاتی خواہشات کی طرف ورغلانے والوں کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور بغیر علم کے فرض نمازوں کے بعد والے ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔

فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کس وقت

Marfat.com

دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔
(جامع ترمذی، ص ۵۰۴، نور محمد اصح المطابع کراچی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔ اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں میں ارزل عمر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ (جامع ترمذی، ص ۵۱۳، نور محمد اصح المطابع کراچی)

ان احادیث اور دیگر کثیر احادیث میں یہ موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد دعا مانگتے تھے۔ جبکہ ہمارے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز پڑھنے کے فوری بعد مسجد سے بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اگر ان سے پوچھ لیا جائے کہ جناب کیا ہوا، آپ اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگے بغیر جا رہے ہیں تو بعض جاہل یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ دعا مانگنا بدعت ہے۔ استغفر اللہ:: یعنی نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق دعا مانگنے کو بھی بدعت کہہ دیتے ہیں۔ اسلام کے ساتھ کتنا بڑا ظلم کرتے ہیں یہ لوگ۔؟؟؟۔ اللہ ہمیں ایسے لوگوں کے شر سے محفوظ فرمائے، امین۔

حق بات یہ ہے جو لوگ اپنے نبی ﷺ کی تعظیم کرنا نہیں جانتے انہیں دین کی سمجھ بوجھ کہاں سے نصیب ہوگی؟ دین انہی لوگوں کے اذہان وقلوب میں موجزن ہے جو محبت رسول ﷺ سے معطر ہیں۔ اب تو دنیا کی آنکھیں کھل گئی ہیں کہ یہ لوگ پہلے لوگوں کو منع کرتے تھے کہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں سے مدد نہ مانگا کرو اب ان لوگوں نے ترقی کر کے لوگوں کو اللہ کی بارگاہ سے مانگنے سے بھی منع کرنا شروع کر دیا ہے۔ (نعوذ باللہ من تلک الخرافات)

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب حیاء والا کریم ہے جب اس کا کوئی بندہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے حیاء فرماتا ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۱، ۲۰۹، مطبوعہ مجتبائی لاہور)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں دونوں ہاتھ بلند کرتے اور ہاتھوں کو نیچے نہیں گراتے حتیٰ کہ ان کو چہرے پر مل لیتے۔

Marfat.com

(جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۷۴، فاروقی کتب خانہ ملتان)

دعا کے اول و آخر صلوٰۃ وسلام پڑھنا:

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص داخل ہوا اور نماز پڑھی اور پھر ''**اللھم اغفرلی وارحم لی**'' کے ساتھ دعا کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا اے نمازی! تو نے جلدی کی، پس جب تو نماز پڑھ لے تو اول اللہ تعالی کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے پھر مجھ پر درود پڑھ پھر دعا مانگ، حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ایک اور شخص آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ تعالی کی حمد کی اور پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا، تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے نمازی! اب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔ (جامع ترمذی، ص، نور محمد تجارت کتب خانہ کراچی، ابوداؤد، نسائی)

دعا کے اول و آخر درود نہ پڑھنے کی وجہ سے دعا معلق رہتی ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی حتیٰ کہ تم اپنے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ لو۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۴۸۶)

مکمل نماز کے بعد بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا:

منکرین صلوٰۃ وسلام کے شیخ الحدیث زکریا صاحب اپنی کتاب فضائل اعمال میں لکھتے ہیں کہ نماز کے فارغ ہونے پر، اذان کا جواب دینے کے بعد، جمعہ کے دن صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے گا۔ (فضائل اعمال، ص ۸۳۱، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

نماز جمعہ کے بعد صلوٰۃ وسلام:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے افضل دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے کیونکہ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن ان کی روح قبض کی گئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن لوگ بے ہوش ہوں گے اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)

Marfat.com

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جسم تو (قبر میں) بوسیدہ ہو چکا ہوگا پھر ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا، آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے (یا نقصان پہنچائے)۔

(سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۰، دارالحدیث ملتان)

اس حدیث اور سنن نسائی کی حدیث میں بڑی وضاحت ہے کہ جمعہ کو عید بنانے کی پانچ وجوہات ہیں۔ ان میں سے پہلی وجہ تخلیق آدم علیہ السلام ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس دن نبی (علیہ السلام) کی تخلیق ہو یا ولادت ہو یا میلاد ہو، وہ دن عید بن جاتا ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر مسلمان جمعہ کی نماز کے بعد اکٹھے کھڑے ہو کر نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ جس کی اباحت یا جائز ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک ہی نہیں۔

بارگاہِ رسالت ﷺ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے والے کا نام مع ولدیت پیش کیا جانا:

حضرت یاسر بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جس کو تمام مخلوق کی سماعت عطا فرمائی ہے قیامت تک تم میں سے جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ اس کے اور اس کے والد کے نام سے مجھ تک پہنچائے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے۔

(مسند بزاز، ۳۱۶۲، الترغیب والترہیب، ۲۴۷۸، جلاء الافہام ص ۵۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر ایک ایسا فرشتہ موجود ہے جس کو بیک وقت لاکھوں بلکہ کروڑوں یا اس سے بھی زائد لوگوں کے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام اور ان کے نام، ان کے والد نام کو سننے کی طاقت اور انہیں یاد رکھ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

جب آپ ﷺ کی قبر انور پر مقرر فرشتے کا یہ مقام ہے تو اس سے اندازہ کریں کہ خود صاحب مزار کا مرتبہ کس قدر بلند ہوگا وہ اہل محبت کا پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

منکرین درود وسلام ایسی ایک بھی روایت نہیں دیکھا سکتے کہ جس میں لکھا ہوا کہ جمعہ دن درود وسلام نہ پڑھا جائے۔ پوری کتب احادیث میں سے کسی ایک حدیث میں بھی جمعہ کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو منع کرنے کا حکم نہیں۔ لیکن اس کے باوجود چند لکیر کے فقیر لوگوں نے کم علم لوگوں کی تصانیف پڑھ کر مسلمانوں کے اس اجماعی عمل کو بھی بدقسمتی سے بدعت کہنا شروع کر دیا ہے۔

ایک اہم تنبیہ:

ہمارے معاشرے میں لفظ بدعت کا تعارف بدقسمتی سے علمائے بدعقیدہ نے صرف یہی کرایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعتی دوزخی ہے۔ حالانکہ بدعت کی کئی اقسام ہیں۔

بدعت کا مفہوم

بدعت کا معنی:

کسی ایسے قول کو وارد کرنا جس کے کرنے والے اور کہنے والے نے صاحب شریعت کی اتباع نہ کی ہو اور نہ اس کو سابقہ شرعی مثالوں سے اور شرعی قواعد سے مستنبط نہ کیا ہو۔ اس کے متعلق حدیث میں ہے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے (المفردات ص ۳۹، مکتبہ مرتضائیہ ایران)

ہر وہ بدعت جو ضلالت وگمراہی ہے اس سے مراد وہ بدعت ہے جس کی شریعت میں اصل موجود نہ ہو۔

فقہاء نے بدعت کی کئی اقسام بیان کی ہیں۔ جن میں سے معروف دو اقسام ہیں۔

بدعت کی اقسام: (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سئیہ

(۱) بدعت حسنہ:

وہ بدعت جس کی شریعت میں اصل ہو اور یہ نیا کام یا نیا نیک عمل ہو تو ایسی بدعت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ ایسی بدعت پر عمل مستحسن بھی ہوتا ہے کہیں واجب بھی ہوتا ہے۔ اس بدعت کا ثبوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق کرنا کہ نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھا

Marfat.com

جائے گا۔ جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے اس عمل کو دیکھا تو فرمایا:
''نعم البدعة هذه'' یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔ (صحیح بخاری، ج ا، ص ۲۶۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بخاری شریف کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس بدعت حسنہ پر اتفاق کیا ہے۔ وہ نماز تراویح با جماعت ہے۔

(۱) بدعت حسنہ کا ثبوت:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اون کے کپڑے پہنے ہوئے کچھ دیہاتی حاضر ہوئے، آپ نے ان کی بدحالی اور ان کی ضرورت کو دیکھا پھر آپ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی، لوگوں نے کچھ دیر کی، جس سے آپ کے چہرہ انور پر کچھ احساس کے آثار ظاہر ہوئے، پھر ایک انصاری درہموں کی تھیلی لیکر آیا پھر دوسرا آیا اور پھر لانے والوں کا تانتا باندھ گیا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مسلمانوں میں کسی نیک طریقہ کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے مسلمانوں میں کسی برے طریقے کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا گیا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۴۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) بدعت سیئہ:

ہر وہ بدعت جس کی قرآن وسنت، اجماع وقیاس میں کوئی اصل موجود نہ ہو، ایسی نئی بدعت کو بدعت سیئہ کہتے ہیں جسے شریعت نے گمراہ کہا ہے۔ ایسی بدعت پر عمل کرنا گمراہی ہے۔

اس مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نیا کام بدعت نہیں ہے بلکہ ہر وہ عمل جس کی قرآن وحدیث میں کوئی اصل موجود نہ ہو، وہ بدعت سیئہ ہے۔

Marfat.com

بدعت کے مفاہیم واقسام:

بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم واجب ہے اور یہ وہ بدعت ہے جو قواعد وجوب پر مشتمل ہو اور اس کی دلیل شریعت میں موجود ہو جیسے ضائع ہونے کے ڈر سے قرآن مجید اور شریعت کی تدوین۔ بے شک ہمارے بعد آنے والوں کے لیے تبلیغ کرنا اجماعاً واجب ہے اور اسے چھوڑ دینا اجماعاً حرام ہے۔ اس طرح کی چیزوں کے وجوب میں اختلاف کرنا درست نہیں ہے۔ دوسری قسم بدعت محرمہ ہے۔ یہ وہ بدعت ہے جس کی دلیل شریعت میں حرام کے قواعد کے مطابق ہو۔ جیسے ٹیکس اور ایسے نئے ظالمانہ امور جو کہ قواعد شریعت کے منافی ہوں۔ جیسے جہلاء کو علماء پر فوقیت دینا اور شریعت کے کسی ایسے عہدے پر فائز کرنا جو وراثتی طریقے سے اس کے لیے درست نہ ہو اور اس منصب کو اس شخص کے لیے درست قرار دیا جائے جو کہ اس کے باب کے لیے تھا اور وہ بذات خود اس منصب کا اہل نہ ہو اور تیسری قسم بدعت مستحبہ ہے اور یہ وہ بدعت ہے جو قواعد استحباب پر مشتمل ہو اور شریعت میں اس کی حمایت میں دلائل موجود ہوں جیسا کہ نماز تراویح اور امر صحابہ کے خلاف (مصلحت وخیر کے پیش نظر) حکمرانان وقت، قاضیوں اور اہم منصب داروں کی تصویروں کو آویزاں کرنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے شمار مصالح اور شرعی مقاصد لوگوں کے دلوں میں حکمرانوں کی عظمت ڈالے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے صحابہ کے زمانے میں صحابہ کے دین اور سابق الھجرہ ہونے کی وجہ سے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے پھر نظام درہم برہم ہو گیا اور وہ زمانہ گزر گیا اور نیا زمانہ آ گیا اس زمانہ میں لوگ تصویروں کے بغیر کسی کی عظمت نہیں کرتے تھے لہٰذا تصویروں کی حیثیت کو تسلیم کر لیا گیا۔ یہاں تک کہ متعلقہ مصلحتیں حاصل ہو گئیں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تو جو کی روٹی اور نمک کھایا کرتے تھے جبکہ اپنے عاملین کے لئے آدھی بکری روزانہ مقرر کر رکھی تھی کیونکہ اگر دوسرے عاملین بھی اسی طریقہ پر عمل کرتے جس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود تھے تو وہ عوام الناس کی نظروں میں گر جاتے اور لوگ ان کا احترام نہ کرتے اور ان کی مخالفت پر اتر آتے لہٰذا یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی دوسرے کو کسی اور شکل میں نظام کی

Marfat.com

حفاظت کے لیے تیار کیا جائے اور اسی طرح جب آپ شام گئے تو آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ پردہ کیے ہوئے اور پردہ لٹکائے ہوئے تھے اور ان کے پاس خوبصورت سواری اور اعلیٰ رعب دار کپڑے تھے اور آپ اس طرح پیش آتے جس طرح بادشاہ پیش آتے تھے پھر اس کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم ایسے علاقے میں ہیں جہاں ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ لہٰذا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے احوال کو بہتر جانتے ہو کہ تمہیں اس کی ضرورت ہے کہ نہیں اور اگر ضرورت ہے تو یہ بہتر ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسروں کے نظائر (Precedents) سے یہ دلیل ملتی ہے کہ ائمہ کے احوال اور امور سلطنت، زمانے، شہروں، صدیوں کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس طرح انہیں حسن معاملات اور حسن سیاسیات میں تنوع کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ یہ احوال پرانے نہ ہو جائیں اور بعض اوقات یہ مصلحتیں واجب ہو جاتی ہیں اور چوتھی قسم بدعت مکروہ کی ہے اور یہ وہ ہے جو شریعت اور اس کے قواعد میں سے دلائل کراہت پر مشتمل ہو جیسے بعض فضیلت والے اور بابرکت ایام کو عبادات کے لئے مخصوص کرنا۔ اس کی مثال وہ روایت ہے جسے امام مسلم اور دیگر نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے اور اسی رات کو قیام کے لئے مختص کرنے کو منع کیا ہے۔ اور اسی طرح اس باب میں محدود مندوبات کو زیادہ کرنا جیسے نمازوں کے بعد تینتیس بار تسبیح کرنا آیا ہے پھر ان کو سو بار کیا جائے، اور اسی طرح زکوٰۃ فطر کے لیے ایک صاع دینا آیا ہے پھر اسے دس صاعات بنا دیا جائے یہ اس وجہ سے ہے کہ ان امور میں زیادتی شارع پر جرات اور اس کی بے ادبی ہے۔ پس عظیم لوگوں کی شان یہ ہے کہ اگر انہیں کسی امر سے روکا جائے تو وہ رک جائیں کیونکہ اس حکم سے سرتابی سوئے ادب ہے۔ لہٰذا واجب میں زیادتی یا واجب پر زیادتی سخت منع ہے۔ کیونکہ اس طرح یہ اعتقاد پنپتا ہے کہ واجب اور اس پر زیادتی دونوں واجب ہیں۔ جیسا کہ امام مالک نے شوال کے چھ (روزوں کو) ملانے

Marfat.com

سے منع کیا ہے۔ کہیں ایسا نہ سمجھا جائے کہ یہ بھی رمضان میں سے ہیں اسی طرح امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا پھر اس نے فرض نماز ادا کی اور ساتھ ہی کھڑا ہو گیا تا کہ دو رکعتیں (نفل) پڑھے۔ تو اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ تو اپنے فرض اور نفل میں فرق کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی وجہ سے ہم سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے تو پھر اسے آقا علیہ السلام نے فرمایا اے ابن خطاب اللہ تعالیٰ نے تجھے درست پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ہم سے پہلے لوگوں نے نوافل کو فرائض کے ساتھ ملا دیا انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ یہ تمام واجبات میں سے ہیں اور یہ شریعت میں تغیر ہے جو کہ اجماعاً حرام ہے اور پانچویں قسم بدعت مباح ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی چیز کی دلیل شریعت کے قواعد وضوابط میں اباحت کے اصولوں کے مطابق ہو جیسا کہ آٹا چھاننے کے لیے چھلنی کا استعمال کرنا اور آثار میں پہلی چیز جو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایجاد کی وہ تھی اتخاذ المناخل للدقیق یعنی آٹا چھاننے کے لئے چھلنی کا استعمال کیونکہ زندگی میں لوگوں کی طبیعت میں نرمی ہونا اور اس کی اصلاح کرنا مباحات میں سے ہے اور اس کے تمام وسائل بھی مباح میں سے ہیں۔ (القرافی، انوار البروق فی انوار الفروق، 205 - 202 : 4 علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی 711ھ)

بدعت کا گمراہانہ مفہوم:

جس طرح بدعقیدہ لوگوں نے بدعت کا مفہوم معاشرے میں مشہور کر رکھا ہے، اگر اسے تسلیم کر لیا جائے، تو ان گمراہ لوگوں کے مدارس، ان کی تنظیمات، ان کی جماعتیں، ان کے جلسے، ان کے استقبالیہ پروگرام، سالانہ تقریبات، جماعت کیلئے الیکشن، جماعت کیلئے امیر کا، یا صدر کا انتخاب، نصابی کتابیں، فہم قرآن کورسز، سالانہ اجتماع، قرآن کلاس کورسز، سالگرہ کے پروگرام اسی طرح گویا ان کے شب وروز بدعت سئیہ کے گڑھے میں گر جائیں گے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی خود ساختہ بدعت کے مطابق سو فیصد تو یہ خود بدعتی ثابت ہو جائیں گے، ان

Marfat.com

لوگوں نے دوسروں کو بدعت سے کیا بچانا ہے جو خود بدعتی ہیں۔

نام نہاد بدعت کو مٹانے والے:

دور حاضر میں کچھ لوگوں نے خود فریبی میں آ کر بدعت کو مٹانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے حالانکہ ان بیچاروں کو خود معلوم ہی نہیں کہ بدعت کیا چیز ہوتی ہے۔ بس انتہائی گھبراتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعتی دوزخی ہے۔ ہم نے پوچھا؟ کہ تم لوگ بدعت سے کیا مراد لیتے ہو کہا، جو چیز نبی کریم ﷺ کے دور میں نہ ہو بعد میں ایجاد کر لی گئی ہو وہ بدعت ہے اور گمراہی ہے، ہم نے کہا ذرا یہ بتاؤ کہ نبی کریم ﷺ کے دور اقدس میں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں قرآن مجید پر اعراب لگا ہوا تھا۔ کہا نہیں، تو ہم نے کہا کہ کیا قرآن کو اعراب سے پڑھنا بھی بدعت و گمراہی ہوا۔ کیونکہ تمہارے نزدیک ہر وہ عمل جو نبی کریم ﷺ کے دور میں نہ ہو وہ بدعت اور گمراہی ہے تو پھر کیا آپ لوگ قرآن پر لگا اعراب کو دنیا سے ختم کر دو گے کیونکہ وہ بدعت ہے۔ ہمارے اس سوال پر نام نہاد تبلیغ کرنے والا مبلغ مبہوت و پریشان ہو گیا۔

نماز کی سنتوں اور نوافل کا حکم:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بندہ ہر روز اللہ تعالیٰ کیلئے بارہ رکعات نفل (سنت) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا یا فرمایا اس کیلئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۲۵۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں جن بارہ رکعات کا بیان کیا گیا ہے وہ یہی معروف ہیں (۲) رکعت فجر کے فرضوں سے پہلے (۴) نماز ظہر کے فرائض سے پہلے (۲) نماز ظہر کے فرائض کے بعد (۲) نماز مغرب کے بعد (۲) نماز عشاء کے فرائض کے بعد۔ اس طرح یہ کل بارہ رکعتیں ہیں جو سنت مؤکدہ ہیں۔

کچھ لوگ صرف نمازوں کے فرائض ادا کرتے ہیں اور سنن و نوافل کا انکار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہیں۔ حالانکہ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ تمام فرائض کا طریقہ سنن

Marfat.com

کے ساتھ منسلک ہے یعنی اگر کوئی سنت کے مطابق فرائض کی ادائیگی نہیں کرے گا تو فرائض ادا نہ ہوں گے۔

(۱) فجر کی دو سنتیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طلوع فجر کے بعد دو رکعت (سنت فجر) پڑھنا میرے نزدیک تمام دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۲۵۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) نماز ظہر کی سنتیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی، ص ۸۸، نور محمد اصح المطابع کراچی)

(۳) نماز مغرب وعشاء کے بعد دو سنتیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد پڑھیں، اور دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے بعد پڑھیں۔ (صحیح مسلم، ج ۱، باب السنن، ص، قدیمی کتب خانہ کراچی)

نماز تراویح بیس رکعت ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی

شیبہ، ۷۷۴، معجم، کبیر، ۱۲۱۰۲، الکامل، عدی، ج ۱، ص ۲۴۰، سنن، بیہقی، ج ۲، ص ۴۹۶، بیروت)

حضرت یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ ان کو بیس رکعات پڑھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۷۷۶۴)

حدیث کے مشہور امام، امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں لوگ رمضان کے مہینے میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ (سنن بیہقی، ج ۲، ص ۴۹۶، بیروت)

صحاح ستہ کے جید امام، امام ترمذی علیہ الرحمہ جامع ترمذی میں لکھتے ہیں۔ اور اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے جو حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور یہی نبی کریم ﷺ کے

Marfat.com

اصحاب سے روایت ہے کہ وہ بیس (رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے)۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ میں بیس رکعت نماز تراویح کا حکم دیا ہے۔ جو آج تک اسی طرح بیس رکعت کے ساتھ قائم اور ان شاء اللہ قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔

نماز عید کے بعد مصافحہ و معانقہ:

عید کی نماز کو ادا کرنے کے بعد اپنے مسلمان بھائیوں کے گلے ملنا اور ان سے مصافحہ کرتے ہوئے انہیں عید مبارک کہنا مستحب و مستحسن ہے۔ معانقہ کرنا یعنی گلے ملنا متعدد احادیث سے ثابت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا: عثمان کہاں ہیں؟ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تابانہ اٹھے اور عرض کی: حضور! میں یہ حاضر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس آ۔ پاس حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "سینہ سے لگایا" اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔ (شرح المصطفیٰ شرف النبی باب بیست ونہم، میدان انقلاب تہران)

مصافحہ کرنے کا بیان:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، کے ساتھ کھڑے دیکھا اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مصافحہ فرمایا اور "گلے لگایا"۔ (سیرت حافظ عمر بن محمد ملا، فتاویٰ رضویہ، ج ۷، رضا فاونڈیشن لاہور)

تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں:

صحاح ستہ کی معروف کتاب سنن نسائی شریف میں امام نسائی لکھتے ہیں حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں آپ ﷺ ناراضگی کے اظہار سے کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرے

Marfat.com

سامنے کتاب اللہ کو مذاق بنایا جا رہا ہے؟ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو قتل نہ کر دوں!۔ (سنن نسائی، ج ۲، ص ۱۸۱، نور محمد اصح المطابع کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسی لئے اس شخص سے ناراض ہوئے۔ کیونکہ اس نے بیک وقت عورت کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ اگر تین مرتبہ طلاق دینا ایک ہی طلاق کی طرح ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کبھی اس سے ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوں تو آپ اس کو مارتے تھے اور ان کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔ (المصنف، ج ۵، ص ۱۱، ادارۃ القرآن کراچی)

کثیر احادیث و آثار سے یہ ثابت ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں جبکہ بعض جاہل وان پڑھ لوگوں نے تین طلاقوں کو ایک سمجھ لیا ہے اور اس طرح عوام میں ایک شرعی فیصلے کا مذاق بنایا ہوا ہے حالانکہ شرعی احکام کو مذاق بنانا منع ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو جو تین طلاقوں کو ایک سمجھ بیٹھتے ہیں انہیں اپنی اصلاح کر لینی چاہیے۔

لیکن بدقسمتی سے بہت سے لوگ بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں پھر علمائے کرام سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو علمائے حق اہل سنت و جماعت یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اب وہ بغیر حلالہ کے تمہارے نکاح میں نہیں آسکتی کیونکہ شریعت نے بغیر حلالہ کے شوہر اول سے اسکا نکاح منع کر دیا ہے۔ تو جاہل و بے وقوف لوگ سر پکڑ کو بلبلا اٹھتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص کا گھر برباد ہو رہا ہے اور اس کے پانچ، سات بچے ہیں جو معصوم ہیں وہ بیچارے تو بھوک سے مر جائیں گے۔ خاندان کے اندر کئی دشمنیاں جنم لیں گی اور علمائے کرام پر اس طرح کے جملے کستے ہیں کہ جیسے ان کے درمیان اور علمائے کرام کے درمیان حق و باطل کا معرکہ شروع ہو چکا ہے۔

لیکن افسوس: اس بات پر کہ لوگ ساری ساری عمر بسر کر جاتے ہیں مگر نکاح، طلاق اور دیگر شرعی احکام کو سمجھنے کی طرف ذرا توجہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے اگر غلطی انکی اپنی ہو اور الزام شریعت پر، یہ کتنی بڑی غلط فہمی ہے۔ اور اللہ کا کیا ہوا حرام تو کسی بھی صورت میں حلال

Marfat.com

نہیں ہوسکتا۔ اگر چہ ساری دنیا کے روشن خیال اور عقل کل کا دعوی کرنے والے لوگ ساری عمر اپنا سر پکڑ کر بیٹھیں تب بھی وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال نہیں کر سکتے۔ لہذا برائے مہربانی اپنی غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے احکام کو بدلنے سے باز رہیں۔

حالانکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ عام لوگوں کو اتنا جانتے ہیں کہ تین، تین ہوتا ہے اور ایک، ایک ہوتا ہے، اگر کسی شخص نے کہا کہ ''میں تین خداؤں کو مانتا ہوں'' تو کیا یہ لوگ اس قائل کی توحید کو قبول کرلیں گے؟ ہرگز نہیں۔ جب ان کو اس بات کی سمجھ آ گئی ہے تو تین طلاقیں سمجھ کیوں نہیں آتی

دم کرنے کا شرعی حکم:

حضرت سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں دم کیا کرتے تھے؟ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اپنے دم کو میرے سامنے پیش کرو، دم میں کچھ قباحت نہیں اگر اس میں شرک کا مضمون نہ ہو۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث، 1462)

حضرت المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا یا اس کو کوئی زخم لگتا، تو رسول اللہ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھتے اور فرماتے کہ اللہ کے نام سے ہمارے ملک کی مٹی، کسی کے تھوک کے ساتھ، اس سے ہمارا بیمار شفا پائے گا اللہ تعالی کے حکم سے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1458)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ سفر میں تھے اور عرب کے کسی قبیلہ کے پاس سے گزرے، ان سے مہمان نوازی چاہی تو انہوں نے مہمانی نہ کی۔ وہ کہنے لگے کہ تم میں سے کسی کو منتر یاد ہے؟ ان کے سردار کو بچھو نے کاٹا تھا۔ صحابہ میں سے ایک شخص بولا کہ ہاں مجھے منتر آتا ہے۔ پھر اس نے سور فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ پس انہیں بکریوں کا ایک گلہ دیا گیا، تو انہوں نے نہ لیا اور یہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آ کر بیان کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا سوائے سور فاتحہ کے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ منتر ہے؟

Marfat.com

پھر فرمایا کہ وہ بکریوں کا گلہ لے لے اور اپنے ساتھ ایک حصہ میرے لئے بھی لگانا۔
(صحیح مسلم، رقم الحدیث، 1449)

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ ایک اللہ کے ولی نے وصال کے وقت وصیت کی تھی کہ میرے کفن میں "بسم اللہ" لکھ کر رکھ دینا۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ قیامت کے دن میری دستاویز ہوگی جس کے ذریعے رحمت الٰہی کی درخواست کروں گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی شخص زہر لایا اور کہنے لگا کہ اگر آپ اس زہر کو پی کر سلامت رہے تو ہم سمجھیں گے کہ اسلام سچا ہے۔ آپ نے "بسم اللہ" پڑھ کر وہ زہر پی لیا اللہ کے فضل سے کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ شخص یہ دیکھ کر اسلام لے آیا۔

بادشاہ روم ہرقل نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے سر درد کی بہت شکایت ہے کچھ علاج کیجئے۔ آپ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیج دی۔ جب بادشاہ وہ ٹوپی اوڑھتا تھا تو درد جاتا رہتا تھا اور جب اتار دیتا تو درد شروع ہو جاتا۔ اس کو اس بات پر سخت تعجب ہوا۔ آخر کار اس نے چاہا کہ دیکھوں کہ اس ٹوپی میں کیا ہے لہٰذا اس نے اس ٹوپی کو کھلوایا۔ تو دیکھا کہ اس میں ایک پرچہ ہے جس پر لکھا تھا "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**"۔
(تفسیر نعیمی)

تعویز دھاگے کا شرعی حکم:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نیند میں ڈر جائے تو وہ یہ دعا کرے () تو یہ پھر اس کو شیاطین نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو اپنے بالغ بچوں کو اس دعا کی تلقین کرتے تھے اور جو نابالغ بچے تھے ان کے گلے میں ایک کاغذ پر یہ دعا لکھ کر لٹکا دیتے تھے۔ (امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن، صحیح ہے)۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، 3528، ابوداؤد، 3893)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بیمار شخص کو دم کرنا یا احادیث میں مذکور کلام کو کسی کاغذ پر لکھ کر بطور تعویز ڈالنا جائز ہے۔ یاد رہے ہر وہ تعویز یا دم جس میں کسی قسم کا دور جاہلیت والا کلام ہو یا

Marfat.com

شرکیہ کلام پر مشتمل ہو تو ایسا دم کرنا یا ایسا تعویذ بنانا حرام ہے۔ جبکہ شرکیہ تعویذ کو اگر باعتبارِ نیت درست سمجھ کر کیا تو کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔ اور ایسا کرنا کفر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو حواریوں کی دعا سے نابینا کا ٹھیک ہونا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواریوں صادق و صدوق کو انطاکیہ بھیجا تا کہ وہاں کے لوگوں کو جو بت پرست تھے دینِ حق کی دعوت دیں جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے اس شخص کا نام حبیب نجار تھا اس نے ان کا حال دریافت کیا ان دونوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے ہیں تمہیں دین حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرو حبیب نجار نے نشانی دریافت کی انہوں نے کہا کہ نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو اچھا کرتے ہیں، اندھوں کو بینا کرتے ہیں، برص والے کا مرض دور کر دیتے ہیں حبیب نجار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا انہوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا حبیب ایمان لائے اور اس واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی تا آنکہ ایک خلق کثیر (بہت سے لوگوں) نے ان کے ہاتھوں اپنے امراض سے شفا پائی یہ خبر پہنچنے پر بادشاہ نے انہوں بلا کر کہا کیا ہمارے معبودوں کے سوا اور کوئی معبود بھی ہے ان دونوں نے کہا وہی جس نے تجھے اور تیرے معبودوں کو پیدا کیا پھر لوگ ان کے درپے ہوئے اور انہیں مارا یہ دونوں قید کر لیے گئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو بھیجا وہ اجنبی بن کر شہر میں داخل ہوئے اور بادشاہ کے مصاحبین و مقربین سے رسم و راہ پیدا کر کے بادشاہ تک پہنچے اور اس پر اپنا اثر پیدا کر لیا جب دیکھا کہ بادشاہ ان سے خوب مانوس ہو گیا ہے تو ایک روز بادشاہ سے ذکر کیا کہ دو آدمی جو قید کیے گئے ہیں ان کی بات سنی گئی تھی وہ کیا کہتے تھے بادشاہ نے کہا کہ نہیں جب انہوں نے نئے دین کا نام لیا فوراً ہی مجھے غصہ آ گیا شمعون نے کہا کہ اگر بادشاہ کی رائے ہو تو انہیں بلایا جائے اور دیکھیں ان کے پاس کیا ہے چنانچہ وہ دونوں بلائے گئے شمعون نے ان سے دریافت کیا تمہیں کس نے بھیجا ہے انہوں نے کہا اس اللہ عزوجل نے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر جان دار کو

Marfat.com

روزی دی جس کا کوئی شریک نہیں شمعون نے کہا اس کی مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے شمعون نے کہا تمہاری نشانی کیا ہے انہوں نے کہا جو بادشاہ چاہے تو بادشاہ نے ایک اندھے لڑکے کو بلایا انہوں نے دعا کی وہ فوراً بینا (آنکھیں درست ہوگئیں) ہوگیا شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اب مناسب یہ ہے کہ اپنے معبودوں سے کہو کہ وہ بھی ایسا ہی کر کے دکھائیں تا کہ تیری اور ان کی عزت ظاہر ہو بادشاہ نے شمعون سے کہا کہ تم سے کچھ چھپانے کی بات نہیں ہے ہمارا معبود نہ دیکھے نہ سنے نہ کچھ بگاڑ سکے نہ بنا سکے پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا کہ اگر تمہارے معبود کو مردے کے زندہ کر دینے کی قدرت ہو تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے انہوں نے کہا ہمارا معبود ہر شے پر قادر ہے بادشاہ نے ایک دھقان کے لڑکے کو منگایا جس کو مرے ہوئے سات دن ہو گئے تھے اور جسم خراب ہو چکا تھا بدبو پھیل رہی تھی ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں مشرک مرا تھا مجھ کو جہنم کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم ہو بہت نقصان دہ ہے ایمان لاؤ اور کہنے لگا کہ آسمان کے دروازے کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جوان تینوں شخصوں کی شفارش کرتا ہے بادشاہ نے کہا کون تین اس نے کہا ایک شخص شمعون اور دو یہ بادشاہ کو تعجب ہوا جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات بادشاہ پر اثر کر گئی تو اس نے بادشاہ کو نصیحت کی وہ ایمان لایا اور اس کی قوم کے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے اور عذاب الٰہی سے ہلاک کیے گئے۔ (تفسیر خزائن العرفان: سورۃ یٰسین حاشیہ: 15 صفحہ 795، پاک کمپنی اردو بازار لاہور)

Marfat.com

بیعت

یوم ندعوا کل اناس بامامھم (بنی اسرائیل، ۷۱)

ترجمہ: جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

حضرت ابوصالح نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ امام سے مراد عام ہے خواہ وہ امام ہدایت ہو یا امام ضلالت ہو۔ (زادالمیسر، ج۵، ص۶۴، بیروت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر میں دوٹوک فیصلہ اور بیان فرمادیا گیا ہے کہ جو لوگ گمراہ قسم کے لوگوں کی اتباع کریں گے وہ اپنے گمراہ ائمہ کے ساتھ قیامت کے دن حاضر ہوں گے اور جو لوگ نیک لوگوں کو اپنا امام مانتے رہے اور ان کی اتباع کرتے رہے تو وہ نیک لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن ہوں گے۔

اللہ کے نیک بندوں کی اتباع کرنے کیلئے ان لوگوں کی بیعت کرنا کہ وہ شریعت کے مطابق عمل کرتا ہے لہذا ہم بھی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔

بیعت کا ثبوت:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدھم (۴۸۔۱۰)

ترجمہ: وہ جو تم سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

۲۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (۴۸۔۱۸)

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ان مسلمانوں سے جب وہ درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں۔

بیعت کا معنی:

البیعۃ۔ اس کا لغوی معنی ہے۔ عہد و پیمان ۔ (المنجد، ص ۱۱۰، دارالاشاعت کراچی)

بیعت کی تعریف:

کسی مرد صالح جامع الشرائط مسلمان کے ہاتھ پر بیعت ہونا تا کہ یہ بیعت کرنے والا صراط

Marfat.com

مستقیم پر چل سکے۔ یہ بیعت کہلاتی ہے۔

بیعت کی اقسام:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیعت کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ بیعت خلافت ۲۔ بیعت استرشاد

۱۔ بیعت خلافت:

وہ بیعت جو خلیفہ وقت لیتا ہے اس عہد پر کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق خلافت کرے گا اور عوام اسکی اتباع کرے گی۔

۲۔ بیعت استرشاد:

یہ وہ بیعت ہے جو کسی نیک بندے کی کی جائے تا کہ اسے اپنا دینی رہبر و رہنما تسلیم کرتے ہوئے دینی احکام و معاملات کو قرآن وسنت کے مطابق عمل میں لایا جائے۔ الشجرۃ (۱۸۔۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ان مسلمانوں سے جب وہ درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں۔

بیعت کا معنی:

البیعۃ۔ اس کا لغوی معنی ہے۔ عہد و پیمان ۔(المنجد، ص ۱۱۰، دار الاشاعت کراچی)

بیعت کی تعریف:

کسی مرد صالح جامع الشرائط مسلمان کے ہاتھ پر بیعت ہونا تا کہ یہ بیعت کرنے والا صراط

مستقیم پر چل سکے۔ یہ بیعت کہلاتی ہے۔

بیعت کی اقسام:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیعت کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ بیعت خلافت ۲۔ بیعت استرشاد

۱۔ بیعت خلافت:

وہ بیعت جو خلیفہ وقت لیتا ہے اس عہد پر کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے

Marfat.com

احکام کے مطابق خلافت کرے گا اور عوام اسکی اتباع کرے گی۔

۲۔ بیعت استرشاد:

یہ وہ بیعت ہے جو کسی نیک بندے کی کی جائے تا کہ اسے اپنا دینی رہبر و رہنما تسلیم کرتے ہوئے دینی احکام و معاملات کو قرآن و سنت کے مطابق عمل میں لایا جائے۔ محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف سپرد کیا گیا ہے اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۱۷۰۹)

امام قرطبی نے لکھا ہے کہ جب مکہ میں عقبہ کی رات کو 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنے رب کیلئے اور اپنی ذات کیلئے جو شرط چاہیں ہم سے منوا لیں، تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے رب کیلئے شرط یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے لئے شرط یہ ہے کہ تم اپنی جانوں اور مالوں کو جن چیزوں سے باز رکھتے ہو ان سے مجھ کو باز رکھنا (یعنی جس طرح اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو حفاظت کرتے ہو۔ اسی طرح میری عزت و ناموس کی حفاظت کرنا) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم ایسا کر لیں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت'' تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ سودا تو بڑا فائدہ مند ہے لہٰذا ہم اس بیعت کو نہ توڑیں گے اور نہ توڑنے کا مطالبہ کریں گے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (توبہ، ۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔ (تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ)

مرشد کی شرائط:

Marfat.com

پیران چار شرطوں کا جامع ہو۔

ا۔سُنی صحیح العقیدہ ہو۔۲۔صاحب سلسلہ ہو۔۳۔غیر فاسق ملعن ۔۴۔اتنا علم دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔

جہاں ان شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہے بیعت جائز نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ،ج ۲۶،ص ۵۶۶،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بے عمل جاہل پیروں سے احتراز:

آج ہماری حالت یہ ہو چکی ہے کہ لوگ دین کے معاملات میں بالکل ہی دلچسپی نہیں رکھتے لیکن دنیاوی معاملات میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہو بالخصوص جب برادری سے باہر کہیں رشتہ کرنا ہو، تو تحقیق کی جاتی ہے کہ لڑکے والوں کی قوم، ان کے رسم و رواج، رہن سہن کے طریقے، مزاج، زبان، کاروباری حالت، نوکری، تنخواہ، گھریلو افراد کی تعداد، وراثتی جائیداد، تعلیم، شعبہ، اور اس کے بعد نکاح نامہ پر کڑی شرائط اور غیر شرعی پابندیاں اور کئی مراحل طے کرنے کے بعد بھی کچھ لوگ اعتماد کرتے ہیں جبکہ بعض لوگ پھر بھی اعتماد نہیں کرتے۔کیونکہ ایک بچی کی زندگی کا مسئلہ ہے۔لیکن صد افسوس: کہ لوگ اپنا دینی رہنما و پیشوا بناتے وقت یا جس سے دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اس کے بارے اتنا بھی علم نہیں رکھتے کہ اس کے اپنے عقائد کیا ہیں۔گمراہ فرقوں کے عقائد اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں اور انصاف کے ساتھ لوگ تصفیہ کریں تو یہ دنیا بد عقیدگی سے پاک ہو جائے۔یاد رہے کہ ترمذی شریف کی آخری حدیث مبارکہ ہے حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہے تم دیکھو کہ تم کس سے دین حاصل کر رہے ہو (ترمذی، ج ۲، ص ۶۸۶، مکتبہ فاروقیہ ملتان)

دور حاضر میں جہاں اسلام کو بہت سارے چیلنج اور فتنوں کا سامنا ہے اسی طرح اس دور میں جاہل اور بے عمل پیروں کی بہت بڑی تعداد لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے اور سب سے بڑا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ جاہل و بے عمل پیر اسلام اور قرآن وسنت کا نام استعمال کر کے لوگوں کو اپنی خواہشات کی طرف ورغلاتے ہیں۔آج اگر کوئی شخص مرید ہونا چاہتا ہے تو اس کیلئے سب سے بڑا

Marfat.com

مسئلہ یہ ہے کہ وہ کس کا مرید ہوئی بناوٹی پیر جنہیں زیادہ سے زیادہ مریدوں کو اکٹھے کرنے کی حرص لگی رہتی ہے اور ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ کسی طرح ان کے مریدوں میں اضافہ ہو۔

لہذا بیعت ہونے سے پہلے دیکھ لیں کہ جس سے بیعت ہونے جا رہے ہیں کیا وہ شریعت پر عمل کرنے والا ہے یا بے نمازی ہے، داڑھی منڈوانے والا ہے، فلمیں دیکھنے والا ہے، فحش کلامی کرنے والا ہے، جھوٹ اور غیبت کرنے والا ہے عورتوں سے بے پردہ ملاقاتیں کرنے والا ہے عورتوں سے ہاتھ چموانے والا اور پاؤں دبوانے والا ہے۔

اگر ایسا ہے تو اس کی ہرگز بیعت جائز نہیں بلکہ ایسے لوگ ملک اور امت کیلئے ناسور ہیں اور معاشرے میں بہت سی خرابیاں ان کی پیدا کردہ ہیں ایسے رہزنوں سے بچیں جو دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھو اور پانی پر چلتا ہوا دیکھو لیکن اس میں خلاف سنت کوئی بات پائی جاتی ہو تو اسے اللہ کا ولی نہ سمجھو۔

حالانکہ اسلاف کے سنہری دور کا اگر مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو عام لوگوں کو مرید بھی نہیں کرتے تھے بلکہ پہلے اسے مرید ہونے کے قابل بناتے تھے یہ مناسب سمجھتے تھے کہ یہ شخص مرید ہونے کے قابل ہے۔تو تب اسے مرید کرتے تھے اور آج ایسا دور آ گیا ہے کہ پیر زبردستی مرید بنانے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔

اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ کئی ایک جاہل و جھوٹے پیر اپنی خواہشات کی اتباع میں مریدوں کو اتنا پابند کر دیتے ہیں کہ اگرچہ قرآن و حدیث کی بات کیوں نہ ان سے کہی جائے تو وہ کسی اسلام کو نہیں مانتے بلکہ صرف اسے ہی اسلام سمجھتے ہیں جو ان کے پیر نامراد کہہ دیتا ہے وہی ان کیلئے اسلام ہو جاتا ہے ان کے خیال میں ان کا پیر ہر قسم کی خطاء سے پاک ہے اور اس سے کوئی اجتہادی غلطی بھی نہیں ہو سکتی۔

منکرین بیعت:

کئی ایسے نامور اور روشن خیال مفکرین بھی ہیں جو سرے سے ہی پیری مریدی کے خلاف ہیں اور بعض عناصر نے تو اس قدر غلو کیا کہ پیری و مریدی اور بیعت یہ امور بدعت و ناجائز اور بعض نے اسے بھی شرک قرار دیا ہے۔اور یہ لوگ خود بہت لمبی چوڑی تنظیمات بنانے اور

Marfat.com

جماعتیں بنانے کیلئے قرآن وسنت اور اسلام کا نام خوب استعمال کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے ان کا مشن بالکل واضح ہے کہ وہ سادہ لوح انسانوں کے ایمانوں پر قرآن وسنت کے نام پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور پس پردہ مقاصد اپنی تنظیموں کے اور اپنی خواہشات کے پورے کرتے ہیں حتی کہ یہ لوگ مسلمانوں کے دلوں سے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی محبت وعقیدت نکال کر اپنی محبت وعقیدت ودیعت کرنے کی ناپاک جسارت کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کے وہ اعمال جو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہ اللہ علیہم سے محبت واعتقاد کے اظہار کا سبب بنتے ہیں یہ لوگ انہی اعمال کو شرک وبدعت بتاتے ہیں اور پس پردہ اپنے بڑے نامور مفکرین کی تعلیمات کے پرچار کی جب بات آتی ہے تو اس وقت یہ لوگ غلو میں مسلمانوں کی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم والی عقیدت سے بھی بڑھ جاتے ہیں لیکن اس موقع پر انہیں کسی قسم کی شخصیت پرستی نظر نہیں آتی اور نہ ہی کوئی شرک وبدعت کی بو آتی ہے۔

تصوف کا مفہوم

تصوف کی لغوی واصطلاحی تعریفات

اکثر اہل علم کے نزدیک کلمہ تصوف "صوف " سے نکلا ہے، تصوف باب تَفَعُّل کے وزن پر ہے، جیسے کہا جاتا ہے تقمص، اس نے قمیص پہنی، چونکہ اکثر صوفیاء "اون " کا مخصوص لباس زیب تن کرتے تھے، اس لئے وہ حضرات "صوفی " کہلانا شروع ہوئے، صاحب منجد لکھتے ہیں :

تصوف فلانا ای صار صُوفیاً تخلق با خلاق الصوفیه فیث من المتعبدین واحد هم "صوفی "و هومن کان فانیاً بنفسه باقیا بالله مستخلصاً من الطبائع متصلاً بحقیقته الحقائق (المنجد)

تاریخ اسلام میں لفظ "صوفی " کی اصطلاح کب وجود میں آئی ؟ تصوف کا رواج کب پڑا، اس حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کلمہ کا رواج پہلی صدی ہجری میں ہی پڑ چکا تھا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس کلمہ کو یوں استعمال کیا :

Marfat.com

قد کنت تشبه صوفیاً له کُتب من الفرائض او آیات فرقان")

حالانکہ تُو ایسے صوفی سے مشابہت رکھتا تھا، جو فرائض واحکامِ دین کی کتابوں کا مالک تھا۔

لفظ تصوف کی تحقیق کے سلسلے میں شیخ ابوالحسن علی ہجویری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

اس اسمِ تصوف کے ماخذ کی تحقیق میں بہت سے اقوال پیش کیے گئے ہیں، حتی کہ مخصوص کتب اس حوالہ سے لکھی گئیں ہیں، ایک گروہ کے نزدیک اہل تصوف کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ "صوف " کا لباس زیب تن کرتے تھے، دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ ان کو صوفی اس لئے کہتے تھے کہ وہ برگزیدہ میں صفِ اول میں ہوتے تھے، تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ ایسے حضرات کو صوفی اس لئے کہتے تھے کہ وہ اصحابِ صفہ سے محبت کرتے تھے اور چوتھا گروہ کہتا ہے کہ یہ لفظ "صفا " بمعنی پاکیزگی سے ماخوذ ہے (کشف المحجوب)

حضرت شیخ ہجویری مزید لکھتے ہیں :

اس لفظ (تصوف) کی تحقیق کے سلسلے میں فن کے ہر شخص نے لطیف اشارے بیان کئے ہیں، لغوی معنی کے اعتبار سے وہ سب حقیقی معنی سے دور ہیں، فی الواقع "صفا "ان سب میں زیادہ قابل قبول ہے، اس لفظ کی ضد کدورت ہے، چونکہ اہل تصوف اپنے اخلاق و معاملات کو ایک خاص مقام تک لے جاتے ہیں اور طبیعت کی آفت سے بے زاری اختیار کر لیتے ہیں، اس لئے ان قدسی صفات لوگوں کو صوفی کہا جانے لگا۔ (کشف المحجوب)

صوفی کو کس چیز کی تلاش رہتی ہے، وہ کیا چاہ رہا ہوتا ہے، اس سے بھی اس لفظ کے ماخذ کا اندازہ ہو ہی جاتا ہے۔

معروف کرخی م علیہ الرحمہ سے جب "صوفی " کے متعلق سوال کیا گیا، تو جواب دیا "صوفی وہ لوگ ہیں جو کائنات میں ماسواء اللہ کو چھوڑتے ہیں اور اللہ کو پسند کرتے ہیں۔

سہیل ابن عبداللہ تستری م ھ صوفی کے مطمحِ نظر سے متعلق لکھتے ہیں

صوفی وہ ہے، جس کا دل کدورت سے خالی ہو اور تفکر سے پُر ہو اور قربِ خدائے عزوجل میں

Marfat.com

بشر سے منقطع ہو اور اس کی آنکھ میں خاک اور سونا برابر ہو۔

ابوالحسن نوری م علیہ الرحمہ سے مروی ہے۔

صوفی وہ لوگ ہیں، جن کی روح بشریت کی کدورت سے آزاد ہوگئی ہو اور آفتِ نفس سے صاف ہوئی ہو، وہ ہوا و ہوس سے خالص ہو گئے ہوں، یہ لوگ صفِ اول و درجہ اعلیٰ میں خداوند کریم سے قربت حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں۔

تصوف کے میدان میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا بڑا نام ہے، وہ لکھتے ہیں صوفی وہ ہے جس کا دل دنیا سے متنفر اور فرمان الٰہی کو ماننے والا ہو، اس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تسلیم، حضرت داود علیہ السلام کا انداز، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فقر، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، (حجۃ اللہ البالغہ)

قرآن وسنت کی تعلیمات میں جہاں ظاہری اعمال کو تقویٰ و تزکیہ نفس کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اسی طرح تصوف یعنی باطنی امور کو بھی تزکیہ نفس کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ لہذا تصوف وفقہ اور ظاہری و باطنی اعمال میں باہمی طور کوئی کسی قسم کا تضاد نہیں بلکہ ان دونوں کی منزل مقصود ایک ہے اور وہ بارہ الٰہی میں حصول رضا و قرب ہے۔

سواد اعظم کی اتباع کرو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی بے شک میری امت یا فرمایا: امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سواد اعظم کی اتباع کرو جو اس سے الگ ہوا وہ دوزخ میں گیا۔

Marfat.com

(مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، ص ۳۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

امت مسلمہ کے فرقے:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے پس ایک فرقہ جنتی ہے باقی ستر دوزخی ہیں اور نصرانی بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے پس ایک فرقہ جنتی ہے اور اکہتر دوزخ میں ہوں گے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی پس ایک فرقہ جنتی ہے جبکہ ۷۲ فرقے دوزخ میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا؟ فرمایا: وہ جماعت ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۸۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں ہے ہم صرف اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو کسی فرقے یا گروہ یا تنظیم سے منسلک کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یہاں تک بات اس قدر تو درست ہے کہ نت نئی اٹھنے والی فتنے باز تنظیمات سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ لیکن وہ جماعت جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحیح معنوں میں وارث ہے ان کے نظریات اور ان کے اعمال کی وارث ہے۔ جو اہل سنت و جماعت سے کے نام سے منسوب ہے جس کے جھنڈے تلے تمام مسلمان ہیں۔ کیا اسے بھی محض دیگر بدعقیدہ تنظیمات کی آڑ ویسا ہی فرقہ یا گروہ سمجھا جائے گا۔ یا اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد کی محافظ جماعت سمجھ کر نجات والی جماعت سمجھا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقوں کا تعین تو حدیث مبارکہ میں ہو چکا ہے۔ جب خود حدیث سے واضح ہو گیا کہ 72 فرقے دوزخ میں ہوں گے اور ایک فرقہ جو اہل سنت و جماعت وہ جنتی جماعت ہے۔ تو پھر کیونکر آدمی اس جماعت کے نام کو متعارف نہ کرائے۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو فخر سے اہل سنت و جماعت کہے اور لکھے۔

Marfat.com

سواد اعظم کون ہے

اہل سنت و جماعت کی اتباع کرو:

اس سے پہلی حدیث میں سواد اعظم سے مراد اہل سنت و جماعت ہے اور یہ حدیث اہل سنت و جماعت والوں کیلئے معیار عظمت ہے نیز اس حدیث سے اہل سنت و جماعت مراد لینا کسی دلیل کا محتاج نہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کے سوا باقی بہتر فرقے اکٹھے کر لئے جائیں تو وہ اس کا دسواں حصہ بھی نہیں بنتے۔ امام المحدثین امام جلال الدین علیہ الرحمہ " اتمام الدرایہ " میں فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہم اور تمام ائمہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ عقائد اور دوسرے مسائل میں بھی ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ اہل سنت کے امام ہیں اور طریقت میں سید الطائفہ حضرت جنید علیہ الرحمہ امام ہیں۔ (انجاح الحاجہ، ج ۲، ص ۲۸۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اہل سنت و جماعت کی علامت:

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت ہونے کی علامت ہے (یعنی سُنی ہونے کی)۔

(فضائل اعمال، ص ۶۷، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

الحمدللہ! آج بھی اذانوں سے پہلے، نمازوں کے بعد، نماز جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، اسی طرح ہر محفل و جلسہ کے اختتام پر اپنے نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اہل سنت و جماعت کا شعار ہے۔ اور اہل سنت کے اسی عمل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

خلفائے راشدین سے اب تک:

خلفائے راشدین کے دور میں خارجی لوگ جو اسلام سے اس طرح خارج ہو چکے تھے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور دوسری طرف رافضی لوگ جو دین کے ابتدائی عقائد کو بدلنے والے تھے اور غلو میں اس قدر بڑھ گئے تھے کہ وہ قرآن و سنت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی

Marfat.com

ذاتی و جماعتی خواہشات کو دین سمجھنے لگے۔

جبکہ اس وقت کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو آج اللہ کے فضل و کرم سے صرف اہل سنت و جماعت والے ہی ہیں جن کا عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے کے مطابق ہے۔

باقی لوگوں کے عقائد و معمولات کو پڑھ کر دیکھ لیں کچھ لوگ کانگرسی علماء سو کی طرف چلے گئے کچھ لوگ اہل بیت سے محبت کے غلو میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (نعوذ باللہ) مرتد تک کہہ دیا اسی طرح نام نہاد اسلام کی تبلیغ کرنے والوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو باغی تک کہہ دیا۔ اس طرح یہ دونوں قسم کے لوگ گمراہ ہو گئے۔ جبکہ اہل سنت و جماعت جس کی سچی ترجمانی امام اہل سنت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمائی۔ وہ اپنے دامن میں محبت صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم لئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گی۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے بارے میں دو گروہ ہلاکت کا شکار ہوں گے پہلا وہ جو میرے ساتھ محبت میں حد سے بڑھ گیا اور حق کے راستے سے دور چلا گیا اور دوسرا وہ جو میرے ساتھ بغض میں حد سے بڑھ گیا اور حق سے دور چلا گیا اور گمراہ ہوا۔ میرے ساتھ محبت میں جو اعتدال کرے گا وہی سب سے بہتر ہے اے لوگو! تم بھی اس کے ساتھی بن جاؤ اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے فرقہ بازی سے باز آ جاؤ۔ کیونکہ لوگوں کی اکثریت سے علیحدہ ہونے والا شیطان کا ساتھی ہے، جس طرح ریوڑ سے علیحدہ ہونے والی بکری بھیڑیے کی نذر ہو جاتی ہے اے لوگو! جو جماعت سے علیحدگی کا طریقہ اختیار کرے، اسے قتل کر دو اگرچہ میرے عمامے کے نیچے پناہ لینے والا ہی کیوں نہ ہو۔ (نہج البلاغہ، ج۲، ص۷، ایران)

بدعقیدہ و گمراہ لوگوں کے معمولات و علامات:

ایک عام اور سادہ سے انداز میں اور ایک معمولی ذہن رکھنے والا شخص بھی اس بات کا ادراک و سمجھ رکھتا ہے کہ بدعقیدہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے ناموں سے موسوم پروگرام و محافل میلاد و عرس کو بدعت و شرک کہہ کر ان محافل سے عوام کو دور کرنے کی کوشش میں اپنی تقریر

Marfat.com

وتحریر کو استعمال کرتے ہیں جبکہ یہی طبقہ اپنے ہم فکر علمائے سوء کی یاد شہداء کانفرنس، عشرہ حکیم الامت وغیرہ اسی طرح کے ناموں سے پروگرام وسیمینار منعقد کراتے ہیں جوان بدعقیدہ لوگوں کیلئے نہ صرف ثواب بلکہ عین اسلام ہے۔

بدعقیدہ لوگوں کی یہی ناپاک سازش ہے کہ مسلمانوں کے اذہان سے مقام نبوت وولایت کو نکال کر وہاں پر اپنے متعصب مسلکی علماء ورہنماؤں کی محبت بھر دی جائے۔ کیونکہ ان لوگوں کے خیال میں انبیاء واولیاء کی محبت شرک کی طرف لے جاتی ہے اور علماء سوء، بدعقیدہ علماء کی محبت عین اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بدعقیدہ عناصر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں پر جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں بدعقیدہ لوگوں کو پہچاننا ضروری ہے کیونکہ جب تک آپ اپنے دشمن کو پہچانیں گے نہیں، تب تک آپ اس سے بچ نہیں سکتے۔

(۱) منافقانہ روش:

یہ لوگ انتہائی منافقت سے کام لیتے ہیں جب آپ انہیں نبی کریم ﷺ کے میلاد مبارک دیں تو ان کے ماتھے پر بہ جائے خوشی کے غم وغصہ کے آثار دیکھائی دیتے ہیں، لیکن اگر آپ ان کے کسی مولوی کے یوم پیدائش کی سالگرہ کی مبارک دیں تو ان کے چہرے خوشی سے مہک اٹھتے ہیں جس سے واضح پتہ چلتا ہے کہ ان کا چہرہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر سیاہ کیوں ہوا تھا میلاد النبی ﷺ کی دعوت پر غمزدہ کیوں ہوا تھا؟ کیونکہ خوشی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا تعلق نبی کریم ﷺ سے قطعاً نہیں ہے اور نہ اولیاء کرام سے ان لوگوں کا تعلق ہے۔

مساجد میں جمع ہونا جبکہ مقام نبوت ﷺ کا انکار کرنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں کثرت کے ساتھ جمع ہوں گے لیکن مؤمن نہیں ہوں گے۔

(المستدرک علی الصحیحین، ج۴، ص۴۹۸، رقم الحدیث ۸۳۶۵)

آج کل تبلیغ کے نام سے کئی لوگ بڑی کثرت کے ساتھ جمع ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی محبت

Marfat.com

سے خالی ہونے کی وجہ سے ایمان سے فارغ ہیں۔

سر منڈوانا اور پنڈلیوں سے اونچا شلوار کا ہونا:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یمن سے ایک رنگے ہوئے چمڑے میں سونا بھیجا، جس سے تا حال مٹی الگ نہیں کی گئی تھی، آپ نے اس سونے کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل اور چوتھے شخص علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل میں سے ایک تھے۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کی نسبت اس مال کے ہم زیادہ حقدار ہیں نبی کریم ﷺ تک یہ بات پہنچ گئی آپ نے فرمایا: تم مجھے امین قرار نہیں دیتے حالانکہ میں اُس کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے میرے پاس صبح و شام آسمانی خبریں آتی ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور دونوں گال پھولے ہوئے تھے، پیشانی ابھری ہوئی تھی داڑھی گھنی تھی، سر منڈا ہوا تھا اور تہبند پنڈلیوں سے اونچا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈر! آپ نے فرمایا: تجھے عذاب ہو، کیا میں روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں! پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ نے فرمایا: شاید وہ نمازی ہو۔ حضرت خالد نے کہا کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کا مکلف نہیں کیا گیا کہ میں لوگوں کے دل چیر کر دیکھوں یا ان کے پیٹ پھاڑ کر دیکھوں پھر آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا، حالانکہ وہ پیٹ پھیر کر جا رہا تھا اور فرمایا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اچھی طرح پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی، اور دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۴۰، قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح بخاری، ج ۱، ص ۴۷۲، قدیمی کتب خانہ کراچی، ابن ماجہ رقم الحدیث، ۱۶۷، سنن دارمی، ۲۳۲۷، سنن نسائی ۴۰۳۴، سنن ابوداؤد ۱۳۳۹، جامع ترمذی ۲۱۱۴)

آج کل کچھ لوگ نام نہاد تبلیغ کرنے والے بھی اسی طرح کے حلیہ میں ملتے ہیں کہ ان لوگوں

Marfat.com

نے سر منڈوایا ہوا ہوتا ہے اور شلواریں پنڈلیوں سے اوپر ہوتی ہیں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسی بدنصیب شخص کی نسل سے ہیں جس کی نسل کا ذکر اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کچھ تقسیم فرمارہے تھے کہ ذوالخویصرہ نامی بنی تمیم سے ایک شخص آیا۔اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈر! آپ نے فرمایا: تجھے عذاب ہو، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کروں تو تم ناکام ونامراد ہو جاؤ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن نہ اڑادوں؟ آپ نے فرمایا: رہنے دو، کیونکہ اس کے ایسے ساتھی ہیں جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھوگے اور اس کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانوگے اور یہ لوگ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا اور یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اگر میں انہیں پالیتا تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کردیتا

(صحیح مسلم، ج۱، ص۳۴۰، قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح بخاری، ج۱، ص۴۷۲، قدیمی کتب خانہ کراچی، ابن ماجہ رقم الحدیث، ۱۶۷، سنن دارمی، ۲۳۲۷، سنن نسائی ۴۰۳۴، سنن ابوداود ۱۴۳۹، جامع ترمذی ۲۱۱۴)

(۲) مقام نبوت ورسالت ﷺ کو تسلیم کرنے میں پریشان:

آج کل سائنسی ایجادات نے اس قدر ترقی کی ہے جس ایک سے عام اور سادہ لوح انسان بھی اہل سنت وجماعت کے عقائد کی تائید کرتا ہوا نظر آتا ہے۔کیونکہ چینل پر ایک آدمی بیٹھا ہوا پوری دنیا میں اپنی تصویر کے ساتھ اور گفتگو کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔جب آپ ان لوگوں کو یہ کہیں گے کہ نبی کریم ﷺ حاضر وناضر ہیں وہ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہونے کے ساتھ ساتھ پوری کائنات کا مشاہدہ فرمارہے ہیں تو یہ لوگ شرک، شرک کہیں گے حالانکہ، ٹی، وی چینل نے اب ان لوگوں کو لگام دی ہے کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔جب ایک انسان کی ایجاد کردہ چیز کے کمال کو تم تسلیم کرتے ہو، پھر اللہ کی سب سے اعلیٰ مخلوق میں اسی کمال کو مانتے ہوئے تمہیں کیوں گھبراہٹ لاحق ہو جاتی ہیں؟

Marfat.com

چند سال قبل یہ لوگ مسلمانوں کو جمعۃ المبارک کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ دور سے تمہارے سلام کو نہیں سن سکتے۔اور تم جو پاکستان میں رہتے ہوئے اتنی دور سے سلام پڑھنے کے ساتھ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہو تمہارے اس ادب کے ساتھ کھڑے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نہ سلام سن سکتے ہیں، نہ سلام کا جواب دیتے ہیں اور نہ تمہارے سلام کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔لیکن اب موبائل دور نے اور موبائل ترقی نے ان لوگوں کی باطنی خباثت کی کلی کھول دی ہے کہ ظالموں تم ایک انسان کی ایجاد کو تسلیم کر چکے ہو اور اسی جیسا کمال تم اللہ کے نبیوں علیہم السلام اور اللہ کے ولیوں میں کیوں نہیں مانتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کو ان چھوٹی سی مثالوں سے نہ جانے کتنا زیادہ مقام وشان سے نوازا ہے۔

اسلام کے لباس میں:

اسلام کا لباس اوڑھ کر یہ منافقین کا گروہ ہم سے بڑے زور سے پوچھتا ہے کہ یہ اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا نبی کریم ﷺ کے دور میں نہیں تھا اس لئے بدعت ہے ہم نے کہا نبی کریم ﷺ کے دور میں خلفائے راشدین کے دور میں قرآن کریم کی آیات پر اعراب بھی نہیں تھا۔اگر تمہیں بدعت کو ہی مٹانا ہے تو سب سے پہلے قرآن پاک سے اعراب کو مٹاؤ۔تاکہ پوری قوم کو پتہ چل جائے کہ یہ اسلام کے لباس میں ہی اسلام کے دشمن ہیں۔

قرآن کے نام سے ذاتی خواہشات کا پرچار:

بدعقیدہ لوگوں کا سب سے زیادہ لوگوں کو گمراہ کرنے کا طریقہ یہ ہے جس کی نشاندہی قرآن نے کر دی ہے کہ یہ لوگ قرآن کے ذریعے تمہیں گمراہ کریں گے۔نام نہاد پروفیسر جن بیچاروں نے درس نظامی کا نصاب تک نہیں دیکھا ہوتا۔وہ درس قرآن کے نام سے ماہانہ درس قرآن رکھ لیتے ہیں اس طرح وہ خود بھی گمراہی میں جا گرتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں حالانکہ ان کا منصب سکولوں اور کالجوں میں پڑھانا ہے مفسر یا مجتہد بننا ان کا منصب ہی نہیں ہوتا۔ایسے گمراہ قسم کے لوگوں کا ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے ایسے ہی گمراہ قسم کے لوگوں کے

Marfat.com

بارے میں حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم کو نہیں چھینے گا لیکن علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھا لے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے سوال کیا جائے گا اور وہ بغیر علم جواب دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۴۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اہل بیت رضی اللہ عنہم سے مخالفت:

اہل بیت کی محبت سے بغاوت کرنے والے لوگ وہ جنہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے کربلا کے واقعہ میں یزید سے بغاوت کی گویا یزید ان کے نزدیک خلیفہ راشد تھا، اس طرح ان لوگوں نے یزید کو خلیفہ مان کر اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما جو جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں انہیں "نعوذ باللہ" باغی لکھ دیا۔ اس طرح ان لوگوں کے دلوں سے محبت رسول ﷺ اور محبت اہل بیت ختم ہوگئی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! حسین سے میں محبت کرتا ہوں تو بھی حسین سے محبت کر۔ اور جو حسین سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا ان لوگوں نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہوئے بدعقیدگی اختیار کی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخالفت:

جہالت وغلو کے دریا میں کچھ اتنے غرق ہوگئے اور اسلام سے تیر کی طرح نکل گئے اور محبت اہل بیت کے نام سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھ لیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ تین صحابہ کے سوا باقی تمام صحابہ مرتد ہوگئے "نعوذ باللہ"۔ حالانکہ ان لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہم کی زندگی نے محبت صحابہ رضی اللہ عنہم کا درس دیا ہے۔

خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخالفت:

اسی طرح کئی لوگوں نے غلو کرتے ہوئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کردیا۔ حالانکہ ان ظالموں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ جنہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مانا اور ان کی بیعت کی، ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں

Marfat.com

اور جن کی خلافت کو نہ صرف حضرت علی بلکہ تمام اہل بیت نے تسلیم کیا ہے، تو یہ گمراہ فرقہ کیونکر ان کی خلافت کا انکار کرتا پھرتا ہے۔

ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ قیامت کے دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ جو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور شیطان کی پیروی کرتے ہوئے خلفائے راشدین کی خلافت کا انکار کرتے ہیں کہ اس دن کہاں جائیں گے۔

بدعقیدگی کے بانی نے مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المورہ کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا:

بارھویں صدی ہجری میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ظہور ہوا، اس کا یہ عقیدہ تھا کہ انبیاء کرام کے وسیلہ سے دعا کرنا اور اس شفاعت طلب کرنا شرک ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اور کا قتل کرنا مباح ہے۔

بانی مذہب نجدی لکھتا ہے۔

و عرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يد خلهم وان قصد هم الملائكة والانبياء يريدون شفاعتهم والتقرب الى الله بذالك هو الذى احل دماء هم و اموالهم ۔

(محمد بن عبدالوہاب نجدی، کشف الشبہات، ص ۹، مطبوعہ مکتبہ مدینۃ المنورہ)

تم یہ جان چکے ہو کہ لوگ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرنے کی وجہ سے اسلام میں داخل نہیں ہوتے اور فرشتوں اور نبیوں کی شفاعت کا ارادہ کرنے سے اور ان کے وسیلے سے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی وجہ سے ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا حلال ہو گیا۔

اسی ابن عبدالوہاب نجدی کے نام سے ایک گروہ کئی سالوں تک اپنے آپ وہابی کہتا رہا لیکن جب ان بدبختوں کو یہ پتہ چلا کہ یہ لفظ تو مسلمانوں میں بطور گالی کے رائج ہو گیا تو انہوں نے ڈیڑھ سو سال کے بعد اپنا نام بدل لیا۔ اب پھر انہیں توقع کرنی چاہیے کہ آئندہ سو سال کے بعد دوبارہ ان کا نام بدل جائے گا، نہ جانے قیامت کے آنے سے پہلے تک کتنے ان کے نام ہو

Marfat.com

جائیں گے۔

نجد کی بدبختی خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! ہمارے لئے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے لئے یمن میں برکت عطا فرما بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، ہمارے نجد میں بھی؟ آپ ﷺ نے پھر دعا فرمائی اے اللہ! ہمارے لئے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے لئے یمن میں برکت عطا فرما۔ بعض لوگوں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے نجد میں بھی؟ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ (فتنہ وہابیت ونجدیت) وہیں سے نکلے گا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۷۳۰۱۔ ۲۰۳۹)

جب حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہو چکا کہ اہل نجد اہل فتنہ ہوں گے تو لہٰذا ان لوگوں کے شر سے بچنا چاہیے۔ اور آج کل ان لوگوں نے اپنا نام اہل نجد کی بجائے اور کئی ناموں سے بدل لیا ہے۔

حرمین شریفین پر شب خون مارنا اور قبضہ کرنا:

خاتمۃ المحققین علامہ شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، ہمارے زمانے میں عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ پر ان لوگوں نے غلبہ کر لیا اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرنے لگے حالانکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے اس لئے انہوں نے اہل سنت و جماعت کا قتل جائز سمجھا اور ان کے علماء کو قتل کیا یہاں تک کہ اللہ نے وہابیوں کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی، یہ واقعہ 1233 ہجری کا ہے

(ردالمحتار، ج۳، کتاب البغات)

اسی طرح سیف الجبار اور دیگر تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے کہ ان بدعقیدہ لوگوں نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں بے گناہ لوگوں کا قتل عام کیا حرمین شریفین کے رہنے والوں کی عورتوں اور لڑکیوں سے زنا کیا ان کو غلام بنایا اور عوتوں کو لونڈیاں بنایا۔ سادات کرام کو بہت قتل کیا مسجد نبوی

Marfat.com

شریف کے تمام فانوس اور جھاڑ واٹھا کر نجد لے گئے تمام صحابہ کرام واہل بیت کی قبروں کو گرا کر زمین سے ملا دیا۔ یہاں تک یہ بھی ارادہ کیا کہ گنبد خضرا جس کے اردگرد روزانہ صبح وشام ملائکہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اس کو بھی گرادیا جائے۔ مگر جو شخص بھی روضہ پاک پر گیا اس پر خدا تعالی نے ایک سانپ مقرر کر دیا جس نے اسے ہلاک کر دیا۔ (جاء الحق ص ۱۱، ضیاء القرآن لاہور)

بدعقیدہ لوگ جب قرآنی دعوے کرتے ہیں تو ان کی زبان نہیں تھکتی وہ یہ بتائیں کہ یہ کس آیت یا حدیث پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے تسلسل سے حرمین شریفین میں امامت کرنے والوں کو مشرک و بدعتی کہہ کر اور قتل عام کر کے قبضہ کیا۔

کیا امام کعبہ حق کی دلیل:

بدعقیدہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں میں یہ باور کراتے ہوئے تھکتے نہیں کہ امام کعبہ بھی ہمارے مسلک کا ہے۔ لہذا ہم حق پر ہیں ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ لوگ بیت المقدس پر عیسائیوں کو قبضہ ہونے کی صورت میں انہیں بھی حق پر تسلیم کر لیں گے۔ کیا یزید جس نے شہر رسول ﷺ پر شب خون مارا، وہ بھی حق پر تھا۔ کیا تین سو ساٹھ بت جو کعبہ میں رہے جنہیں سجدے کئے جاتے رہے جن کی پوجا کی جاتی رہی کیا وہ بھی حق ہے۔

حق ہونے کی دلیل صرف قرآن وحدیث سے ہے اور یہ بھی ہم بیان کر آئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تک تم ان دونوں یعنی قرآن وسنت کو تھام کر رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ اگر امام کعبہ کسی مسلک کے حق ہونے کی دلیل ہوتا، تو حدیث میں امام کعبہ کے بارے میں ضرور بیان کیا جاتا ہے۔

اگر ان لوگوں کے قول کے مطابق امام کعبہ جس مسلک کا ہوگا وہی حق پر ہوگا بفرض محال مان بھی لیا جائے تو تب بھی اہل سنت وجماعت کی حقانیت ثابت ہوگی اور نجدیت کا بطلان ضرور ہو جائے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حرمین شریفین میں تیرہ سو سال تک مسلسل اہل سنت وجماعت امامت کراتے رہے ہیں۔ لہٰذا جب امام کعبہ کا مسلک حق کا مسلک ہے تو تم لوگ مانو کہ ہم اہل سنت وجماعت جو تیرہ سو سال تک امامت کے عہدے پر فائز رہے حق پر ہیں۔

Marfat.com

جبکہ یہ کتنی جاہلانہ دلیل ہوگی کہ تیرہ سو سال امامت کروانے والے ٹھکرا دیئے جائیں اور ایک سو سال کی امامت کروانے صرف اسی امامت کی وجہ سے اہل حق ہو جائیں۔

اہل سنت و جماعت کی تیرہ سو سالہ حرمین میں امامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادوار سے ہے جبکہ بدعقیدہ لوگوں کی امامت وہاں پر مسلمانوں کا قتل عام کر کے اور خون کی ندیاں بہا کر قبضہ کرنے سے ہے کیا حق اسی طرح ثابت ہوتا ہے؟۔

جاہل و گمراہ لوگ دین کے بارے میں فتاویٰ دیں گے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو نہیں چھینے گا لیکن علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھا لے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے سوال کیا جائے گا اور وہ بغیر علم جواب دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (صحیح مسلم، ج۲، ص۳۴۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

آج کل بڑی کثرت کے ساتھ میڈیا پر گمراہ کن اور قرآن وحدیث کے غلط مفاہیم بیان کرتے ہیں جس طرح جاوید غامدی جیسا مرتد شخص سر دست جو قرآن کو روشن خیالی میں تبدیل کرنے کیلئے انگریزوں سے ٹھیکہ کر چکا ہے۔ اسی طرح کے کئی شخص جو نہ تو عالم دین ہیں اور نہ کسی طرح دین کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں لیکن سادہ لوح عوام کو قرآن وحدیث کے نام سے گمراہ کر رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کو گرانا:

بدعقیدہ لوگوں نے تاریخ اسلام میں اس جیسی ناپاک جسارت و بدعت ایجاد کی ہے کہ مسلمانوں کی قبروں اور اللہ کے مقرب بندوں کی قبروں کو گرا دیا جائے گا حتیٰ کہ ان بدبخت لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کو گرا کر ختم کر دیا ہے۔

علامہ احمد بن علی بصری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

نجدی یعنی بدعقیدہ لوگوں کا شہداء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کو قبوں کی وجہ سے توڑ ڈالنا بڑی گمراہی اور اس نجدی کی ضلالت ہے۔ (فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن الوھاب)

Marfat.com

انہی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کو گرادیا۔ حتیٰ کہ شیخ نجدی نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میں قدرت پاؤں گا تو روضہ رسول ﷺ کو مسمار کردوں گا۔ (خاک بدہن ہمیشہ ہمیشہ ہو)۔نعوذ باللہ من تلک المضلات)

مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے 37 علمائے کرام اور برصغیر پاک و ہند کے جمہور علمائے کرام اور اہل سنت و جماعت کے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کا گستاخانہ عبارتوں کے خلاف کفر کا فتویٰ:

برصغیر پاک و ہند میں جب ۱۳۲۵ ہجری میں جب بدعقیدہ علماء اور ان کے معتقدین کے کفریہ عقائد و گستاخانہ عبارات پر بالخصوص برصغیر اور پوری دنیا کے علماء سے جب فتاوی حاصل کئے گئے تو اس پر مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے ۳۷ علمائے کرام اور برصغیر کے جمہور علمائے اہل سنت و جماعت نے اس پر اجماع کیا کہ اکابر بدعقیدہ علماء کی گستاخانہ عبارات پر اطلاق کفر درست اور ایسی عبارات کو حق ماننے والا کافر، بے دین دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح ٹوٹ چکا اسکی نماز جنازہ پڑھنا یا پڑھانا حرام ہے۔

گستاخ نمازیوں و بدبخت لوگوں کے قتل کا حکم:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں فلاں فلاں وادی سے گزرا۔ تو میں نے ایک نہایت متواضع ظاہراً خوبصورت دکھائی دینے والے شخص کو نماز پڑھتے دیکھا ہے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اس کے پاس جا کر اسے قتل کردو۔ روای نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے تو انہوں نے جب اسے اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا تو اسے قتل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور بغیر قتل کیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اسے قتل کرو حضرت عمر گئے اور انہوں نے بھی اسے اسی حالت نماز میں دیکھا جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی اس کے قتل کو ناپسند کیا اور وہ بھی لوٹ آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ آپ

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا: اے علی! تم جاؤ اسے قتل کر دو۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے تو انہیں وہ نظر نہ آیا۔ تو حضرت علی واپس لوٹ آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کہیں نظر نہ آیا۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے پھر وہ اس میں پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ حتیٰ کہ تیر پلٹ کر کمان میں نہ آجائے۔ لہٰذا تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو، وہ بدترین مخلوق ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث، ۱۱۱۳۴)

جرح و تعدیل کے امام علامہ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام روای ثقہ ہیں (فتح الباری، ۱۲، ص ۲۲۹)

بدعقیدہ لوگوں سے حدیث نہ پڑھو:

عن ابن سيرين ، قال :لم يكونوا يسألون عن الإسناد ، فلما وقعت الفتنة ، قالوا :سمّوا لنا رجالكم .فينظر إلى أهل السنة فيؤخذ حديثهم ، وينظر إلى أهل البدع فلا يؤخذ حديثهم .(صحیح مسلم، ج ۱، ص، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں وہ لوگ اسناد نہیں پوچھیں گے پس جب فتنہ واقع ہوگا انہوں نے کہا کہ تم اپنے بندوں کے ناموں پر نام رکھو پس تم اہل سنت کی طرف دیکھو اور ان سے حدیث حاصل کرو اور جب تم اہل بدعت کی طرف دیکھو تو ان سے حدیث نہ لو۔

خارجیوں کے بارے میں شرعی حکم:

حدثنا أبو كريب حدثنا وكيع عن الربيع بن صبيح و حماد بن سلمة عن أبي غالب قال :رأى أبو أمامة رؤسا منصوبة على درج مسجد دمشق ، فقال أبو أمامة : كلاب النار شر قتلى تحت أديم السماء ، خير قتلى من قتلوه ، ثم قرأ " :يوم تبيض وجوه وتسود وجوه "إلى آخر الآية ، قلت لأبي أمامة : أنت سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لو لم أسمعه إلا مرة أو مرتين أو ثلاثا أو أربعا حتى عد سبعا ما حدثتكموه . قال أبو عيسى : هذا حديث حسن ، و أبو غالب يقال اسمه حزور و أبو

Marfat.com

أمامة الباهلي اسمه صدى بن عجلان وهو سيد باهلة.

حضرت ابوامامہ نے جب دمشق کے سرحد منصوبہ پران کے سرلٹکے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: یہ بدترین جہنمی کتے ہیں آسمان کے نیچے تمام قتلوں سے بہتر ان کا قتل ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

''يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ.

جس دن کچھ منھ اونجالے ہوں گے اور کچھ منھ کالے تو وہ جن کے منھ کالے ہوئے کیا تم ایمان لاکر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ۔

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ.

اور وہ جن کے منھ اونجالے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو انہوں نے فرمایا: میں نے ایک بار یا دوبار یا تین مرتبہ یا چار مرتبہ نہیں بلکہ میں نے سات مرتبہ سنا ہے جو میں نے تم کو حدیث بیان کی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

(جامع ترمذی، ج۲، ص۱۲۴، فاروقی کتب خانہ ملتان)

بدعقیدہ لوگوں کا قرآن کی آیات کے غلط مفاہیم کرنا:

ابو یحیٰی سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک خارجی نے صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی اور فی الحقیقت آپ کی طرف (یہ) وحی کی گئی ہے اور اُن (پیغمبروں) کی طرف (بھی) جو آپ سے پہلے (مبعوث ہوئے) تھے کہ (اے انسان!) اگر تُو نے شرک کیا تو یقیناً تیرا عمل برباد ہو جائے گا اور تُو ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا مزید بیان کیا: پھر اس سورت کو چھوڑ کر اس نے دوسری سورت کی یہ آیت پڑھ ڈالی پس آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، جو لوگ یقین نہیں رکھتے کہیں آپ کو کمزور ہی نہ کر دیں۔ (خوارج ان آیات قرآنی کو چن چن کر نماز میں پڑھتے تھے جن سے بزعم خویش ان بدبختوں کے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان کا کوئی شائبہ پیدا ہوتا تھا۔ یہ ان کی گستاخانہ سوچ اور بدبختی تھی)۔ (رواہ ابن

Marfat.com

ابی شَیبَۃ ـ الحدیث رقم : 49 اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف ، 7/554 ، الرقم. 37891 :)

بدعقیدہ لوگوں کے پاس جانا منع ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہارے سامنے ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ ہی تمہارے باپ دادا نے سنا ہوگا، تم ان سے دور رہنا، وہ تم سے دور رہیں۔

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام دارمی علیہ الرحمہ سنن دارمی میں لکھتے ہیں کہ حضرت ایوب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قلابہ نے فرمایا ہے کہ گمراہ فرقوں کے پاس نہ بیٹھو، نہ ان سے بحث کرو، کیونکہ مجھے یہ خدشہ ہے کہ وہ اپنی گمراہی میں تم کو مبتلاء کر دیں گے یا تمہارے عقائد کو تم پر مشتبہ کر دیں گے۔

(سنن دارمی، ج ۱، ص ۹۰، نشر السنہ ملتان)

امام بیہقی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو جعفر فرماتے ہیں گمراہ فرقوں کے ساتھ نہ بیٹھو کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات میں کج بحثی اختیار کرتے ہیں۔

(شعب الایمان، ج ۷، ص ۶۰، بیروت)

ان احادیث سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو لوگوں میں یہ بات باور کراتے پھرتے ہیں کہ اچھی بات جہاں سے بھی ملے اسے حاصل کرو۔ حالانکہ یاد رہے بدعقیدہ لوگوں کے ہاں سے کسی قسم کی کوئی اچھی بات کے حصول کیلئے جانا بھی جائز نہیں کیونکہ ان کی بدعقیدگی تم پر اثر انداز ہو جائے گی، جس سے گمراہی کے اثرات پڑنے کا خدشہ ہے۔

علماء حرمین سے مناظرہ:

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اور اس کے گروہ نے اس وقت کے علماء سے مناظرہ کیا اور علماء حرمین نے جب اس پر دلیل قائم کر دی جس کا وہ جواب نہیں دے سکتا تھا۔ تو اس وقت کے حاکم مسعود نے قاضی شریح کو حکم دیا کہ وہ ان کے کفر کو ظاہری طور پر لکھ دے تاکہ آنے والی تمام نسلوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ کافر ہیں پھر اس نے ان ملحدوں کو قید کا حکم دیا اور بہت سے پکڑ کر قید کر

Marfat.com

دیئے۔ ان میں سے باقی بھاگ کر درعیہ پہنچ گئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کے امیر نے تکبرو سرکشی کی اور اس مقصد سے باز رہا۔ یہاں تک کہ شریف مسعود کی حکومت گزر گئی (الدرالسنیہ مفتی مکہ، ص ۵۷)

اسلام کے چھ ارکان کیوں بنائے:

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ایک بدعت یہ نکالی ہے کہ مسجد درعیہ میں خطبہ جمعہ پڑھا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ سے توسل کرے وہ کافر ہے لیکن اس کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب اہل علم میں سے تھے وہ اس کے ہر فعل وقول کا سختی سے انکار کرتے تھے تو انہوں نے اس کی بدعات میں سے کسی بات میں بھی اس کی اتباع نہیں۔ ایک دن انہوں نے اس سے فرمایا کہ اسلام کے ارکان کتنے ہیں اس نجدی نے کہا ''پانچ'' فرمایا تو نے کیوں چھ کر دیئے ہیں کہ جو شخص تیری اتباع نہیں کرے گا وہ مسلمان نہیں۔ یہ تیرے نزدیک چھٹا رکن ہے۔

عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم:

ایک دفعہ نجدی ان عورتوں کو جو اس کی اتباع کرتی تھیں انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے سر منڈوائیں تو ایک عورت نے کہا جو اس کے دین میں مجبوراً داخل ہوئی تھی کہ اگر تو مردوں کو سر مونڈنے کا حکم دیتا ہے تو انہیں داڑھی مونڈنے کا بھی حکم دیتا تو تب ٹھیک ہوتا۔ کیونکہ جس قدر مردوں کیلئے داڑھی کی حیثیت ہے اسی طرح عورتوں میں سر کے بالوں کی حیثیت ہے۔ عورت کی یہ دلیل سن کو وہ خارجی مبہوت ہو گیا اور اسے کچھ جواب نہ آیا۔ (الدرر السنیہ مفتی مکہ، ص ۵۷)

ایک سوال وجواب کی زد میں سمجھ:

ایک روز صحیح بخاری کے درس میں ہم نے ایک حدیث سے یہ بیان کیا کہ ''ایصال ثواب'' اور کثیر معمولات اہل سنت کی اصل یہ حدیث ہے۔ اور چونکہ ایصال ثواب میت کے وصال کے تیسرے روز ہوا تو تیجے کے نام سے معروف ہوا اور اسی طرح دس دن بعد ہوا تو دسویں کے نام سے معروف ہو گیا۔ ایسے ہی چالیس دن کے بعد ہوا تو چالیسویں کے نام سے معروف ہو گیا۔

اس پر معمولات اہل سنت کے ایک منکر نے یہ سوال کر دیا کہ حدیث میں تو کہیں بھی تیجے

Marfat.com

دسویں، چالیسویں، عرس، میلاد، گیارھویں کا نام نہیں آیا ہے۔ تم نے یہ نام کیوں مشہور کر رکھے ہیں۔ ہم نے کہا یہ نام ہماری علاقائی زبان کی وجہ سے معروف ہو گئے ہیں۔ تاہم اس نے حسب عادت ضد بازی شروع کر دی کہ مجھے نام دیکھاؤ کہاں لکھا ہے کہ تیجہ، دسواں، چالیسواں، عرس، میلاد شریف اور گیارھویں کا اہتمام کرو۔

ہم نے اس کے سوال کے مطابق اس سے پوچھ لیا کہ تم ذرا یہ بتاؤ کہ کہاں لکھا ہے نماز پڑھو۔ اس پر بڑے جوش سے کہنے لگا کہ لاؤ قرآن وحدیث، برحال قرآن پاک لایا گیا اور صحاح ستہ اور دیگر جو میرے پاس کتب احادیث اور شروحات احادیث کی کتابیں تھیں وہ ساری میں نے حاضر کر دیں۔ تو فوراً قرآن سے لفظ ''صلوٰۃ'' نکال لایا۔

ہم نے کہا کہ سوال ہمارا لفظ ''نماز'' کا ہے اور تم لفظ ''صلوٰۃ'' نکال لائے ہو۔ کہنے لگا کہ صلوٰۃ کا معنی ہی نماز ہوتا ہے۔ اور صلوٰۃ ہی نماز ہے چونکہ ہماری اردو زبان میں ''نماز'' معروف ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم اسے نماز کہتے ہیں۔

ہم نے کہا یہی جواب تو ہم تمہیں معمولات اہل سنت کے بارے بتا چکے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کی محافل اور بزرگان دین کے عرس ان تمام چیزوں کی اصل یعنی دلیل قرآن وحدیث میں موجود ہے تاہم اردو زبان میں ان کے نام مختلف ہوئے ہیں جیسا کہ احکام شرعیہ کے اردو زبان میں نام مختلف ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے جو دلائل کے ساتھ معمولات اہل سنت بیان فرمائے ہیں وہ عین قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ اور چونکہ اردو یا پنجابی زبان میں مختلف ناموں سے معروف ہو گئے تو اس سے کیا فرق لازم آیا۔ تاہم اسے ہمارے جواب پر اطمئنان ہوا اور وہ معمولات اہل سنت و جماعت کا قائل ہو گیا۔

انسان کا ایمان کی راہ دور سے نکل جانا:

حضرت محمد بن کعب اس سورہ یونس کی تلاوت امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رحم اللہ علیہ کے سامنے کر رہے تھے جب اس آیت تک پہنچے تو خلیفۃ المسلمین نے سوال کیا کہ یہ طمس کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ان کے مال پتھر بنا دیئے گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا

Marfat.com

صندوقچہ منگوا کر اس میں سے سفید چنے نکال کر دکھایا جو پتھر بن گیا تھا۔ اور دعا کی کہ پروردگار ان کے دل سخت کر دے ان پر مہر لگا دے کہ انہیں عذاب دیکھنے تک ایمان لانا نصیب نہ ہو۔ یہ بدعا صرف دینی رحمت اور دینی دل سوزی کی وجہ سے تھی یہ غصہ اللہ اور اس کے دین کی خاطر تھا۔ جب دیکھ لیا اور مایوسی کی حد آ گئی حضرت نوح علیہ اسلام کی دعا ہے کہ الٰہی زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ ورنہ اوروں کو بھی بہکائیں گے اور جو نسل ان کی ہوگی وہ بھی انہیں جیسی بے ایمان بدکار ہو گی (تفسیر ابن کثیر، سورۃ یونس)

قرآن وسنت سے ثابت شدہ عقائد کو تسلیم نہ کرنے والوں اور محض ضد بازی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ بغض وحسد رکھنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ایمان کی راہ سے اتنے دور نکل جائیں کہ ان کیلئے یہ وعید آ جائے کہ انہیں کبھی بھی ایمان نصیب نہ ہو سکے گا۔

فتنہ انکار حدیث:

مختلف شکلوں میں بعض لوگ ایسے بھی نہاد اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کا یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ یہ اپنی طرف سے بنائی ہوئی ہیں۔ حالانکہ قرآن میں آیا ہے۔

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا و اتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب ۔(الحشر۔۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اس روئے زمین پر دین کا تنہا ماخذ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ آپ ہی کی ذات مبارکہ ہے جس کے ذریعے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ہدایت قرآن مجید کی صورت میں ملی اور آپ ہی کی سنت مبارکہ کے ذریعے ہماری جسمانی وروحانی تطہیر اور تزکیے کا اہتمام کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ کے بارے میں ہمارے لئے

Marfat.com

تفصیلی معلومات کا واحد ذریعہ حدیث ہے۔ احادیث اور اس سے متعلق معلومات کی تدوین امت مسلمہ کا ایسا کارنامہ ہے جو اس سے پہلے کسی اور قوم نے انجام نہیں دیا۔ اس کی تفصیل یہاں بیان کی جارہی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شب وروز حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں گزرا کرتے تھے۔ انہوں نے آپ کی بہت سی باتوں کو نوٹ کیا اور آپ کی حیات طیبہ میں اور اس کے بعد اسے بیان کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام سے یہ علم تابعین کو منتقل ہوا۔

ہمیں جن صحابہ کرام علیہم الرضوان سے یہ حدیثیں سب سے زیادہ تعداد میں مل سکی ہیں ان میں حضرت ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، انس بن مالک، ام المومنین حضرت عائشہ، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو بن عاص، علی المرتضی، اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کی شخصیات بہت نمایاں ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ سے احادیث مروی ہیں لیکن ان کی تعداد کافی کم ہے۔ بعض صحابہ نے ذاتی طور پر احادیث کو لکھ کر محفوظ کرنے کا کام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں شروع کر دیا تھا۔

صحابہ کے بعد تابعین کا دور آیا۔ تابعین ان لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے صحابہ کا زمانہ پایا اور ان سے دین سیکھا۔ اگرچہ تابعین حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے سے بہت قریب تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل نہ کر سکے تھے چنانچہ وہ بڑے اشتیاق کے ساتھ صحابہ کرام سے آپ کی باتیں سنا کرتے تھے۔ یہی شوق ان کے بعد تبع تابعین، یعنی وہ حضرات جنہوں نے تابعین کا زمانہ پایا اور ان سے دین سیکھا، اور ان کے بعد کی نسلوں میں منتقل ہوا۔ بہت سے تابعین نے بھی اپنے ذخیرہ احادیث کو تحریری صورت میں محفوظ بھی کر لیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حاصل کردہ معلومات کے بیان کا معاملہ انتہائی

Marfat.com

حساس ہے۔ایک متواتر اور مشہور حدیث کے مطابق اگر کوئی آپ سے جھوٹی بات منسوب کر دے تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ اس معاملے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے بڑے بڑے صحابہ جیسے سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، ابوعبیدہ، عباس رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔

ایسا ضرور ہوا ہے کہ بعض مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص یہ ارشاد فرمایا کہ ان باتوں کو دوسروں تک پہنچا دیا جائے۔اس کی ایک مثال حجۃ الوداع کا خطبہ ہے۔

دورحاضر کے جاہل مبلغین:

دورحاضر میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو لیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا سے وابستہ ہوگئے اور اسلام کے مسائل کی تحقیق سے ناواقف ہونے کی وجہ اپنی مرضی فتوے دینے لگے ہیں۔اس طرح لوگوں کی کوشش ہے کہ اسلامی تعلیمات کو مغربی تہذیب کے روپ میں ڈھالیں مسلمانوں کو اس قسم کے جعلی مبلغین کے دھوکے سے بچنا ہوگا۔وہ لوگ جن اصول تفسیر اور اصول حدیث کا بھی علم نہیں وہ لوگوں کے سامنے اپنے من گھڑت استدلال سنانا شروع کر دیتے ہیں۔

معاشرے کے ناسور:

پاکستان کی بنیاد دوقومی نظریے پر قائم ہوئی۔کہ ہندو مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں ان کے رہنے سہنے کے طریقے، شادی بیاہ اور غمی وخوشی کے مواقع مختلف روایات کے ساتھ ہیں لیکن پاکستان کی حکومت نے ۱۴، ۱۵، مارچ ۲۰۰۹ء کے ایام کو ''جشن بہاراں'' کا نام دے کر نہ صرف اسکی اجازت دی بلکہ، کئی روز پہلے سے اخبارات میں اشتہار دیکر لاکھوں سے زائد روپے اس جشن بہاراں کی نظر کر دیئے ہیں۔یہی وہ لاکھوں روپے تھے جو عوام کے خون پسینے کی کمائی سے ٹیکس کے ذریعے وصول کیے گئے تھے۔مہنگائی کے اس دور میں جب غریب روٹی کپڑے کو ترس گیا کس بے پرواہی کے ساتھ لاکھوں روپے غریبوں تک پہنچانے کی بجائے ''ہندوانہ رسم'' پر نچھاور کر دیئے گئے۔

Marfat.com

یہاں تک بھی نہیں بلکہ حکومت نے تحفظ ''بسنت'' جو ہندوانہ رسم ہے کیلئے دو دن کیلئے موٹر سائیکل چلانے پر پابندی عائد کردی کہ اس ہندو رسم کی خاطر اگر اپنے شہریوں کے ذاتی حقوق کو پامال ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ بسنت کا دن کس قدر ظالمانہ قوتوں کا شاخسانہ تھا کہ ظالم نے ملکی و عوامی خزانے لوٹنے کے ساتھ ساتھ کئی جانوں کا خون بھی پیا، حالانکہ ہماری حکومت اور عوام کو ان تمام خونی داستانوں کا پہلے سے علم تھا اور سابقہ کئی مرتبہ قوم کی مائیں بہنوں نے اپنی آغوش محبت کے چھن جانے کی وجہ سے سڑکوں پر آکر احتجاج بھی کیا۔

اسی طرح بسنت کی درمیانی شب مکانوں کی چھتوں پر نوجوان نسل کا ہجوم اور فائرنگ کا بے دریغ استعمال، شراب نوشی اور لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے کی طرف کسی گئی غلط آوازیں حتیٰ کہ مساجد میں نمازوں کے اوقات تک یہ شور جاری رہتا۔ جس نے نہ صرف مذہبی عبادات بلکہ گھروں میں مریض لوگوں کے زخموں پر بھی نمک چھڑکا ۔اور بوڑھوں اور بڑوں کا ادب اور احترام کی تمام حدوں کا پامال کرتے ہوئے نصیحت و اچھائی کا حکم دینے والوں، والدین اور ہر طرح کے مہذب شہریوں کا پاس خاطر میں نہ لاتے ہوئے نوجوان نسل کی کردار کشی کی گئی۔

ملک کے ساتھ اس سنگین جرم میں نہ صرف حکمران طبقہ بلکہ امراء طبقہ اور عوام بھی شامل ہیں اور قیامت کے دن وہ گردن جس پر ڈور چلی ہوگی، وہ پکار کر کہے گی مجھے کس جرم میں قتل کیا تھا، جس پر حکم دیا جائے گا کہ یہی ڈور بار بار ہمیشہ ان لوگوں کی گردن کو کاٹتی رہے، جنہوں نے بسنت منا کر انسانی جانوں پر ڈور چلائی تھی۔ یا اس میں شامل تھے۔

ہم پاکستانی قوم کو اس خون کا واسطہ پیش کرتے ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں مردوں، عورتوں ،نوجوان لڑکوں اور نوجوان بچیوں نے اپنی عصمتوں سمیت اس ملک کی بنیادوں میں رکھا تھا۔ اس خون مسلم کا خیال کرتے ہوئے اس ملک کو ہندوانہ رسم و رواج کی آماجگاہ نہ بنائیے، ورنہ دو قومی نظریہ اپنا حق تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔

ساری قوم یہ جانتی ہے کہ بسنت اسلامی ایام میں سے کوئی اسلامی دن نہیں ہے اور نہ کوئی

Marfat.com

اسلامی روایت ہے جب تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ دن اسلامی اقدار میں کسی دن میں سے نہیں ہے تو پھر عملی طور پر اس کے منانے پر اصرار کیوں اور اسے جشن بہاراں کا نام دینا کتنا سنگین مذاق ہے کہ جسکی وجہ سے لوگوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ جائے کیا صف ماتم کو کوئی شخص جشن بہاراں کہہ سکتا ہے اور اگر کوئی کہے تو اسکی عقل پر سوائے افسوس کے کیا کہا جائے گا

ہماری قوم کا تہذیبی المیہ یہ ہے کہ ابھی تک ہم اس قوم کو ہندوانہ رسموں سے مکمل طور پر چھٹکارا نہ دلا سکے، اور سابقہ اذہان وافکار کا متحمل طبقہ ہندو رسم ورواج سے آزاد نہ ہو سکا۔ جبکہ مغربی تہذیب کی یلغار اس قدر وسیع ہوگئی کہ اس نے ہمارے پڑھے لکھے طبقے کو مغربی تہذیب کے دھارے میں لے لیا۔ اور ایک روشن خیالی کے نام سے موسوم طبقہ مغربی تہذیب کا دلدادہ نہ صرف خود بنا بلکہ دوسروں کو زبردستی بنانے کیلئے ہر قسم کے بین الاقوامی ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ ہماری قوم سے گذارش ہے کہ خدارا اپنا قومی تشخص اگر آپ دوسروں تک وسیع نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنا تشخص برقرار تو رکھ لیجئے۔ ورنہ۔۔۔۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو : تمہاری داستاں تک نہ رہے گی داستانوں میں

عورتوں کے پھیلائے ہوئے توہمات:

برصغیر پاک وہند میں عورتوں کے پھیلائے ہوئے بہت سارے توہمات جنہیں لوگ بجا لاتے ہیں بعض عورتیں جعلی اور من گھڑت قسم کی کہانیاں اہل بیت کی خواتین کی طرف منسوب کر کے کہتی ہیں کہ اس کہانی کو چھپاؤ اور اس اتنی مقدار میں لوگوں میں تقسیم کرو تمہاری مشکلات آسان ہو جائیں گی اور اگر تم اس کہانی کو دوسروں تک نہیں پہنچاؤ گے تو تمہارا نقصان ہو جائے گا اور اسی طرح کی کئی ایک من گھڑت کہانیاں جن کا اہل بیت رضی اللہ عنہم سے کسی قسم کو کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن ایک سادہ لوح انسان ڈر جاتا ہے کہ شاید یہ واقعی ایسا کرنا پڑے گا اگر نہ اس کہانی چھپوا کر تقسیم نہ کروایا تو شاید نقصان ہو جائے گا۔

حالانکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتیں بیان کر دے۔ یہاں حیرت اس لئے بھی ہے کہ اچھے خاصے سمجھدار لوگ بھی ناقص العقل

Marfat.com

عورتوں کی من گھڑت باتوں میں آکر جاہلانہ رسومات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

کالے علم اور جاہل نجومیوں کے کفریہ نظریات:

کالا علم یا وہ جادو جس میں واضح طور پر کفریہ کلمات ہوتے ہیں جنہیں آج کل کے نجومی اور جعلی پیر عام طور پر استعمال کر کے نہ صرف اپنا ایمان خراب کرتے ہیں بلکہ دوسروں کے ایمان کا بھی بیڑا غرق کرنے میں مصروف ہیں۔

واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمن وما کفر سلیمن ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر (البقرہ ۱۰۲)

ترجمہ: اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنتِ سلیمان کے زمانہ میں اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

شانِ نزول: حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے ان کو اس سے روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے بنی اسرائیل کے صلحا و علما نے تو اس کا انکار کیا لیکن ان کے جہال جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اس کے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے۔ انبیا کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک اسی حال پر رہے اللہ تعالیٰ نے حضور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی برات میں یہ آیت نازل فرمائی۔

کیونکہ وہ نبی ہیں اور انبیا کفر سے قطعاً معصوم ہوتے ہیں ان کی طرف سحر کی نسبت باطل و غلط ہے کیونکہ سحر کا کفریات سے خالی ہونا نادر ہے۔

یعنی جادو سیکھ کر اور اس پر عمل و اعتقاد کر کے اور اس کو مباح جان کر کافر بن یہ جادو فرماں بردار و نافرمان کے درمیان امتیاز و آزمائش کے لئے نازل ہوا جو اس کو سیکھ کر اس پر عمل کرے کافر

Marfat.com

ہو جائے گا بشرطیکہ اس جادو میں منافی ایمان کلمات و افعال ہوں جو اس سے بچے نہ سیکھے یا سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے اور اس کے کفریات کا معتقد نہ ہو وہ مومن رہے گا یہی امام ابو منصور ماتریدی کا قول ہے مسئلہ جو سحر کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو قتل کر دیا جائے گا۔

مسئلہ: جو سحر کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں اس کا عامل قطاع طریق کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت۔

مسئلہ: جادوگر کی توبہ قبول ہے (مدارک)

پاکستان میں ان خود ساختہ عاملوں کے دعوے کئی مختلف انداز کے ساتھ درج کیے ہوتے ہیں ''لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے والے'' تقدیر کے فیصلے بدلنے والے'' ستاروں کی پلٹ کے ماہرین'' جادو کا مکمل توڑ'' کام نہ ہونے کی صورت میں تین، پانچ، سات، لاکھ روپے نقد انعام ''ایک رات میں کام'' شادی میں تمام رکاوٹیں دور'' سنگ دل محبوب پہلو میں آئے'' ایک فون پر کام'' اسی طرح بے شمار دعوؤں کے ساتھ ہمارے ملک کی گلی گلی اور کوچے کوچے تک ان لوگوں کی اشتہار بازی موجود ہے۔ ہم نے اس طرح کے دعوؤں سے مرعوب ہو کر ایک عامل کے پاس جانے کا فیصلہ کیا تو ان کے دفتر کی انتظامیہ سے ملے، ملاقات کے بعد اپنا مسئلہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ عامل باوا سے ملنے سے پہلے ضروری ہے کہ ایک ہزار روپے فیس نا قابل واپسی ادا کرو ہمارے پاس اتنی رقم تو تھی نہیں، اس لئے ہم نے ان سے کہا کہ آپ کے عامل باوا تو دکھی انسانیت کی خدمت کرتے ہیں اور آپ ہم سے ایک ہزار روپے کا مطالبہ کر کے ہمیں مزید دکھ میں مبتلاء کر رہے ہیں۔ بہرحال انہوں نے اپنے قانون کی انتباہ کرتے ہوئے ہمیں اپنے دفتر سے چلے جانے کیلئے کہا۔ ہم نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور دل کہہ رہا تھا کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوا کرتی۔

اسی طرح ہمارے ایک مخلص نے ہمیں اس وقت بڑا تعجب کرتے ہوئے ایک بات بتائی جب وہ اخبار پڑھ رہا تھا اور ہم نے اس سے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے آپ بڑے حیرت زدہ دیکھائی

Marfat.com

دیتے ہیں کونسی خبر اخبار میں پڑھ لی ہے جس نے آپ کو حیرت میں ڈال دیا ہے تو انہوں نے نہایت شائستہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا: کہ دنیا میں عجیب ترین لوگ بھی رہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں جو اخبار ہے اس میں جس عامل صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہوا ہے کہ محبوب آپ کے قدموں میں ہوگا۔ میں اس عامل کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اور مجھے بڑی اچھی طرح سے یاد ہے کہ دس سال کا عرصہ بیت جانے لگا ہے لیکن اسکی بیوی اپنے میکے رہنا پسند کرتی ہے بیسیوں مرتبہ عامل صاحب نے اسے منانے کی کوشش کی ہے لیکن وہ راضی ہو کر اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی۔ تو کیا اس طرح کا جھوٹا عامل دوسروں کے محبوبوں کو کس طرح ان کے قدموں میں حاضر کرے گا۔

اولیاء کرام کی تعلیمات کو بدنام کرنے والے:

یہی وہ جھوٹے عاملین ہیں جنہوں نے اولیاء کرام کے نام اور نسبتوں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے ان کی اصل تعلیمات کو بدنام کر دیا ہے کیا حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ بھی اسی طرح کے دعوے کرتے تھے کہ کام نہ ہونے کی صورت میں پانچ لاکھ روپے نقد انعام دیئے جائیں گے۔ اتنے بڑے دعوے اور اپنا حال یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ خود انتہائی بے عمل ہوتے ہیں دنیا جہاں میں جہاں کہیں بھی اسلام کے خلاف جتنی بھی سازشیں ہوتی ہیں ہر شعبہ زندگی کے لوگ کافروں کی ان حرکات کی مذمت کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کو کبھی ایسی توفیق نہیں ہوئی کہ یہ بھی اپنے اسلام کا اظہار کریں۔ اس وقت نہ جانے ان عاملین کو کونسا سانپ سونگھ گیا ہوتا ہے۔

اسی طرح مختلف اولیاء کرام کی کرامت لوگوں کے سامنے پیش کر کے اپنے آپ پر زبردستی فٹ کرنے کی ناپاک جسارت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اپنے آپ کو نماز سے بچانے کیلئے خود ساختہ ولی بنا کر پیش کر کے کہتے ہیں کہ وہ کونسی نمازیں پڑھتے تھے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اولیاء کے روپ میں پیش کر کے اقتصادی کاروبار کی دوکانداری چلانے کے انتہائی ماہرین ہیں۔

غیر محرم عورتوں سے میل جول:

Marfat.com

بعض عاملین نے عورتوں کو کمیشن پر رکھا ہوتا ہے جو مزید گاہک بھرنے کیلئے اپنا کردار ادا کرتی ہیں یہ روحانی عاملین غیر محرموں کے ساتھ ملاقاتیں کرتے ہوئے انتہائی خوش نظر آتے ہیں اس وقت ان لوگوں کو اپنا روحانی علاج بھی نظر نہیں آتا تو دوسروں کا کیا علاج کریں گے؟ ان لوگوں کی روحانیت کی انتہاء وہاں پر ہوتی ہے جب کوئی عامل اپنے معتقد کو یہ کہہ دیتا ہے کہ اگر حالات کی بہتری چاہتے ہو تو اپنی بیوی کو طلاق دو، اور وہ تین ماہ میرے نکاح میں رہے گی اس کے بعد جب وہ دوبارہ تمہاری زوجگی میں جائے گی تو تمہیں اس سے بے پناہ برکتیں نصیب ہوں گی۔ ہم اختصار کی وجہ سے واقعات کی تفصیل میں نہیں جا رہے۔

عاملین کے سبب ہونے والے نقصانات:

لاہور ریلوے اسٹیشن کے پاس فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے ایک عامل کے پاس ایک ایسا نوجوان گیا جس نے B.A. کا امتحان دیا ہوا تھا اس نے اپنا رزلٹ معلوم کروایا کہ جناب آپ تو مستقبل کے احوال جانتے ہیں یہ بتائیے کہ میرا رزلٹ کیسا آئے گا تو عامل صاحب نے اپنے خود ساختہ سیارتی علم کے ذریعے بتایا کہ آپ **B.A. کے امتحان میں فیل** ہو جائیں گے جس پر اس نوجوان نے عدم برداشت کی وجہ سے خودکشی کر لی اور اپنی جان کا خاتمہ کر بیٹھا۔ یہی تقدیر بدلنے والے عامل کا کارنامہ ہوا۔ جب اسی طالب علم کے امتحان کا رزلٹ آیا تو وہ اچھی پوزیشن کے ساتھ پاس تھا۔ لیکن اس بچے کے والدین کے دلوں سے سوال کرنے پر ہمیں جواب ملتا ہے کہ ہمارا بیٹا یقیناً پاس ہو کر بڑا آدمی بنتا مگر کسی عامل کی نگاہ بد اور نحوست بھرے نظام نے ہمارے لخت جگر کو ہم سے جدا کر دیا۔

ایک مسلمان کا عقیدہ تو قرآن وحدیث کے مطابق ہونا چاہیے جبکہ یہ عاملین ایسی باتیں اپنے معتقدین کے دلوں میں راسخ کر دیتے ہیں جو کفریہ یا ہندوانہ عقائد کی غمازی کرتی ہیں لوگوں کے اسلامی عقائد خراب کرنے میں یہ لوگ اتنا غلو کر جاتے ہیں کہ تمام شرعی حدود کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف اپنی ذات کو منوانے کیلئے ہر ایک چارہ صرف کرتے ہیں۔

Marfat.com

عالم کفر دینی مدارس کے خلاف جبکہ عاملین کے خلاف نہیں:

پوری دنیا کے اہل انصاف لوگ یہ مناظر دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کی تمام عالمی طاغوتی طاقتیں اسلام اور اہل اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے ہر طرح کی حیلہ سازی کو استعمال کرتے ہیں لیکن دوسری طرف یہ عاملین ہیں کہ ان کے خلاف یا ان کے منصوبہ جات کے خلاف کبھی کافر طاقتوں نے منصوبہ نہیں بنایا۔ اس کے مدمقابل دینی مدارس کے نصاب پر اکثر اہل امریکہ یہودی مشینری استعمال ہوتی ہے اور ان دینی تعلیمات کے خلاف بڑے پیمانے پر منصوبہ بندی کے ساتھ پلان تیار کیے جاتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کافر اور شیطانی طاقتوں کو صرف دینی تنظیموں اور دینی مدارس سے مخالفت ہے کیونکہ وہ بھی صرف انہیں اسلام کا علمبردار سمجھتے ہیں۔

معاشرتی فساد کے اسباب:

کالا جادو اور اسی طرح کے کئی جادو والے علوم ہیں جن کو پڑھنا، سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اور جادو کرنا، کرانا حرام ہے لیکن یہ لوگ صرف اپنی معاشی پالیسی کی خاطر جادو کرتے ہیں چاہے اس سے لوگ مر جائیں یا بیمار ہو جائیں کیونکہ بہت سارے ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جادو جیسی بیماری سے ڈسا ہوا مریض جب ہسپتال سے لاعلاج مرض کے ساتھ گھر کی طرف لوٹتا ہے تو موت اس کے انتظار میں ہوتی ہے جب ایک آدمی جادو سے پھیلنے والے مرض میں ہلاک ہو جاتا ہے تو پھر لوگوں کے درمیان دشمنی اور فساد پھیلتا ہے جو آنے والی کئی نسلوں تک تباہی کی طرف لوگوں کو لے جاتا ہے۔

لاکھوں روپے انعام دینے والا فٹ پاتھ پر:

لاہور اور پاکستان کے دیگر شہروں میں دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے اہل نجوم جو آسمان کو چھوتے ہوئے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور لاکھوں روپے کے انعامات کا چیلنج کرتے ہوئے تھکتے نہیں۔ لیکن جب ان کی اپنی حالت پر غور کیا جاتا ہے تو سخت گرمی اور دھوپ اور جلتی زمین کے ساتھ چند طوطے پنجرے میں بند کئے فٹ پاتھ پر عامل صاحب لوگوں کے ہاتھوں کی لکیروں

Marfat.com

کے معائنے میں مصروف نظر آتے ہیں عجیب سادگی ہے کہ لوگوں کے سامنے یہ حال ہے اور پس پردہ اجنبی حقائق ان کا منہ چڑا رہے ہوتے ہیں۔کیا یہ لاکھوں روپے کے ساتھ چیلنج کرنے والا کوئی اچھا سا دفتر بھی نہیں بنا سکتا بعض عاملین سر عام بازار میں غیر محرم نوجوان لڑکیوں کے ہاتھوں کی لکیریں دیکھتے اور ان کے بازو غیر محرموں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔کیا روحانی علاج اسی کا نام ہے''العیاذ باللہ''ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں کہ وہ ہمیں اس قسم کے جعلی ناسوروں کی جہالت سے بچائے۔

عاملین کے جعلی ہتھکنڈے:

بعض عاملین جعلی حرکات کر جاتے ہیں یعنی جن سے نہ صرف لوگ ناواقف بلکہ فطرت ایسی حرکات کو قبول نہیں کرتی تو عامل سادہ لوح ذہنوں میں اس کو راز بنا کر پیش کرتا ہے اس طرح کے نہ جانے کتنے جعلی راز لوگوں کے گلے سے محض اس لئے اتر وائے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کے سامنے اپنی شخصیت کو واضح کیا جائے۔ایک عامل صاحب الٹے ہاتھ سے کچھ کھانا کھا رہے تھے کہ کسی مقام عاملیت سے ناواقف شخص نے کہا کہ جناب کھانا تو دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے تو وہ عامل صاحب جھٹ پٹا کر بولے جناب: اگر ہم بھی عوام کی طرح ہو گئے تو لوگوں کی مشکلات کون آسان کرے گا۔اس قسم کی کئی مثالیں ہیں کہ عاملین خلاف سنت کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور انہیں اپنی سنت خاصہ سمجھتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے بائیں ہاتھ کی برکت ہے جو ہم عوام میں تقسیم کرتے ہیں جبکہ دائیں ہاتھ کی برکت اپنے لئے ذخیرہ کرتے ہیں۔

حکومت کی ذمہ داری:

ہمارے معاشرے میں جہاں بے شمار خرابیاں ہیں وہاں پر ایک یہ بہت بڑی خرابی ہے کہ لوگوں کا ایمان واعتقاد برباد کرنے کے ساتھ ساتھ سادہ لوح غریبوں کا مال حیلہ سازیوں کے ساتھ ہڑپ کرنے والے عناصر کا حکومت خاتمہ کرے،اس سے ہمارے ملک میں امن وامان قائم ہونے کے حوالے سے بہت فائدہ ہوگا۔اسی طرح معاشرے کا جو باشعور طبقہ ہے اسے

Marfat.com

چاہیے کہ وہ بھی لوگوں کے اندر اس نظریے کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کریں تا کہ جھوٹے عاملین کے زہریلے ڈنگ سے قوم کے افراد کو بچایا جا سکے۔

نجومی کے پاس جانے والے کی عبادت کا حکم:

حضرت سیدہ صفیہ بنت ابی عبید رسول اللہ ﷺ کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نجومی کے پاس جا کر اس سے کوئی بات پوچھے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث، 1496)

ہمارا مذہبی تقاضہ:

ہمارا مذہب اسلام کتنا صاف اور پاکیزہ دین ہے جو ہر قسم کے توہمات سے پاکیزہ زندگی گزارنے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ جبکہ جادو اور اس سے متعلق تمام توہماتی و سفلی عملیات کا تعلق اکثر ہندو اور دیگر بہت سے موہوم پرست مذاہب سے ہے جو انتہائی ناپسندیدہ اور ایمان کیلئے زہر قاتل ہیں اور لوگوں کو اس ایمان و اعتقاد کے قاتل کی کڑوی گولیاں محض دنیاوی اور خالی پلاؤ اور سبز باغ دیکھا کر کھلائی جا رہی ہیں اور ہمارا معاشرہ بھی اس قدر فکری انحطاط کا شکار ہے کہ ایسے لوگوں کو چاہتے نہ چاہتے ان کے پاس کسی نہ کسی صورت میں جاتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم اہل فکر کو غور و فکر کی دعوت اس لئے دے رہے ہیں تا کہ ہمارا معاشرہ اپنی صحیح جہت کا تعین کر سکے۔

مرزائیوں سے مسلمانوں کے تعلقات کی شرعی حیثیت:

ویستہزا بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فِی حدیث غیرِہ ﷺ انکم اذا مِثلہم ان اللہ جامِع المنفِقِین والکفِرِین فِی جہنم جمِیعا ۔(النساء، ۱۴۰)

اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں

Marfat.com

ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بے شک اللہ کافروں اور منافقوں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

کفار کی ہم نشینی اور ان کی مجلسوں میں شرکت کرنا اور ایسے ہی بے دینوں اور گمراہوں کی مجلسوں کی شرکت اور ان کے ساتھ یارانہ و مصاحبت ممنوع فرمائی گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کفر کے ساتھ راضی ہونے والا بھی کافر ہے۔ لہذا مرزئی اور قادیانی کافر ہیں ان کی مجلس میں جانا یا کسی بھی ایسی مجلس میں جانا جہاں قرآن وسنت کے احکام کا مذاق اُڑایا جارہا ہو، حرام ہے اسی طرح وہ نام نہاد روشن خیال تعلیمی ادارے جہاں شرعی احکام کا مذاق اڑایا جاتا ہے ایسے اداروں میں مسلمان بچوں کو تعلیم کیلئے بھیجنا حرام ہے۔

مزارات پر غیر شرعی رسومات:

بعض جاہل لوگ عقیدت کی آڑ میں مزارات پر اس طرح سے حاضری دیتے ہیں کہ ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے ڈالتے ہیں مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے بے ہودہ قسم کی قوالیاں سنتے ہیں اور مزارات پر سجدے کرتے ہیں یاد رہے اس قسم کے لوگوں کا اہل سنت جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو مزارات پر سجدہ کرے وہ سنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اہل سنت کے پاکیزہ مسلک کو بدنام کرنے والا ہے۔ اس لئے مزارات کی حاضری کیلئے ان اصولوں کو اپنانا ہوگا جو علمائے اہل سنت نے قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیے ہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ شہداء احد کے مزارات پر جا کر ان کیلئے دعائے مغفرت کرتے تھے ہمیں بھی اسی طرح اہل قبور کے پاس جا کر ان کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔

حفاظت ایمان کے چند اصول

عقیدہ توحید کا صحیح فہم:

آپ جس قسم کے بھی مبلغ سے اسلام کی تعلیمات سیکھ رہے ہیں اور وہ عقیدہ توحید تمہارے دلوں میں راسخ کر رہا ہے۔ اس میں غور کرو کہ کیا وہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ادب کرنے والا ہے یا عقیدہ توحید کے پردے میں اللہ کے نبیوں اور ولیوں سے بغض رکھنے والا ہے۔ تو سمجھو وہ توحید

Marfat.com

کے نام پر بے دینی و بدعقیدگی پھیلا رہا ہے۔ لہذا اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

عقیدہ رسالت ﷺ کا صحیح فہم:

اگر وہ مبلغ نبی کریم ﷺ کی اطاعت پر زور دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی سیرت کے پردے میں مقام رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے والا ہے اور آپ ﷺ کو محض انسان کہنے یا سمجھنے والا ہے اور لوگوں میں ایسا تصور پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہماری طرح کے انسان ہیں تو سمجھو کہ ایسا شخص بھی تمہارے ایمان کا دشمن ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کی لامحدود عظمتوں کا انکار کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے جلسہ میلاد کو بدعت کہتا ہے۔ اور میلاد منانے والوں کو بدعتی و جہنمی کہتا ہے۔ ایسے مبلغ کی تبلیغ سے بچنا فرض ہے۔ کیونکہ اسے یہ معلوم ہی نہیں کہ اصل ایمان تو ذات رسول ﷺ ہے۔ اسی بات کی نشاندہی علامہ اقبال نے بھی کی تھی۔

یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد (ﷺ) کو اس کے جسم سے نکال دو

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسلک کی پاسبانی:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کا پانی آپ ﷺ کے پاس لایا گیا چنانچہ آپ ﷺ نے وضو کیا۔ تو لوگ آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی لینے لگے اور اس کو اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملنے لگے۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث اور کئی احادیث موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں کس قدر تعظیم اور ادب مصطفی ﷺ تھا کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن اور وضو کا استعمال شدہ پانی بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے اور اسی طرح وقت حجامت بال مبارک برکت کیلئے سنبھال کر رکھتے تھے۔ اگر آپ کو تبلیغ کرنے والا یا اسلام کا درس دینے اسی طرح کی محبت رسول ﷺ کا

Marfat.com

درس دیتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر خشک دماغ نبی کریم ﷺ کے مبارک تبرکات کا کوئی ذکر نہیں کرتا بلکہ بدعت و ناجائز بتاتا ہے تو اس تبلیغ کرنے والے کی تبلیغ سے بچنا فرض ہے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو تو خوب بیان کرتا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کا نام تک زبان پر لانا پسند نہیں کرتا اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی مخالفت کرتا ہے تو سمجھئے وہ کوئی بدعقیدہ ہی ہے۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم سے سچی عقیدت:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کو نکلے اور آپ ﷺ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہما آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اس چادر کے اندر کرلیا۔ پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہما آئے تو ان کو بھی اس میں داخل کرلیا۔ پھر سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آئیں تو ان کو بھی انہی کے ساتھ شامل کرلیا پھر سیدنا علی آئے تو ان کو بھی شامل کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو پاک کرے اے گھر والو!

(الاحزاب)۔ (صحیح مسلم، ج۲، کتاب الفضائل، قدیمی کتب خانہ کراچی)

آپ کو اسلام کے اسباق پڑھانے والا اہل بیت سے کیسی عقیدت رکھتا ہے کیا اس کے دل میں ویسی ہی عقیدت ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ یا وہ اہل بیت سے بغض رکھتا ہے یا ان کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے۔ یا وہ اہل بیت سے عقیدت کے دعوے میں اس حد سے بڑھ گیا ہے کہ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھا چڑھا کر سمجھتا ہے۔ اور اہل بیت کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتا ہے تو ایسے مبلغ سے اپنے آپ کو بچائیں۔

اولیاء کرام کی محبت اور ان کے مزارات کا احترام:

اولیاء کرام سے سچی عقیدت رکھتے ہوئے ان کے نقش قدم چلنے کا درس دینے والا ہے یا نہیں

Marfat.com

اور مزارات اولیاء کرام کا احترام کرنے والا ہے یا مزارات پر جانا شرک وبدعت سمجھتا ہے۔ اگر مزارات پر جانا شرک وبدعت سمجھتا ہے تو پھر وہ یقیناً بدعقیدہ ہے جس کے وعظ ونصیحت سے بچنا ضروری ہے۔

اگر وہ اولیاء کرام کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن نماز روزے کی مخالفت کرتا ہے یا نماز روزے کا کوئی اہتمام نہیں کرتا تو ایسا جاہل بھی بدعقیدہ ہے یاد رہے جو بے نمازی ہو اور پیر فقیر ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے اس سے اپنے آپ کو بچانا فرض ہے۔

اہل حق سے واسطہ:

ہم اس پوری کتاب مختصر مگر جامع دلائل کے ساتھ اہل سنت وجماعت کے عقائد بیان فرما دیئے ہیں یاد رہے اہل سنت وجماعت ہی وہ لوگ ہیں جو تقریباً ساڑھے چودہ سو سالہ پرانے عقائد کی حامل جماعت ہے جس کی تعداد عام اور کثیر مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ جبکہ باقی بدعقیدہ لوگ چند فیصدی ہیں لیکن قرب قیامت کا ایک فتنہ ہیں اس لئے دوسرے فتنوں کی بدعقیدگی کا فتنہ بھی بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ لہذا اس بدعقیدگی کے فتنے سے اپنے آپ کو، اپنی اولاد اور دوسروں کو بھی اس فتنے سے محفوظ فرمائیں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

چودھویں صدی کے قریب یا بعد میں بننے والی فتنہ پرور تنظیمات سے پرہیز:

تاریخ گواہ ہے کہ خود نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں منافقین کا فتنہ معرض وجود میں آیا جو بانی اسلام نبی کریم ﷺ کی مخالفت اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی مخالف ودشمن تھا۔ اسی فتنے کی مختلف کڑیاں اسلام کے مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے چلتی رہیں۔ حتیٰ کہ برصغیر پاک وہند میں مختلف ناموں سے آئے روز تنظیمات معرض وجود میں آتی رہتی ہیں۔ جن کا اہل سنت وجماعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جو چند سال تک اسلام کے نام پر لوگوں کو جمع کرتی ہیں اور بعد میں پتہ چلتا ہے کہ وہ تو مرزائی یا قادیانی تھے۔ یا وہ اسلام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش تھی۔ لہذا اپنے اسلاف کا مسلک چھوڑ کر نت نئے اٹھنے والے فتنوں سے اپنے آپ کو بچانا

Marfat.com

چاہیے۔

غیر مسلموں کی کفریہ سازشوں سے تحفظ:

یایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیآ تلقون الیہم بالمودۃ و قد کفروا بما جآءکم من الحق (ممتحنہ۔۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔

تمام کفر ملت واحدہ ہے اور وہ سب کے سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں اور اسی طرح مسلمانوں کے بھی دشمن ہیں اسی لئے قرآن پاک میں ان سے محبت کی ملاقاتیں یا ان سے ملنا جلنا منع فرمادیا ہے کیونکہ اصل میں وہ تمہارے دشمن ہیں۔ جو تمہارے ایمان کو ضائع کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

دور حاضر میں مختلف علوم وفنون کے ذریعے، نئی تہذیب کی منحوس دلکشیوں کے ذریعے، فلموں کے ذریعے، ڈراموں کے ذریعے، اور اسی طرح کے کئی ذرائع بنائے ہوئے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے کفریہ نظریات کی اشاعت وترویج کرتے ہیں اور مسلمانوں کے سینوں سے برکت ایمان کو چھیننے کی کوشش کرتے ہیں۔

روشن خیال تنظیموں سے پرہیز:

پاکستان میں سیاسی جماعتوں کی طرح نام نہاد روشن خیال تنظیموں کی بھی بھرمار ہے۔ بڑی تعداد میں اور بڑے پیمانے پر لوگوں کے دین کو خراب کرنے والی تنظیمات موجود ہیں۔ یہ تنظیمات فلاحی ناموں سے منسوب ہوتی ہیں خاص کر حقوق خواتین کے ناموں سے منسوب تنظیمات انسانی حقوق کی آڑ میں قرآن وسنت کے طے شدہ احکام کا نہ صرف مذاق اُڑاتی ہیں بلکہ ان مقدس احکام کو مولویوں کے قانون کہہ کر یا کالے حروف والے قانون کہہ کر (نعوذ باللہ) قرآنی احکام کا انکار کرتی ہیں۔ یاد رہے کچھ لوگ محض روپے پیسے کی خاطر ایسی تنظیموں سے وابستہ

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔انہیں یاد رکھنا چاہیے ایسی تنظیموں سے وابستہ ہونا حرام ہے اور اگر کوئی ان کے باطل نظریے سے متفق ہو گیا تو جیسے قرآنی احکام کا مذاق اُڑانا کفر ہے ایسے ہی ان سے متفق ہونے والا بھی کافر ہو جائے گا۔

صراط مستقیم:

ہم صرف اس وقت قرآن سے سوال کرتے ہیں کہ سیدھا راستہ کیا ہے اور وہ کون سے لوگ ہیں جن کی اتباع اور پیروی کا نام ''صراط مستقیم'' ہے۔کیونکہ معاشرے میں ایسے عناصر بھی پائے جاتے ہیں جو یہ واویلہ کرتے پھرتے ہیں کہ جناب لوگوں کی پیروی نہ کرو۔صرف قرآن وسنت کے احکام کی پیروی کرو۔لہٰذا قرآن وسنت ہی ہمیں بتائیں گے کہ تم کن لوگوں کی پیروی کر کے سیدھا راستہ حاصل کر سکتے ہو۔ایک نمازی مسلمان نماز ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کی دعا مانگتا ہے۔اور نہایت عجز وانکساری کے ساتھ عرض کرتا ہے۔اور اس طریقے سے سیدھا راستہ طلب کرتا ہے جو اسے پروردگار عالم نے خود بتایا ہے کہ اے میرے بندے! مجھ سے سیدھے راستے پر چلنے کی دعا اس طرح مانگو۔

اھدِ نا الصراطَ المستقِیم

ہم کو سیدھا راستہ چلا

صِراط الذِین انعمت علیہِم

راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا

اس کے بعد ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے نقش قدم پر چلنے سے سیدھا راستہ ملے گا۔تو آیئے اس سوال کا جواب بھی ہم قرآن مجید سے پوچھتے ہیں۔

ومن یطِع اللہ والرسول فاولٰٓئک مع الذین انعم اللہ علیہِم مِن النبین والصدیقِین والشھدآ والصلحِین وحسن اولٰٓئِک رفِیقا(النساء۔۶۹)

Marfat.com

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

انعام یافتہ لوگ

انبیاء کرام علیہم السلام:

تو انبیاء کرام علیہم السلام کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان کی صحبت و دیدار سے محروم نہ ہوں گے۔ اور انبیاء کرام کا عمل چونکہ خطاء و غلطی سے پاک ہوتا ہے بلکہ ان کی اتباع ہی شریعت بنتی ہے۔

صدیقین:

صدیق انبیا کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل اصحاب مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق۔

شہداء کرام:

جن لوگوں نے اللہ کی رضا کے حصول کیلئے اللہ تعالی کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ان شہداء کے نقش قدم پر چلنا بھی صراط مستقیم ہے۔

اولیاء کرام:

وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کریں اور ان کے احوال و اعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں شانِ نزول: حضرت ثوبان سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ تھی ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے عرض کیا نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہو جاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا آپ اعلی ترین مقام میں ہوں گے مجھے اللہ تعالی نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں اس

Marfat.com

پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسکین دی گئی کہ باوجود فرق منازل کے فرمانبرداروں کو باریابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ (خزائن العرفان)

قرآن اور اس کی بیان کردہ تفسیر سے معلوم ہوا کہ چار قسم کے لوگوں کی اتباع کا نام صراط مستقیم ہے۔ لہٰذا جو لوگ غیر اللہ کہہ کر عوام الناس کو انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے نقش قدم پر چلنے سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان مقدس ہستیوں کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے جو صراط مستقیم کہلا سکے۔ قرآن نے صرف انعام یافتہ لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کا نام صراط مستقیم رکھا ہے۔ آج بروز پیر 3 مئی 2010ء کو یہ تحریر مکمل ہوئی اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور میرے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ مصطفیٰ ﷺ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے مصنف، ناشر اور جملہ قارئین کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی راہ پر استقامت نصیب فرمائے آمین بوسیلۃ النبی الکریم الامین ﷺ۔

حقیر پُرتقصیر محمد لیاقت علی رضوی

Marfat.com

Marfat.com

صحیح بخاری • آیات الفاظ قرآنی • صحابہ کرام کے آثار • تابعین و آئمہ تبع تابعین کے اقوال • امام بخاری کی فقہی و تحقیقی آراء

8 جلدیں مکمل

جہانگیری

صحیح بخاری شریف

نور علیٰ نور

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات علی البخاری

تصنیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

Marfat.com